ابنِ صفی

کوڑھ کے پیاسے

تھکے تھکے سے بوجھل لمحوں کے لیے
اکسیر۔ ابنِ صفی کی زندہ
جاوید تحریر۔ عمران کا
ایک مکمل اور دلچسپ ناول!

عمران نے اپنی کار آگے نکالنی چاہی لیکن آگے جانے والی دونوں کاروں نے راستہ نہ دیا
ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اگلی دونوں کاروں میں دوڑ ہو رہی ہو۔ سڑک زیادہ کشادہ نہیں تھی اتنی کہ کوئی تیسری کار آگے نہیں نکل سکتی تھی عمران نے سوچا کیوں نہ انھیں نکل ہی جانے دیا جائے۔
اس نے اپنی کار کی رفتار کم کر دی۔ ٹھیک اسی وقت اسے اپنی پشت پر کچھ اس قسم کی آواز سنائی دی، جیسے کسی بڑے ٹرک کا انجن شور مچا رہا ہو۔ اس نے عقب نما آئینے کی طرف دیکھا۔ حقیقتاً وہ ایک ٹرک ہی تھا جس نے آڑا ہو کر سڑک کی پوری چوڑائی گھیر لی تھی۔
آگے جانے والی کاروں کی رفتار بھی کم ہو گئی تھی۔
دفعتاً عمران کو خطرے کا احساس ہوا۔ گویا اسے دو اطراف سے گھیرا جا رہا تھا۔ مڑ کر واپس ہونا ناممکن تھا کیونکہ تھوڑے ہی فاصلے پر اس ٹرک نے سڑک بند کر دی تھی اور آگے جانے والی کاریں تو قریب قریب اب رک ہی رہی تھیں۔
یہ جگہ بھی ایسے کاموں کے لیے بڑی مناسب تھی کیونکہ سڑک کے دونوں جانب ناہموار زمین تھی اور ڈھلان کے اختتام ہی سے جنگلوں کے سلسلے دور تک پھیلے چلے گئے تھے۔
عمران بالکل نہتا تھا۔ ویسے بھی وہ ہر وقت مسلح رہنے کا عادی نہیں تھا۔
سورج غروب ہو رہا تھا اور سڑک سنسان پڑی تھی۔ دفعتاً اگلی کاروں سے ایک فائر ہوا اور گولی عمران کی ٹوسیٹر کی چھت سے [illegible] دوسری طرف نکل گئی۔
عمران نے کار نہیں روکی بلکہ رفتار اور تیز کر دی۔ اس کی کار اگلی [illegible] کی طرف تیر کی طرح جا رہی تھی۔ ان کاروں کی رفتار بھی [illegible] لوگ عمران کے اس غیر متوقع رویے پر بوکھلا گئے [illegible] کہ وہ کم از کم ریوالور کی رینج سے باہر ہو گیا [illegible] کاروں نے پورے بریک لگا دیے اور [illegible] ڈھلان میں چھلانگ لگا دی۔ بیک وقت [illegible] تھا کہ اب مشکل ہی سے کوئی اس پر [illegible]
[illegible] یہاں وہ [illegible] نہیں تھا اگر جنگل گھنا [illegible] اکثر مقامات پر [illegible] وہ [illegible] موت [illegible]
[illegible] وہ

اس جگہ رکا جہاں سے مڑ کر سڑک کے اس حصے کی طرف پہنچ سکتا تھا جدھر ٹرک کھڑا کیا گیا تھا۔ دفعتاً اس نے اپنے جوتے اتار کر کوٹ کی جیبوں میں ٹھونسے اور ایک اونچے درخت پر چڑھنے لگا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بچپن ہی سے درختوں پر چڑھتا آیا ہو۔
گنجان شاخوں کے درمیان پہنچ کر اس نے سامنے سے پتیاں ہٹائیں اور سڑک کی طرف دیکھنے لگا۔ ٹرک اب موجود نہیں تھا۔ البتہ وہ دونوں کاریں اس کی ٹوسیٹر کے قریب موجود تھیں اور ایک آدمی وہاں کھڑا شاید ان کی نگرانی کر رہا تھا۔
پھر وہ کچھ اور بلندی پر پہنچ کر چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔ کافی فاصلے پر وہ لوگ دکھائی دیے۔ تعداد میں پانچ تھے اور کچھ دیر پہلے یہ عمران کی خوش فہمی ہی تھی کہ ان لوگوں کے پاس رائفلیں نہ ہوں گی۔ اپنی ٹوسیٹر سے اترتے وقت وہ بال بال بچا تھا کیونکہ ان کے پاس رائفلیں بھی تھیں اور یہاں سے صاف نظر آ رہی تھیں۔
عمران انھیں دیکھتا رہا۔ پتا نہیں کیوں وہ پانچوں اکٹھے ہی رہنا چاہتے تھے اگر چاہتے تو ادھر ادھر منتشر ہو کر بھی اسے تلاش کر سکتے تھے مگر شاید وہ بھی عمران سے خائف ہی تھے۔ پتا نہیں کب اور کس وقت وہ ان میں سے کسی کو تنہا پا کر وار کر بیٹھے۔
عمران نے پھر سڑک کی طرف دیکھا۔ وہ آدمی اب بھی کاروں کے قریب موجود تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ بقیہ لوگ کتنی دیر میں سڑک تک پہنچ سکتے ہیں۔ وہ انھیں دیکھتا رہا اور پھر بڑی تیزی سے نیچے اترنے لگا۔ نیچے اتر کر جوتے پہنے اور سڑک کی طرف دوڑنے لگا مگر اب اس کا رخ کاروں کی طرف تھا۔ چڑھائی کے قریب پہنچ کر رک گیا۔۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ چڑھائی پر جا رہا تھا لیکن آدمیوں کی طرح نہیں بلکہ کسی چھپکلی کی طرح زمین سے چپکا ہوا تھا۔
جب سڑک کی سطح اس کے سر سے تقریباً دو فٹ اونچی رہ گئی تو اس نے قریب ہی سے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور بڑی احتیاط سے آہستہ آہستہ اوپر کی طرف کھسکنے لگا۔
وہ آدمی ایک کار کی کھڑکی پر بایاں بازو ٹکائے جھکا کھڑا تھا۔ داہنے ہاتھ میں سگریٹ سلگ رہا تھا جیسے ہی عمران نے سر ابھارا، وہ چونک کر اس کی طرف مڑا۔ شاید یہ خطرے کے غیر شعوری احساس کی بنا پر ہوا تھا مگر عمران کا ہاتھ تو چل ہی چکا تھا۔ پتھر اس کی کنپٹی پر بیٹھا اور قبل اس کے کہ وہ سنبھل سکتا، عمران اس پر سوار تھا۔ اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی کنپٹی کی چوٹ نے اس کا دماغ ماؤف کر دیا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ بے ہوش ہو گیا۔
عمران نے جلدی جلدی اس کی تلاشی لے کر ایک ریوالور اور

اور تقریباً تیس کارتوس برآمد کر لیے۔ ریوالور میں پورے راؤنڈ موجود
تھے۔ اس نے اپنی ٹائی کھولی اور اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ
دیے۔ اسے یقین تھا کہ وہ کافی دیر تک ہوش میں نہیں آ سکے گا۔ وہ
اس وقت بالکل مشین کی طرح حرکت کر رہا تھا۔ اس نے اپنی ٹو سیٹر
کی ڈکی کھولی اور بے ہوش آدمی کو اس میں ٹھونسنے لگا پھر ڈکی کسی تدبیر
سے اتنا کھلا رہنے دیا کہ وہ دم گھٹ جانے کی وجہ سے مرنے نہ پائے۔
اب وہ پھر ان دونوں کاروں کی طرف متوجہ ہوا۔
بے ہوش قیدی کا ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے دو فائر
کیے اور دونوں کاروں کا ایک ایک پہیہ بیکار کر دیا۔ اگلے ہی لمحے اس
کی ٹو سیٹر چکنی سڑک پر تیرتی چلی گئی۔
دھند کا چھل چکا تھا۔ فضا آہستہ آہستہ پرسکون ہوتی جا رہی
تھی۔ ٹو سیٹر فراٹے بھرتی رہی۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ تقریباً آدھے
گھنٹے بعد اس نے لینڈس کسٹم پوسٹ کے سامنے کار روکی اور نیچے
اتر کر ڈکی کو پوری طرح بند کرتا ہوا عمارت کی طرف چلا گیا۔ یہاں
اس نے فون پر اپنے ایک ماتحت آفیسر تنویر کے نمبر ڈائل کیے
دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا۔
"تنویر! عمران اپنی کار کی ڈکی میں ایک بے ہوش آدمی کو لا رہا ہے
تمہیں اس سے اس آدمی چھین لینا چاہیے"
"بہت بہتر جناب۔" تنویر کی آواز آئی۔ "وہ اس وقت
کہاں ہے؟"
"لینڈس کسٹم کی آؤٹ پوسٹ سے گزر چکا ہے۔"
"بہتر جناب۔ میں دو آدمیوں کے ساتھ چیک کر لوں گا۔"
"جلدی کرو۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

▣

تنویر نے کیپٹن جعفری اور سارجنٹ ناشاد کو فون کیا اور انہیں
برٹام روڈ کے چوراہے پر پہنچنے کو کہتا ہوا باہر نکل آیا۔ گیراج سے اپنی
موٹر سائیکل نکالی اور گیراج کا دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔
برٹام روڈ کے چوراہے پر کیپٹن جعفری اور سارجنٹ ناشاد موجود
ملے۔ وہ دونوں ایک ہی موٹر سائیکل پر سوار تھے پھر دونوں موٹر سائیکلیں
برٹام روڈ پر دوڑنے لگیں۔
"خیال رکھنا۔" تنویر نے چیخ کر کہا۔ "وہ اپنی ٹو سیٹر پر ہوگا۔ اس
کی گاڑی تم لوگ پہچانتے ہو۔"
"اچھی طرح۔" جعفری نے جواب دیا۔
"مگر یار، اس وقت کسی قسم کا جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں
ہے۔" تنویر نے کہا۔

"میں نے جان سے مار دوں گا، خواہ مجھے اس کے لیے استعفیٰ
ہی کیوں نہ دینا پڑے۔"
"اس وقت نہیں۔"
"ایکس ٹو کے لیے میں اپنی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا۔"
جعفری غرایا۔
"اس وقت میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ بات نہ بڑھانا۔"
تنویر نے لجاجت سے کہا۔
جعفری خاموش ہی رہ گیا۔
وہ عمران کا دشمن تھا اور اس دشمنی کی بنیاد تھریسیا بمبل بی
والے کیس کے دوران میں پڑی تھی۔
"پھر کسی وقت پر سمجھ لینا۔" تنویر نے کہا۔
"استعفیٰ دینے کے بعد۔" جعفری غرایا۔ "ورنہ عمران کے خلاف
میری کوئی بھی کارروائی ایکس ٹو کو ناگوار گزرے گی۔"
تنویر کچھ نہ بولا۔ تھوڑی ہی دیر بعد انہیں عمران کی ٹو سیٹر دکھائی
دی اور دونوں موٹر سائیکلیں ایک دوسرے سے قریب آ گئیں۔۔۔
عمران ہارن پر ہارن دیتا رہا لیکن وہ اس کے راستے سے نہ ہٹیں۔ عمران
نے بریک لگائے اور تنویر نے موٹر سائیکل آگے بڑھا کر پائیدان
پر پیر رکھ دیا۔
"کیا مطلب؟" عمران غصیلی آواز میں بولا۔
"میرے ہاتھ میں ریوالور ہے اور اس کا رخ تمہاری کھوپڑی کی
طرف ہے۔" تنویر نے جواب دیا۔
"وہ تو ہمیشہ ہی رہتا ہے۔" عمران نے بے پروائی سے کہا۔ "مگر
اس وقت کس خوشی میں؟"
"ناشاد۔۔۔!" اس نے اونچی آواز میں کہا۔ "ذرا میری گاڑی
کو سنبھالنا۔"
"آخر بات کیا ہے؟" عمران نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔
"کچھ نہیں۔" تنویر موٹر سائیکل سے اتر کر کار کا دروازہ کھولتا ہوا
"میں تمہارے ساتھ شہر جانا چاہتا ہوں۔"
وہ عمران کے برابر بیٹھ گیا۔ دروازہ بند کر چکا تھا اور ریوالور کی نال
عمران کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔
"چلو۔" تنویر نے ریوالور کی نال پر زور دیتے ہوئے کہا۔
"نہیں جاؤں گا، تم مار دو گولی۔"
"سنو پیارے۔۔۔" تنویر آہستہ سے بولا۔ "میرے ساتھ کیپٹن جعفری
بھی ہے۔ میں نے اسے بڑی مشکل سے روکا ہے اگر اس نے انتقام لینا
ہی چاہا تو پھر ہمیں بھی مجبوراً اسی کا ساتھ دینا پڑے گا۔"

"میں سمجھ گیا۔" عمران تلخ لہجے میں بولا۔ "مگر میں تم لوگوں کو
اتنا بزدل نہیں سمجھتا تھا۔ مگر اسے بھول جاؤ کہ جعفری یا تم سب
میرا کچھ بگاڑ سکو گے۔"
"میں فی الحال اس مسئلے پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا۔" تنویر بولا۔ "بس
تم چپ چاپ کار آگے بڑھاؤ، ورنہ۔۔۔!"
"ورنہ کیا ہوگا؟"
"ورنہ یہ ہوگا کہ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں پولیس کے حوالے
کر دوں گا کیونکہ تمہاری گاڑی کی ڈکی میں ایک بے ہوش آدمی موجود ہے۔"
"کیا؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔ "تمہیں کیسے پتا چلا؟"
"ایکس ٹو کے ذرائع لامحدود ہیں۔" تنویر بولا۔ "بس اب چلو۔ پتا نہیں
کیوں ایکس ٹو کو تم پر رحم آ جاتا ہے، ورنہ تمہاری لاش بھی کسی کو
دستیاب نہ ہو سکتی۔"
"ارے جاؤ۔۔۔ جب جی چاہے تم سب سامنے آ جاؤ۔ وہ تو۔۔۔
وہ لڑکی جولیا مجھے کچھ ویسی لگتی ہے یعنی کہ۔۔۔ کیا کہتے ہیں ذرا۔۔۔ ہاں
اچھی لگتی ہے، ورنہ اب تک میں نے تم سب کی تجہیز و تکفین کر دی
ہوتی۔۔۔!"
"چلو میری جان، اس وقت تم جولیا سے بھی مل سکو گے۔"
"یہ بات ہے۔" عمران خوش ہو کر بولا۔ "چلو، جولیانا فٹز واٹر کی قبر
کے اندر بھی گھس سکتا ہوں۔"
کار چل پڑی۔ ریوالور کی نال اب بھی عمران کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔
"یہ آدمی کون ہے؟" تنویر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔
"کون آدمی؟"
"وہی جو تمہاری گاڑی کی ڈکی میں ہے۔"
"یار تم لوگ۔۔۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس قسم کے آدمی ہو؟"
"ہم لوگ ہر قسم کے آدمی ہیں۔ تم میری بات کا جواب دو۔"
"میری کار کی ڈکی میں تین تربوز، چار مرتبان، جن میں مختلف قسم
کے اچار [illegible] رکھے جا سکتے ہیں۔"
"[illegible] عمران [illegible]۔۔۔؟"
"[illegible]۔۔۔" عمران [illegible] بنا کر بولا۔ "اگر تم لوگ مجھے مار
[illegible] کروں گا۔"
[illegible] خاموش ہو گیا۔
[illegible] کار تنویر کے مکان پر پہنچی اور وہ اسے سیدھا گیراج
[illegible]
[illegible] تنویر نے اس کے پہلو میں ریوالور
[illegible]

"اب تم جب تک مقصد نہیں بتاؤ گے، یہ ممکن ہی نہ ہو سکے گا۔"
عمران نے جواب دیا۔
"تم جانتے ہو کہ سیکرٹ سروس والوں کی پہنچائی ہوئی لاشوں کا
پوسٹ مارٹم نہیں کیا جا سکتا۔"
"میں نہیں جانتا لیکن تم سے کون مجھے یہ بات باور کرانے
کی کوشش کرے گا؟"
"اتر آؤ نیچے، بات نہ بڑھاؤ۔" تنویر نے درشت لہجے میں کہا۔
عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر نیچے اتر آیا۔ وہ جواب طلب نظروں
سے تنویر کی طرف دیکھ رہا تھا۔
"اب گھر جاؤ۔" تنویر نے مسکرا کر کہا۔ "کچھ دیر بعد تمہاری گاڑی
پہنچا دی جائے گی۔"
"یہ ناممکن ہے۔ میں تم لوگوں کے خلاف رپورٹ درج کرا دوں گا۔"
"تم جانتے ہو کہ یہ قطعاً لایعنی ہوگا۔"
"اچھا۔" عمران نے بے بسی سے سر ہلا کر کہا۔ "میں دیکھ لوں گا۔۔۔۔۔
۔۔۔ ویسے تم اسے لکھ لو کہ تم سے ایک احمقانہ فعل سرزد ہو رہا ہے
اور تم اس کے لیے بھگتو گے، وہ آدمی جو ڈکی میں ہے تم لوگوں کے لیے
ٹائم بم ثابت ہوگا۔"
پھر وہ بڑے پروقار انداز میں چلتا ہوا گیراج سے باہر نکل گیا۔

▣

جولیانا فٹز واٹر باہر سے آ کر کوٹ اتار رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی
اس نے ریسیور اٹھا لیا۔
"ایکس ٹو اسپیکنگ!" دوسری طرف سے آواز آئی۔
"یس سر۔"
"کیا رہا؟ وہ آدمی کون ہے؟"
"وہ گونگا بہرہ بن گیا ہے جناب!"
"اور تم میں سے کسی کو بھی اتنا سلیقہ نہیں کہ اسے بولنے پر مجبور
کر سکے۔"
"میرا خیال ہے کہ صرف ذبح کر ڈالنا باقی رہ گیا ہے۔" جولیا نے کہا۔
"وہ عمران پر حملہ کرنے والے چند نامعلوم آدمیوں میں سے ہے۔
یہ حملہ آج شام راج گڑھ کے قریب ہوا تھا۔"
"لیکن اس کا ہم لوگوں سے کیا تعلق؟"
"جولیا!"
"یس سر!"
"میں غیر ضروری بکواس پسند نہیں کرتا۔"
"میں معافی چاہتی ہوں جناب۔" جولیا کانپ گئی۔ ایکس ٹو کی غصیلی

آواز اُسے جانکنی میں مُبتلا کر دیتی تھی، وہ تو خیر عورت تھی کیپٹن جعفری جیسے بڑی مونچھوں والے بھی اپنے خشک ہوتے ہوئے حلق کے بل بولنے لگتے تھے۔ ایکس ٹو کی ہیبت کچھ اسی طرح اس کے ماتحتوں کے دلوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"وہ تم سب سے بہتر ہے" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "اس لیے میں اُسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا۔ کیا تمھیں تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کا کیس یاد ہے؟"

"یاد ہے جناب!"

"کیا وہ ہر معاملے میں تم سب سے برتر نہیں ہے؟"

"برتر ہے جناب!"

"پھر کیا وہ تمھارا محسن نہیں ہے، کئی بار وہ تمھیں موت کے مُنہ سے نکال لایا ہے!"

"مجھے اعتراف ہے۔"

"تو پھر تمھیں اس کی حفاظت کرنی چاہیے، چند نامعلوم آدمی اس کے دُشمن ہو گئے ہیں اور وہ خطرے میں ہے۔"

"جیسا آپ فرمائیں، کیا جائے۔"

"فی الحال اس آدمی کو دانش منزل میں قید کر دو اور کوشش کرو کہ وہ سب کچھ اُگل دے۔"

"بہت بہتر! وہ فی الحال تنویر ہی کے چارج میں ہے، میں اُسے آپ کے حکم سے مطلع کیے دیتی ہوں۔"

"کم از کم چار آدمیوں سے عمران کے فلیٹ کی ہر وقت نگرانی کراؤ، جب وہ باہر نکلے تو دو آدمی اُس کے ساتھ ہوں مگر اس طرح کہ عمران اُنھیں پہچان نہ سکے۔"

"آپ اس پر ظاہر کرنا نہیں چاہتے کہ آپ اس کی مدد کر رہے ہیں؟"

"نہیں۔"

"بہت بہتر ایسا ہی ہوگا۔"

"اس کا خیال رہے کہ عمران کے یہ دُشمن تھریسیا کے آدمی بھی ہو سکتے ہیں۔"

"اوہ... یقیناً وہی ہوں گے جناب" جولیا نے طویل سانس لے کر کہا۔

"پھر کم از کم تم اور جعفری بھی محفوظ نہیں ہو کیونکہ وہ تم دونوں کو اچھی طرح پہچانتی ہے، ہاں جعفری سے کہو کہ اپنی مونچھیں صاف کرا دے، ورنہ یا تو میں اُسے پھر ملٹری میں جھونک دوں گا یا پھر اُسے استعفیٰ ہی دینا پڑے گا۔"

"بہت بہتر جناب مگر اسے اپنی مونچھیں بہت عزیز ہیں۔"

"اس سے زیادہ مجھے محکمے کا وقار عزیز ہے۔ مونچھیں مردانگی کا نشان ضرور ہیں مگر جب عورتیں اُنھیں پکڑ کر جھولنے لگیں تو...!"

جولیا ہنسنے لگی پھر اُس نے کہا "عمران نے خاصی مرمت کی تھی۔"

"میں عمران کی جگہ ہوتا تو اتنی مرمت ہی پر اکتفا نہ کرتا، اچھا بس۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

جولیا ریسیور رکھ کر قریب کی کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ اس وقت ایکس ٹو سے زیادہ عمران کے متعلق سوچ رہی تھی۔ ایکس ٹو کے بیان کے مطابق حملہ آور کئی تھے گویا عمران نہ صرف ان سے ٹکرایا تھا بلکہ اُن کے ایک آدمی کو بھی پکڑ لیا تھا۔

جولیا اکثر عمران اور اُس کی صلاحیتوں کے متعلق سوچا کرتی تھی، بڑی عجیب بات تھی، اس کی شکل دیکھ کر غصہ آتا تھا اور حرکتیں یاد کر کے پیار آتا تھا۔ وہ فیصلہ نہیں کر پائی تھی کہ اسے پسند کرے یا اُس سے نفرت کرے۔ اُسے کئی ایسے مواقع یاد تھے، جب عمران نے انتہائی نازک اوقات میں اُس کی مدد کی تھی مگر پھر کچھ ایسی حرکتیں بھی کی تھیں کہ جولیا کی طبیعت اس سے متنفر ہو گئی تھی۔ عورتوں کے معاملے میں وہ بالکل جنگلی تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ عورتوں سے کس طرح پیش آنا چاہیے۔ شاید اُسے سکھایا ہی نہیں گیا تھا کہ عورتوں کا احترام ضروری ہے۔

جولیا بڑی دیر تک اُس کے متعلق سوچتی رہی پھر اُسے یک بیک ایکس ٹو کی ہدایت یاد آئی اور وہ اُٹھ کر فون پر تنویر کے نمبر ڈائیل کرنے لگی۔ کسی نے دوسری طرف سے ریسیور تو اُٹھایا لیکن تنویر کی آواز کے بجائے اُس نے کچھ عجیب سی آوازیں سُنیں۔ پہلے تو ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی وزنی چیز گری ہو پھر کسی کی چیخ سُنائی دی۔

دفعتاً اُسے تھریسیا کا خیال آیا اور اُس نے یکے بعد دیگرے سیکرٹ سروس کے سارے آدمیوں کے نمبر ڈائیل کرنے شروع کر دیے۔

"تنویر خطرے میں ہے فوراً وہاں پہنچو" وہ ایک ایک سے کہہ رہی تھی۔ پھر اُس نے بڑی جلدی میں کوٹ پہنا اور میز کی دراز سے پستول نکال کر جیب میں ڈالتی ہوئی دروازے کی طرف جھپٹی۔

اُس کی کار کافی تیز رفتاری سے تنویر کی قیام گاہ کی طرف جا رہی تھی۔ آج سردی کی لہر پچھلے دنوں سے زیادہ شدید تھی۔ [illegible] تک اُسے دستانے بھی یاد نہیں رہے تھے لہٰذا اُسے اس وقت محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ٹھٹھرے ہوئے ہاتھ اسٹیئرنگ [illegible] رہ جائیں گے۔

تنویر کے چھوٹے سے بنگلے کی مختصر سی کمپاؤنڈ میں اس کی [illegible] ہوئی عمارت کی ساری کھڑکیاں روشن نظر آرہی تھیں لیکن چاروں [illegible]

سُنسان تھا۔ سیکرٹ سروس کے آٹھوں ممبر اپنی اپنی قیام گاہوں پر تنہا ہی رہتے تھے کسی کے پاس نوکر نہیں تھے۔ ایکس ٹو کا یہی حکم تھا کہ وہ تنہا رہیں۔ اُنھیں بڑی بڑی تنخواہیں ملتی تھیں لیکن اپنے سارے کام خود ہی کرنے پڑتے تھے۔

جولیا ابھی کار سے نہیں اُتری تھی کہ موٹر سائیکلوں کی آواز سے ساری کمپاؤنڈ جھنجھنا اُٹھی۔ چار آدمی بیک وقت موٹر سائیکلوں پر آئے تھے۔ جولیا نے ہاتھ اُٹھا کر اُنھیں رُکنے کو کہا۔ کیپٹن خاور آگے بڑھا۔

"ٹھہرو" جولیا آہستہ سے بولی "یہ معاملات شاید تھریسیا سے تعلق رکھتے ہیں، وہ مجھے اور جعفری کو اچھی طرح پہچانتی ہے لہٰذا کم از کم بقیہ آدمیوں کو اس کے سامنے نہ آنا چاہیے۔ کیا تم لوگوں کی نقابیں موجود ہیں؟"

"وہ تو ہر وقت ساتھ رہتی ہیں" خاور دوسروں کی طرف مُڑ کر بولا "کیوں؟"

جولیا اُنھیں فون کا واقعہ بتاتی ہوئی بولی "ہو سکتا ہے اس عمارت میں ہمارے لیے کوئی جال پھیلایا گیا ہو ممکن ہے وہ لوگ عمارت کے مختلف گوشوں میں چھپ گئے ہوں۔"

"ہو سکتا ہے۔"

"لہٰذا ہمیں بقیہ آدمیوں کا انتظار بھی کر لینا چاہیے۔"

"مگر تنویر...!" خاور نے کچھ کہنا چاہا۔

"دس منٹ پہلے کی بات ہے" جولیا اُس کی بات کاٹ کر بولی "اب تک جو کچھ بھی ہونا تھا، ہو چکا ہوگا۔"

"[illegible] درست نہیں، ہو سکتا ہے، وہ تنویر پر تشدد [illegible] نہیں کہ اُنھوں نے اُسے مار ہی ڈالا ہو۔"

"[illegible] یہ جال ہی معلوم ہوتا ہے، ورنہ فون سے ریسیور [illegible] مقصد ہو سکتا ہے اور پھر ایسی آوازیں جیسے [illegible] ہو۔"

"[illegible] جال ہی ہوگا مگر میرے خیال سے بقیہ لوگوں [illegible] اندر جا رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کو باہر بھی [illegible] تو سب کیوں پھنسیں!"

"[illegible] جاؤ۔"

[illegible] عمارت میں داخل ہو گئے۔ جولیا [illegible] وہ سڑک کی جانب [illegible] جھاڑیوں میں جا کر چھپ جائیں [illegible] گرانی کرنے لگا۔ عمارت [illegible] کی طرف سے کوئی

اشارہ ہوا۔ جولیا اس پر متحیر تھی۔ سیکرٹ سروس کے بقیہ آدمی بھی کیپٹن جعفری کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ جولیا کی ہدایت پر اُنھوں نے بھی اپنے چہرے نقابوں میں چھپا لیے۔

"مگر ابھی تک...!" جولیا بولی "اندر سے کسی قسم کا سگنل نہیں ملا۔ وہ تقریباً پانچ منٹ پہلے اندر داخل ہوئے ہیں۔"

"یہ سب کچھ عمران کے لیے ہو رہا ہے" جعفری نے ناخوشگوار لہجے میں کہا "میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایکس ٹو کی پالیسی کیا ہے؟"

"عمران شاید ہم لوگوں سے زیادہ کام آتا ہے۔"

جعفری کچھ نہ بولا۔ وہ عمارت کی طرف دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً ایک کھڑکی کھلی، اس میں ایک چہرہ دکھائی دیا جس پر سیاہ نقاب تھی پھر ایک ہاتھ نے اُنھیں عمارت میں داخل ہونے کا اشارہ کیا۔

"آؤ" جولیا آگے بڑھتی ہوئی بولی۔

وہ عمارت میں داخل ہوئے کسی طرف سے بھی کسی قسم کی کوئی آواز نہیں آرہی تھی البتہ عمارت کا ایک ایک حصہ روشن تھا۔ بڑے کمرے کے قریب سے گزرتے وقت اُنھیں اندر آہٹیں محسوس ہوئیں۔ دروازہ بند تھا لیکن شیشوں سے روشنی نظر آرہی تھی۔

جولیا نے دروازے کو دھکا دیا۔ وہ اندر سے بند تھا لیکن دوسرے ہی لمحے میں اندر سے کسی نے بولٹ گرائے اور دروازہ کھل گیا۔ ٹھیک اُسی وقت جولیا کے ساتھیوں نے اپنی پشت پر کسی چیز کی چبھن محسوس کی لیکن اُنھیں مُڑ کر دیکھنے کا موقع نہ مل سکا۔

"اندر چلو" تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

اور اندر جولیا کے سینے کی طرف ایک ریوالور کی نال اُٹھی ہوئی تھی۔ وہ کوئی نقاب پوش ہی تھا لیکن جولیا کے ساتھیوں میں نہیں ہو سکتا تھا کیوں کہ اُس کے ساتھیوں میں کوئی بھی اتنا دراز قد نہیں تھا۔ وہ چُپ چاپ اندر داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ ہی وہ بھی آدمی بھی اندر آگئے جنھوں نے جولیا کے ساتھیوں کے جسموں سے ریوالور لگا رکھے تھے۔

"تم اپنے ہاتھ اوپر اُٹھائے رکھو" دراز قد آدمی نے انگریزی میں کہا۔ اُس کا لہجہ غیر ملکیوں کا سا تھا۔

اُنھوں نے اپنے ہاتھ اوپر اُٹھا دیے۔

"تم سوئیس ہو؟" دراز قد آدمی نے جولیا سے پوچھا۔

سوال اتنا غیر متوقع تھا کہ جولیا کی زبان سے غیر ارادی طور پر "ہاں" نکل گیا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ دراز قد آدمی نے ایک زہریلی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"شاداب نگر میں تم لوگوں نے ہمیں ایک گہری چوٹ دی تھی۔"

جولیا کچھ نہ بولی۔

چند لمحے خاموشی رہی پھر دراز قد آدمی بولا "تمھارے چار ساتھی تمھارے ساتھ ہی اپنے انجام کے منتظر ہیں۔ صبح تمھاری لاشوں سے یہ اندازہ کرنا مشکل ہوگا کہ تمھاری موتیں کس طرح واقع ہوئی ہوں گی مگر تم...!"

"مگر تم" کہتے وقت اس کی آواز نرم پڑ گئی۔ وہ براہِ راست جولیا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ جولیا نے محسوس کیا کہ وہ "مگر تم" کہتے وقت مسکرایا بھی تھا چونکہ پورا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا اس لیے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مسکرایا ہی تھا۔

چند لمحے اس کی آنکھیں جولیا کی آنکھوں میں جھبتی رہیں پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا "ان تینوں کو بھی وہیں لے جاؤ!"

جولیا نے اپنے ساتھیوں کو دروازے کی طرف مڑتے دیکھا۔ ریوالور اب بھی ان کے پہلوؤں سے لگے ہوئے تھے۔ پھر اس کمرے میں صرف وہی دونوں رہ گئے۔

دراز قد نقاب پوش نے اپنا ریوالور جیب میں ڈال لیا تھا۔

"میں بھی سوئیس ہوں!" دراز قد آدمی نے سوئیس زبان میں کہا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ وہ اس کے دوسرے جملے کی منتظر تھی۔

"میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم کس کے لیے کام کر رہی ہو!"

"میں اپنے لیے کام کر رہی ہوں!" جولیا نے کسی قسم کی کمزوری ظاہر کیے بغیر جواب دیا۔

"مگر وہ بے وقوف آدمی... عمران تو اکثر پولیس کے لیے بھی کام کرتا رہتا ہے۔"

"ہاں، اکثر وہ پولیس کے لیے بھی کام کرتا ہے... اور ہمارے لیے بھی...!"

"تمھاری کیا حیثیت ہے؟"

"وہی جو تھریسیا کی ہے!"

"اوہ!" دراز قد نقاب پوش پھر اسے گھورنے لگا "وہ کاغذات کہاں ہیں؟"

"وہ کاغذات!" جولیا مسکرائی "عنقریب ان کا سودا بھی ہو جائے گا!"

"وہ کہاں ہیں؟"

"ایک بہت ہی محفوظ جگہ پر!"

"بہتری اسی میں ہے کہ انھیں واپس کر دو!"

"کیوں؟ کیا وہ تھریسیا کے باپ کی جاگیر ہیں؟"

دراز قد آدمی ہنسنے لگا پھر بولا "لڑکی! تم جھنجلاہٹ میں بہت پیاری معلوم ہوتی ہو!"

"بدتمیزی نہیں!" جولیا پُروقار انداز میں ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"تم شاید الفانسے ہو!"

"ہاں، میں الفانسے ہوں!" دراز قد آدمی نے بھاری بھرکم آواز میں کہا۔

"دُنیا کا ایک بڑا آدمی، تمھاری عزت افزائی ہے اگر تم مجھے پیاری معلوم ہوتی ہو!"

"دس الفانسے ہر وقت میری جیب میں پڑے رہتے ہیں!" جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"خیر، کام کی بات کرو، میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے!"

"میرے آدمیوں کو چھوڑ دو، بہتری اسی میں ہے!"

"انھیں تو ہر حال میں مرنا پڑے گا لیکن اگر تم چاہو تو بچ بھی سکتے ہیں!"

"کیا مطلب؟"

"کاغذات کی واپسی!"

"یہ قطعی ناممکن ہے!"

"تب پھر میں تمھاری زندگی کی بھی ضمانت نہ دے سکوں گا!"

"میری نظروں میں زندگی کی صرف اتنی ہی وقعت ہے کہ جتنی دیر زندہ رہوں جدوجہد کرتی رہوں!"

"بہت دلیر لڑکی ہو!"

"تمھارے جملے مجھے میری حیثیت سے نہیں گرا سکتے!" جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا "میں تھریسیا سے کسی طرح بھی کم نہیں ہوں۔ میرے گروہ میں تقریباً ڈیڑھ سو آدمی ہیں!"

"اوہ!"

"بہتر یہی ہے کہ میرے آدمیوں کو چھوڑ دو، ہمارا تمھارا جھگڑا ختم ہو جائے گا!"

"جھگڑا صرف دو چیزیں ختم کر سکتی ہیں!"

"میں نہیں پوچھوں گی کہ وہ دو چیزیں کیا ہیں؟"

"میں ضرور بتاؤں گا! پہلی چیز کاغذات کی واپسی اور دوسری اس بے وقوف آدمی کی موت۔ اس نے تھریسیا بمبل بی آف [illegible] کی شان میں گستاخی کی تھی!"

"آہا...!" جولیا نے قہقہہ لگایا "مجھے یاد ہے اس نے [illegible] کی کمر پر لات رسید کی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اس کی ریڑھ [illegible] کی ہڈی محفوظ نہیں رہی ہوگی!"

"بکواس مت کرو لڑکی، میرے ساتھ آؤ!" دراز قد آدمی نے جولیا کی کلائی پکڑ کر جھٹکا دیا۔ جولیا آگے کی طرف جھکی اور بائیں ہاتھ سے بلاؤز کے گریبان سے پستول نکال لیا لیکن دراز قد آدمی نے ہلکے سے قہقہے کے ساتھ اس کے استعمال کی مہلت نہ دی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اس سے پستول چھین چکا تھا۔

"بس اتنی ہی سی چالاکی کی بنا پر تھریسیا سے مقابلہ کرنے نکلی تھیں!" اس نے زہریلے لہجے میں کہا اور جولیا کو دروازے کی طرف کھینچنے لگا۔ مجبوراً جولیا اس کے ساتھ چلتی رہی۔ اس کے ساتھی پکڑے جا چکے تھے اور تنویر کے متعلق یہ نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ اب اسے صرف ایکس ٹو کی مدد کا سہارا رہ گیا تھا۔ وہ جانتی تھی... کہ ایکس ٹو غافل نہیں ہوگا، وہ یہاں کسی وقت بھی پہنچ سکتا ہے... اسی [illegible] پر وہ لتنے دلیرانہ انداز میں دراز قد نقاب پوش سے گفتگو کر رہی تھی۔

نقاب پوش اسے دوسرے کمرے میں لایا، جہاں تین آدمی ایک چھوٹی سی مشین پر جھکے ہوئے تھے۔ یہ وہی نقاب پوش تھے جو اس کے تینوں ساتھیوں کو دوسرے کمرے سے لے گئے تھے۔

"کیوں؟" دراز قد نقاب پوش نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کیا "کیا بات ہے؟"

"سلنڈر فٹ نہیں ہے!" ایک نے جواب دیا۔

"جلدی کرو، وقت کم ہے!" اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی۔

پھر وہ جولیا سے بولا "اس کمرے میں تمھارے آدمی بند ہیں [illegible] کی تھوڑی سی مقدار انھیں آناً فاناً ختم کر دے گی۔ [illegible] کنجی کے سوراخ سے لگا دیا جائے گا صرف [illegible] پنشن چلے گی!"

"[illegible] نہیں کر سکتے!"

"[illegible] لگا!" سے ہلکے سے قہقہے کے ساتھ کہا گیا۔

"[illegible] تمھاری ہڈیاں بھی نہ ملیں گی!" جولیا نے چاروں [illegible] توقع تھی کہ ایکس ٹو کہیں آس پاس ہی [illegible] اس نے سوچا۔ آخر اب اسے کس بات [illegible] دل ڈوبنے لگا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ [illegible] جادوگر بھی نہیں ہو سکتا لہٰذا [illegible]

[illegible] نقاب پوش دانت پیس کر بولا۔

ایک آدمی نے ٹیوب اٹھایا اور دوسرے کمرے کے بند دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جولیا کا دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا۔ وہ بار بار چاروں طرف دیکھنے لگتی۔

"اب بھی وقت ہے!" نقاب پوش، جولیا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا "کاغذات کا پتا بتا دو، میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمھارے آدمیوں کو چھوڑ دوں گا، دوسری صورت میں یہ لوگ تو ابھی اور اسی وقت ختم ہو جائیں گے البتہ تمھیں سسک سسک کر مرنا پڑے گا!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا جواب دے کچھ دیر پہلے کی زبان طرازیاں رخصت ہو چکی تھیں۔ اب وہ صرف ایک معمولی سی عورت تھی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ذہانت کبھی اس کے حصے ہی میں نہ آئی ہو۔

"اوہ! اتنی دیر!" نقاب پوش نے پھر اپنے ساتھیوں کو للکارا۔ دوسرے ہی لمحے میں ٹیوب کنجی کے سوراخ سے لگا دیا گیا۔

"تم نہیں بتاؤ گی؟"

"میں کچھ نہیں جانتی!" جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"گیس کھولو!"

مشین کی طرف ہاتھ بڑھا ہی تھا کہ ایک فائر ہوا اور شیشے کی وہ نلکی چور چور ہو گئی، جو ٹیوب کو مشین سے ملاتی تھی۔ وہ تینوں اچھل کر الگ ہٹ گئے۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ!" ایک بھاری اور پُروقار آواز دروازے کی طرف سے آئی۔ یہ بلاشبہ ایکس ٹو کی آواز تھی۔ جولیا نے صاف پہچان لیا۔

پھر ایک آدمی کا ہاتھ جیب کی طرف جا ہی رہا تھا کہ دوسرا فائر ہوا اور وہ آدمی اپنا ہاتھ دبائے ہوئے دیوار سے جا لگا۔ زخمی ہاتھ سے خون کی دھار نکل کر فرش پر پھیل رہی تھی۔

"جولیا دروازہ کھول دو، یہ سب نشانے پر ہیں!" آواز پھر آئی۔

جولیا سر سے پیر تک لرز رہی تھی اور اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ آواز کی جانب نظر بھی اٹھا سکتی۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

اندھی بھیڑوں کی طرف باہر نکلنے والوں میں تنویر بھی تھا اور اس کی حالت اچھی نہیں تھی۔ کپڑے تار تار ہو رہے تھے اور جسم کے مختلف حصوں سے خون نکل رہا تھا۔

پہلے تو وہ سب ان چاروں کی طرف جھپٹے لیکن جیسے ہی دروازے کی سمت نظر گئی، جہاں تھے وہیں ٹھٹک گئے۔ سر سے پیر تک سیاہ لبادے میں ملبوس ایک آدمی دونوں ہاتھوں میں

ریوالور لیے دروازے کے قریب کھڑا تھا۔
"ان کا اسلحہ چھین لو۔" اُس نے آہستہ سے کہا۔
اور ان سب نے ایکس ٹو کی آواز پہچان لی۔ یہ پہلا موقع تھا جب وہ اپنے پُراسرار چیف کو اتنے قریب سے دیکھ رہے تھے لیکن اُس کا پورا چہرہ سیاہ نقاب میں چھپا ہُوا تھا۔
وہ چاروں ہاتھ اُٹھائے کھڑے تھے۔ اُن کی جیبوں سے ریوالور نکال لیے گئے۔
"اب انھیں ڈائننگ رُوم میں لے چلو۔" ایکس ٹو نے کہا۔
اس کے ماتحتوں کی زبانیں گنگ ہو گئی تھیں۔ جُولیا جو اکثر فون پر اس سے بے تکلف ہونے کی کوشش کیا کرتی تھی اس وقت اس طرح کانپ رہی تھی جیسے کسی ویرانے میں کوئی درندہ نظر آ گیا ہو۔
وہ چاروں ڈائننگ رُوم میں لائے گئے۔
"ان کے چہرے ظاہر کرو۔" ایکس ٹو کی آواز کمرے میں گونجی "خاور اور جعفری بیرونی دروازے پر جائیں۔"
اُن کے چہروں سے نقابیں ہٹائی جانے لگیں لیکن جعفری یا خاور میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ان کے چہرے دیکھنے کے لیے وہاں رُکتے۔ وہ سر جھکائے ہوئے ڈائننگ رُوم سے باہر چلے گئے۔
اُن چاروں کے چہروں سے نقابیں ہٹا دی گئیں۔ یہ چاروں غیر ملکی تھے۔ یورپ کے کسی مُلک کے باشندے تھے۔
"ان میں انفانسے نہیں ہے۔" ایکس ٹو نے جُولیا کو مخاطب کر کے کہا "تمھیں غلط فہمی ہوئی تھی۔"
پھر اُس نے اپنے اوورکوٹ کی جیب سے ایک بوتل نکالی اور ان چاروں کی طرف مخاطب کر کے کہا "تم لوگ بہت تھک گئے ہو، اس لیے میری طرف سے شیمپین کا تحفہ قبول کرو۔ تنویر ان لوگوں کو قاعدے سے بٹھاؤ اور چار گلاس نکالو۔"
تنویر کے چہرے پر حیرت تھی۔ وہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹکا پھر آگے بڑھ کر ایک الماری کھولی اور اُس میں سے چار گلاس نکال کر میز پر رکھ دیے۔
"بیٹھ جاؤ دوستو!" ایکس ٹو ہاتھ ہلا کر بولا "ہم لوگ بہت مہمان نواز ہیں۔ جُولیا تم ان کے لیے شراب انڈیلو۔"
اُن میں سے ایک آدمی جس کا ایک ہاتھ زخمی تھا، فرش پر گر پڑا۔ کثیر مقدار میں خون نکل جانے کی وجہ سے اُس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔
"فکر نہیں۔" ایکس ٹو ہاتھ اُٹھا کر بولا "اسے یونہی پڑا رہنے دو۔ صرف تین گلاسوں میں شراب انڈیلو۔"

جُولیا گلاسوں میں شراب انڈیلنے لگی لیکن وہ سخت متحیر تھی آخر اس مہمان نوازی کا کیا مطلب؟
"پیو دوستو!" ایکس ٹو نے کہا اور جُولیا نہ سمجھ سکی کہ لہجہ تحکمانہ تھا یا طنزیہ... ایکس ٹو کی آواز سے مختلف قسم کے لہجوں میں امتیاز کر لینا مشکل تھا۔
"تھریسیا اس وقت کہاں مل سکے گی؟" اُس نے پھر اُنھیں مخاطب کیا۔
"ہم نہیں جانتے" لمبے آدمی نے کہا۔
"میں جانتا ہُوں کہ تمھیں علم نہیں ہو گا۔ تھریسیا اپنے آدمیوں کو قربانی کے بکروں سے زیادہ نہیں سمجھتی۔"
پھر کچھ دیر کے لیے کمرے پر خاموشی مسلط ہو گئی۔
"پیو!" ایکس ٹو کی گرج سے کمرہ جھنجنا گیا۔ اُس کے اپنے ساتھی تو بُری طرح لرز رہے تھے۔
"ہم نہیں پئیں گے" لمبے آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"اگر نہیں پیو گے تو تمھاری لاشیں تمھاری اس حماقت پر ہنسیں گی اور تمھارے جسموں کو لاشوں میں تبدیل ہونے کے سلسلے میں اتنی اذیتیں برداشت کرنی پڑیں گی کہ حشر کے دن ان سے اُٹھا نہ جائے گا۔"
جُولیا حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ آخر ان تینوں نے گلاس اُٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیے۔
"زہر نہیں ہے۔" ایکس ٹو کہہ رہا تھا "جب ہم تمھارا گلا گھونٹ کر بھی تمھیں ختم کر سکتے ہیں تو ان تکلفات میں کیوں پڑنے لگے۔ آج کل زہروں کی فراہمی بھی آسان نہیں ہے۔"
انھوں نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیے۔
"اچھا دوستو۔" ایکس ٹو ہاتھ اُٹھا کر بولا "کیا یہ شراب عمدہ نہیں تھی۔ اس میں کچھ تھوڑا سا اضافہ بھی کیا گیا تھا، جو تمھیں ذرا ہی سی دیر میں کوہ قاف کی سیر کرا دے گا۔"
یہ حقیقت تھی۔ پانچ منٹ کے اندر ہی اندر تینوں اپنی کھوپڑیوں سے باہر ہو گئے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ہر ایک نے کئی کئی بوتلیں چڑھائی ہوں اور پھر وہ بہکنے لگے۔ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے اور اس طرح دانت پیس پیس کر گھونسے دکھاتے جیسے آبائی دشمنیاں چلی آ رہی ہوں۔
"ٹھیک ہے۔" ایکس ٹو نے سر ہلا کر کہا اور جُولیا کی طرف دیکھ کر بولا۔
"وہ گیس پھینکنے والی مشین یہاں سے ہٹاؤ۔ تنویر قریبی تھا[illegible] پر جا کر اطلاع دے گا کہ چار غیر ملکی شراب کے نشے میں دُھت[illegible]

اُس کے مکان میں داخل ہو کر اپنی محبوبہ کا پتا پوچھ رہے تھے پھر وہ آپس میں لڑ پڑے، ایک نے دوسرے پر فائر کر دیا۔"
ایکس ٹو نے خاموش ہو کر زخمی آدمی کی طرف اشارہ کیا، جو بے ہوش میں آ چلا تھا۔
اسے بھی تھوڑی سی پلاؤ اور ان پر نظر رکھو کہیں یہ...!"
دفعتاً وہ تنویر کی طرف مُڑ کر بولا "تم سے بڑا احمق آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔ تم اسے عمران ہی کی کار میں دانش منزل لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔"
تنویر کچھ نہ بولا۔ اُس نے سر جھکا لیا تھا۔
"آپ...؟" جُولیا ہکلائی "انھیں تھانے کیوں بھیج رہے ہیں؟"
"تمھارے بیان کی تصدیق کے لیے... کیا تم نے ابھی یہ نہیں کہا تھا کہ تم تھریسیا ہی کی طرح ایک خراب عورت ہو... مگر اب جلدی کرو۔ تم اور کیپٹن خاور یہیں ٹھہرو۔ بقیہ لوگ چلے جائیں۔ تنویر تھانے جائے گا اور ہاں... میں کسی وقت بھی تم لوگوں سے دُور نہیں ہوں گا۔"
ایکس ٹو دروازے کی طرف مُڑ گیا۔ وہ اس کے قدموں کی آوازیں سُنتے رہے۔ ان کی زبانیں گنگ تھیں اور پیشانیوں پر پسینہ تھا۔

دوسرے دن عمران اپنے فلیٹ کے ایک کمرے میں کھڑا ہجوم [illegible] اکارڈین بجا رہا تھا۔ اور محکمہ سُراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ فیاض [illegible] کانوں میں اُنگلیاں دیے بیٹھا تھا۔ اکارڈین اُس کے شدید ترین [illegible] کے باوجود بھی بجتا ہی رہتا لیکن اس دوران میں سلیمان دوپہر کا [illegible] لگانے لگا۔ اور عمران نے اکارڈین اُتار کر ایک طرف [illegible] فیاض سے کہا۔
"[illegible] اسے اپنی انتہائی بدقسمتی سمجھوں گا اگر دوپہر کا کھانا میرے [illegible]"
"[illegible] کھایا جائے گا" عمران و فیاض دانت پیستا ہُوا اُٹھا [illegible]
[illegible] خاموشی سے کھانا کھاتے رہنے کے بعد عمران، سلیمان کی [illegible]
[illegible] کیا ہے؟"
[illegible]
[illegible] پہنچی ہوئی ہے؟"
[illegible]
[illegible] نہیں دیکھی" عمران نے غصیلے لہجے [illegible] سر کہاں ہے؟"

"قتلے ہیں جناب!"
"ابے پھر وہی قتلے۔" عمران میز پر ہاتھ مار کر دہاڑا، "کتنی بار منع کیا ہے! ابے مجھے قتلے والی مچھلی اچھی نہیں لگتی۔ مستقیم پکایا کر، سفنے نکالے بغیر... دُم سمیت... پچھلے کے اُلّو...!"
"آپ کچھ بھول رہے ہیں صاحب!"
"کیا بھول رہا ہُوں؟"
"آج خاموشی سے کھانا کھانے کا دن ہے۔"
"ابے تُو نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا؟"
فیاض نے کچھ کہنا چاہا مگر عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر کھانے میں مشغول ہو گئے۔
"جاؤ" فیاض نے سلیمان سے کہا "جب ضرورت ہو گی بُلا لیں گے۔" سلیمان چلا گیا۔
"مجھے بتاؤ، وہ کون لوگ ہیں، جو تمھیں مار ڈالنا چاہتے ہیں؟"
عمران کچھ نہ بولا۔ سر جھکائے کھانے میں مشغول رہا۔ فیاض کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار نمایاں ہوئے اور پھر غائب ہو گئے۔ وہ بہت دیر سے اس مسئلے پر گفتگو کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن عمران نہ جانے کیوں ہر بار کوئی نہ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھتا جس سے گفتگو آگے نہ بڑھ سکتی۔
کھانے کے اختتام پر فیاض نے بڑے صبر و سکون کے ساتھ سگریٹ سُلگایا اور آہستہ سے بولا "مجھے سر سلطان نے بھیجا ہے۔"
"تمھیں سرِ ہضم نے بھیجا ہو لیکن میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہُوں اگر کچھ لوگ مجھے مار ڈالنا ہی چاہتے ہیں تو میں مجبور ہُوں، مر جاؤں گا۔ سُنا ہے اس طرح مرنے والے شہید کہلاتے ہیں۔"
"میری طرف سے تم جہنم میں جاؤ۔" فیاض نے جھلا کر کہا "مگر موجودہ حالات کی بنا پر میرے اسٹاف کے تقریباً بیس آدمی ہر وقت بے کار بیٹھے ہیں۔"
"بے کار کیوں رہتے ہیں؟"
"اُنھیں تمھاری نگرانی کرنی پڑتی ہے۔"
"کیوں کرنی پڑتی ہے۔ کیا مجھے خفیہ طور پر گورنر جنرل بنا دیا گیا ہے؟"
"مسٹر سلطان کا آرڈر ہے مجھے بتاؤ، وہ کون ہیں؟"
"محکمہ خارجہ کے سیکرٹری۔" عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔
"میں ان آدمیوں کے متعلق پوچھ رہا ہُوں، جنھوں نے تم پر حملہ کیا تھا۔" فیاض دانت پیس کر بولا۔
"اگر میں ان سے واقف ہوتا تو ان کا تعارف تمھارے سُسرال والوں سے کرا دیتا اور پھر انھیں بے موت مرنا پڑتا۔"

"تم نہیں جانتے کہ وہ کون ہیں؟"

"میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔ کہو تو اس جملے کو ریکارڈ کرا کے تمہارے محکمے کو بھجوا دوں۔"

فیاض چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر برا سا منہ بنا کر بولا۔ "یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ تمہارا انجام بہت دردناک ہوگا۔"

"جانتے ہو نا...!" عمران چہک کر بولا۔ "کبھی کبھی میرے مزار پر قوالی کرا دیا کرنا، میں دوسری دنیا میں بہت بے چینی سے تمہارا انتظار کروں گا۔"

فیاض حیرت سے اُسے دیکھتا رہا۔

"سوپر فیاض!" عمران نے کچھ دیر بعد بہت سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا تمہارے آدمی میری حفاظت کر رہے ہیں؟"

"ایک دو نہیں بیس آدمی اس عمارت کے گرد و پیش چھپے ہوئے ہیں۔" عمران نے اٹھ کر میز سے اکارڈین اٹھایا اور اُسے گردن میں لٹکاتے ہوئے دستانوں میں ہاتھ ڈال دیے۔

دوسرے ہی لمحے اس کی کرخت آواز کمرے میں گونجنے لگی فیاض کو پھر غصہ آ گیا لیکن وہ خاموش ہی رہا۔

عمران نے بائیں جانب والی کھڑکی کھولی اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اکارڈین بجاتا رہا۔ کھڑکی کے دروازے دو حصوں میں منقسم تھے۔ اس نے صرف نیچے کے پٹ کھولے تھے۔

دفعتاً اکارڈین خاموش ہو گیا اور اس کے دونوں حصے ایک دوسرے سے جا ملے۔ عمران کھڑکی بند کر کے فیاض کی طرف مڑا اور اکارڈین کی دھونکنی چلانے لگا۔ اس بار آواز نہیں نکلی کیونکہ اب دھونکنی میں ایک گول سا سوراخ بھی نظر آ رہا تھا۔ فیاض نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا۔

"کیوں سوپر فیاض! تمہارے آدمی کہاں ہیں؟" اس نے برا سا منہ بنا کر دریافت کیا۔

"تم انہیں پہچان نہیں سکتے۔" فیاض بیزاری سے بولا۔

"خیر... لیکن اس کے باوجود بھی میرے اکارڈین کی دھونکنی میں سوراخ ہو گیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" فیاض یک بیک چونک پڑا۔

"سوراخ میری جان!" عمران نے اکارڈین کو گردن سے اتارتے ہوئے کہا اور پھر اُسے ہلاتا ہوا بولا۔

"سوراخ کرنے والی دھونکنی کے اندر موجود ہے اگر تمہیں یہ سوراخ پسند ہے تو میں ایسا ہی دوسرا سوراخ تمہارے پیٹ میں کرا سکتا ہوں بشرطیکہ تم میرے کپڑے پہن کر اس کھڑکی کے نچلے پٹ کھولنے کی کوشش کرو۔"

"تم محفوظ ہو؟" کیپٹن فیاض متحیرانہ انداز میں چیخا۔

"کسی کام چور گدھے کی طرح۔" عمران نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے، تم جھوٹے ہو۔"

"ٹھہرو۔" عمران مسکرا کر بولا اور اکارڈین کی دھونکنی پھاڑ ڈالی، اور اس میں سے سیسے کی ایک گولی نکال کر فیاض کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "یہ آسمان سے نہیں ٹپکی۔"

"لیکن میں نے فائر کی آواز نہیں سنی۔"

"سائیلنسر لگی ہوئی رائفلیں شرلاک ہومز کے زمانے میں عام نہیں تھیں لیکن آج کل... خیر! سوپر فیاض، اب قوالی کا انتظام کرو۔"

"مگر تم بچ کیسے گئے؟"

"گھٹیا قسم کے بلٹ پروف شرلاک ہومز کے زمانے میں بھی پائے جاتے تھے۔"

"تو تم نے بلٹ پروف پہن رکھے ہیں؟"

"ہاں سوپر... میں اپنی ہونے والی بیوہ کو بیوی نہیں کرنا چاہتا۔"

"بیوہ کو بیوی...!"

"گولی کدھر سے آئی تھی؟"

"سامنے والی عمارت کی دوسری منزل سے۔"

"میں دیکھتا ہوں۔" فیاض اٹھتا ہوا بولا۔

"ضرور دیکھو، عینک بھی لیتے جاؤ، ممکن ہے ضرورت پیش آئے!"

فیاض، عمران کو گھورتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ جب اس کے قدموں کی آوازیں آنا بند ہو گئیں تو عمران نے میز کی دراز کھول کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اُسے منہ کے قریب لے جاتا ہوا بولا۔

"خاور ایک موٹر رکشا عمارت کی پشت پر بھیجو، عمران وہاں سے بھاگنا چاہتا ہے۔"

اس بار اس نے ٹرانسمیٹر کوٹ کی جیب میں ڈال لیا پھر دوسرے کمرے میں آ کر جلدی جلدی ایک بوڑھے آدمی کا میک اپ کیا، کپڑے تبدیل کیے اور ایک سوٹ کیس اٹھا کر سلیمان کو ہدایات دیتا ہوا پچھلی راہداری میں آ گیا۔

عمارت کے دوسری جانب بھی زینے تھے لیکن استعمال میں بہت کم رہتے تھے کیونکہ دوسری جانب ایک پتلی سی گلی تھی، جس میں عموماً گندگی اور غلاظت کے ڈھیر نظر آتے رہتے تھے۔ جیسے ہی وہ گلی میں پہنچا

ایک موٹر رکشا سامنے سے آتا نظر آیا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اُسے رکوا دیا۔

"آپ ہی کے لیے کہا گیا ہے جناب!" رکشے والے نے دریافت کیا۔

"ہاں!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ "گرانڈ ہوٹل چلو۔"

رکشا گلی سے نکل کر سڑک پر فراٹے بھرنے لگا۔ عمران نے فیاض کو دیکھا جو دوسری عمارت کے سامنے کھڑا اوپری منزل کی طرف دیکھ رہا تھا۔

گرانڈ ہوٹل میں عمران کو کمرا مل گیا شاید اس کے متعلق بھی پہلے ہی سے طے کر لیا گیا تھا مگر عمران زیادہ دیر تک چین سے نہ بیٹھ سکا کیونکہ جیب میں پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر نے پے در پے دو تین اشارے ریسیو کیے اور عمران نے اُسے جیب سے نکال لیا۔ اس میں سے بہت ہی مدھم سی آواز آ رہی تھی۔

"ایکس ٹو پلیز... جولیا اسپیکنگ!"

"ہیلو!" عمران نے ٹرانسمیٹر کو منہ کے قریب کر کے کہا۔ "ایکس ٹو۔"

"تنویر کے گھر کو آگ لگا دی گئی جناب!"

"تنویر کہاں ہے؟"

"دوسری جگہ اور وہ لوگ وہاں بند کر دیے گئے ہیں۔ انھوں نے اعتراف کر لیا ہے کہ وہ شراب کے نشے میں ایک مکان میں جا گھسے تھے۔ ایک غیر ملکی سفارت خانہ اس میں دلچسپی لے رہا ہے۔"

"مجھے علم ہے، میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں کا سفارت خانہ ہو سکتا ہے۔"

"اب کیا حکم ہے جناب؟"

"فی الحال کچھ نہیں مگر ہوشیار رہو۔ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اپنی حفاظت بھی ضروری ہے۔"

"آپ کی موجودگی میں ہم ہراساں نہیں ہو سکتے، دیکھیے میں دور سے کتنی اچھی طرح آپ سے گفتگو کر سکتی ہوں۔ اوہ میرے خدا پچھلی رات میرے حلق سے آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔"

"اس پر بھی یہ عالم ہے کہ مجھے دیکھ لینے کی خواہش رکھتی ہو، اگر صورت دیکھ لیتیں تو دم ہی نکل جاتا۔"

"سب کی یہی حالت تھی جناب!"

"تم سب نالائق ہو، اوور اینڈ آل۔" عمران نے گفتگو ختم کر کے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بوڑھے ہی کے میک اپ میں باہر جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بھورے رنگ کی سفید داڑھی تھی اور آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک... وہ پھر اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

وہ نہ صرف کیپٹن فیاض کی کارگزاریاں دیکھنا چاہتا تھا بلکہ ان لوگوں کی فکر میں بھی تھا جنھوں نے اُسے فلیٹ چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا تھا۔ پچھلی رات اُسے توقع تھی کہ وہ تنویر کے مکان پر الفانسے سے نپٹ سکے گا لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی کیونکہ ان لوگوں میں الفانسے نہیں تھا۔

اُسے پچھلی ہی رات اس بات کا علم بھی ہوا تھا کہ وہ لوگ ابھی تک انھیں کاغذات کے چکر میں ہیں، جو نفر لیا نے شاداب نگر کی جعفری منزل سے اُڑائے تھے مگر اب ان کاغذات تک ان لوگوں کی رسائی مشکل ہی تھی کیونکہ اب وہ محکمۂ خارجہ کی تحویل میں پہنچ چکے ہیں۔

وہ عمارت کے قریب ٹیکسی سے اترا جس کی دوسری منزل پر کیپٹن فیاض نے اودھم مچا رکھی تھی۔ اس منزل کا کوئی فلیٹ ایسا نہیں تھا جس کی تلاشی نہ لی گئی ہو لیکن وہاں ایک بھی ایسا آدمی نہ مل سکا جو اپنے پڑوسی کی نظروں میں مشتبہ یا اجنبی ہوتا۔ وہ سالہا سال سے اسی منزل میں بستے آئے تھے۔

عمران نیچے سڑک پر لوگوں کی چہ میگوئیاں سنتا رہا۔ عام لوگوں کا خیال تھا کہ یہ تلاشی منشیات کی غیر قانونی تجارت کے سلسلے میں ہو رہی ہے۔ شاید فیاض نے یہی کہہ کر تلاشیاں شروع کی تھیں۔

عمران دراصل اس عمارت کے نیچے ایک اندھے فقیر میں دلچسپی لے رہا تھا، جو ممکن ہے سرے سے اندھا ہی نہ رہا ہو۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن انداز کچھ ایسا تھا جیسے وہ بیکار ہوں۔ ان میں ویرانی اور بے رونقی تھی۔ عمران شاید اس کی طرف متوجہ بھی نہ ہوتا لیکن ایک خاص واقعے نے اس کی توجہ منعطف کرا دی تھی۔ اندھے کے ایک ہاتھ میں خشک ڈبل روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور دوسرے ہاتھ میں مڑے تڑے ردی کاغذوں کا ایک گولا تھا۔ اسی طرف سے ایک آدمی گزرا، جس کے ساتھ ایک ننھا سا بڑے بالوں والا کتا بھی تھا۔ کتے نے روٹی کا ٹکڑا اندھے کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور اندھا گالیاں بکتا ہوا ناچنے لگا۔ اسی حالت میں وہ کتے کے مالک سے ٹکرایا اور اس کے دوسرے ہاتھ میں دبا ہوا کاغذ کا گولا کتے کے مالک کی جیب میں پہنچ گیا۔ کتے کا مالک کتے کو آگے بڑھاتا جا رہا تھا۔ عمران اس کی طرف لپکا اور پھر ایک جگہ جب وہ ایک سینما ہاؤس کے قریب سے گزر رہا تھا میٹنی شو دیکھ کر نکلنے والوں کی بھیڑ میں عمران نے اس کی جیب صاف کر دی یعنی کاغذ کا وہ گولا اس طرح نکال لیا

لہ اُسے خبر تک نہ ہوئی۔

مگر یہاں اُس سے ایک لغزش ہوگئی۔ اگر اُس نے کسی یقین کے ساتھ اس کا تعاقب شروع کیا تھا تو... تو ابھی اس گوبے کی فکر میں نہیں پڑنا چاہیے تھا۔ اُس نے بے خیالی میں اپنی رفتار سُست کردی جب بھیڑ آگے نکل گئی تو ایک جگہ رُک کر اُس گوبے کو دیکھنے لگا۔ ساتھ ہی اُسے اپنی اس حماقت کا بھی احساس ہُوا کہ وہ کتے کے مالک کا تعاقب ترک کر چکا ہے جسے حقیقتاً جاری رہنا چاہیے تھا کیونکہ یہ ردّی کاغذات نہیں تھے بلکہ دن بھر کی رپورٹ تھی۔

"وہ صبح سے بارہ بجے تک اکارڈین بجاتا رہا۔ بارہ بجے محکمۂ سُراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ اُس کے فلیٹ میں گیا۔ اسی دوران وہ اکارڈین بجاتا ہُوا ایک کھڑکی کے سامنے آگیا۔ اُس پر فائر کیا گیا۔ اب کیپٹن فیاض اس عمارت کی تلاشی لے رہا تھا، جس سے فائر کیا گیا تھا۔ فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔"

عمران نے کاغذ جیب میں رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اُسے۔ اس آدمی کا تعاقب جاری رکھنا چاہیے تھا۔ وہ پھر اس توقع پر واپس ہُوا کہ شاید اندھا فقیر اب بھی وہیں مل جائے۔ اُسے اپنی اس ذہنی کمزوری پر رہ رہ کر غصہ آرہا تھا کہ وہ محض ان مُڑے تڑے کاغذوں کے چکر میں کیوں پڑ گیا تھا اگر اس شخص پر شبہ ہُوا تھا تو اس کا تعاقب جاری رکھنا چاہیے تھا اس طرح ممکن تھا کہ وہ ان کے ٹھکانے ہی سے واقف ہو جاتا اور یہ ایک بہت بڑی بات تھی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد عمران پھر وہیں جا پہنچا، جہاں سے کچھ دیر پہلے اس آدمی کے تعاقب میں روانہ ہُوا تھا مگر اب وہ اندھا فقیر کہیں نہ دکھائی دیا۔

فیاض نے اتنی دیر میں ساری عمارت چھان ماری تھی اور اب نیچے فٹ پاتھ پر کھڑا لوگوں سے پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ اتنے میں اُس کی نظر عمران پر پڑی۔ ظاہر ہے کہ عمران ایک توانا اور تندرست نوجوان تھا۔ فیاض کو اُس کے چہرے پر بھُوری داڑھی کچھ غیر فطری سی معلوم ہوئی اور پھر تاریک شیشوں کی عینک... اندھیرا پھیلنے لگا تھا اور قرب و جوار کی دکانیں جگمگا اُٹھی تھیں لہٰذا تاریک شیشوں کی عینک نے خاص طور پر اُسے اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ داڑھی کو تو وہ نظر انداز کر سکتا تھا کیونکہ بہتیرے بوڑھے بڑی اچھی صحت رکھتے ہیں۔ عمران نے محسوس کرلیا کہ فیاض اُسے بار بار دیکھ رہا ہے لہٰذا اُس کی رگِ شرارت پھڑکنے لگی۔ اُس نے سوچا کچھ دیر تفریح ہی سہی۔ اُس نے اپنا رُخ اس عمارت کی طرف کرلیا، جس میں اُس کا فلیٹ تھا۔ بس پھر تھوڑی ہی دیر بعد فیاض اُس کے سر پر سوار تھا۔

"کیا آپ اسی عمارت میں رہتے ہیں؟" فیاض نے اُس سے پوچھا

عمران چونک کر اُس کی طرف مُڑا اور اُسے نیچے سے اُوپر تک دیکھتا ہُوا درشت لہجے میں پوچھا "کیوں؟"

عمران کئی طرح کی آوازوں پر قادر تھا۔ کم از کم فیاض کے بس کا روگ نہیں تھا کہ وہ اُسے اس کی آواز سے پہچان سکتا ویسے اُسے اس کا درشت لہجہ بہت گراں گزرا اور اُس نے اپنے ایک ماتحت کی طرف مُڑ کر کہا "انھیں چیک کرو۔"

"کیوں جناب آپ اسی عمارت میں رہتے ہیں؟" ایک ماتحت نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ فیاض دوسری طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"کیوں؟" عمران کے تیور میں کوئی فرق واقع نہیں ہُوا تھا۔

"میں آپ سے سوال کر رہا ہوں!"

"کیا میں کسی دیوار سے سوال کر رہا ہوں؟" عمران نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

فیاض قریب ہی تھا اور سب کچھ سُن رہا تھا۔ وہ بڑے غصیلے انداز میں عمران کی طرف مُڑا۔

"انہیں بتاؤ" اُس نے ماتحت سے کہا "ان کے اہل و عیال کی خیریت نہیں پوچھی جا رہی بلکہ یہ پولیس انکوائری ہے۔"

"آپ انھیں بتا دیجیے" عمران نے اُس کے ماتحت سے کہا "میں بھی ایک ریٹائرڈ پولیس آفیسر ہوں لیکن میں نے ایسی بچگانہ پولیس انکوائری آج تک نہیں دیکھی۔"

فیاض کی آنکھیں سُرخ ہوگئیں اور اُس نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "گاڑی میں بٹھاؤ۔"

"چلیے جناب" ماتحت نے کہا۔

"کہاں چلوں؟"

"کپتان صاحب کا حکم ہے کہ اس گاڑی میں تشریف رکھیے!"

"چلیے... چلیے شکریہ! مجھے نکسن پارک کے قریب اُتار دیجیے گا"

"ضرور... ضرور!" ماتحت نے طنزیہ لہجے میں کہا

عمران محکمۂ سُراغ رسانی کی اسٹیشن ویگن میں بیٹھ گیا۔ فیاض شاید ساری کارروائیاں ختم کر چکا تھا۔ ویسے اُسے اس کے بعد عمران کے فلیٹ میں بھی جانا چاہیے تھا لیکن اُسے داڑھی والے پر اس شدت سے غصہ آیا تھا کہ وہ سب کچھ بھُول گیا۔

گاڑی چل پڑی۔ فیاض اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے پاس تھا اور

عمران دو تین سادہ لباس والوں کے ساتھ پچھلے حصے میں بیٹھا انھیں اکبر اور بیربل کے لطائف سُنا رہا تھا۔

فیاض کا شبہ بڑھتا رہا لیکن اُس نے راہ میں کچھ نہیں کہا۔ دفتر کے قریب پہنچ کر اُس نے عمران سے پوچھا "آپ ریٹائرڈ پولیس آفیسر ہیں؟"

"نہیں تو" عمران نے حیرت سے کہا پھر شرمیلے لہجے میں بولا "میں تو سرسوں کے تیل کا بیوپار کرتا ہوں۔"

فیاض نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر خاموش ہی رہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماتحتوں کی موجودگی میں بات بڑھے کیونکہ کچھ دیر پہلے بھی یہ آدمی بڑی دیدہ دلیری سے اس کا مذاق اُڑا چکا تھا۔

اپنے آفس میں پہنچ کر اُس نے ماتحتوں کو چلے جانے کا اشارہ کیا۔ جب اُسے یقین ہو گیا کہ آس پاس کوئی موجود نہیں ہے تو اُس نے عمران سے کہا۔ "اپنے ہاتھ اُوپر اُٹھالو!"

فوراً ہی تعمیل کی گئی اور فیاض اس کی جامہ تلاشی لینے لگا۔ اس جامہ تلاشی میں وہ کاغذ اس کے ہاتھ لگا جو اندھے فقیر سے عمران تک پہنچا تھا۔ فیاض نے اُسے پڑھا اور دانتوں پر دانت جکڑ لیے۔ وہ خونخوار نظروں سے داڑھی والے کو گھور رہا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے گرج کر پوچھا۔

"جی بات دراصل یہ ہے کہ میں فلموں کے لیے مکالمے بھی لکھا کرتا ہوں "یہ دردِ جگر" نامی اسٹوری کے ایک موقعہ کا مکالمہ ہے جی ہاں "بسمل کی آنکھ" نامی فلم کی اسٹوری میں نے ہی لکھی تھی۔ منشی بندے علی ترنم میرا نام ہے، جی ہاں۔"

"اپنی عینک اُتار دو" فیاض نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کیا فائدہ جناب! پھر میں آپ کو دیکھ بھی نہ سکوں گا۔ اُجالے میں مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

فیاض نے اُسے گریبان سے پکڑ کر عینک اُتار دی۔ داڑھی والے نے اُس کے خلاف کوئی حرکت نہ کی۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر خلاء میں گھورتا رہا جیسے سچ مچ اندھا ہی ہو۔

"اب میں بالکل بے ضرر ہوں جناب" اُس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "جو چاہے مجھے کنوئیں میں دھکیل دیجیے خواہ شادی کر دیجیے۔ جسم سے کھال الگ کردی جائے گی، سمجھے۔"

"عینک کے بغیر کیسے سمجھ میں آئے گا" داڑھی والے نے مایوسی سے کہا اور دفعتاً فیاض کا ہاتھ گھوم گیا لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ ایک کچوکے ہی پر پڑتا، سامنے دیوار تھی۔ بہرحال دوسرا گھونسا اُٹھانے کی نوبت فیاض میں نہ رہ گئی۔ اُس نے بائیں ہاتھ سے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجانی چاہی لیکن عمران نے آگے بڑھ کر گھنٹی کو دوسری طرف کھسکاتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"اپنی بے عزتی نہ کروائیے کپتان صاحب!"

اس بار فیاض نے اس کی آواز پہچان لی کیونکہ وہ مصنوعی آواز میں نہیں بولا تھا۔ فیاض اپنا ہاتھ مَلتا ہُوا اُسے بُرا بھلا کہنے لگا... پھر آنکھیں نکال کر غرّایا۔

"تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی ہے، میں تمہیں دیکھ لوں گا۔"

"جناب کپتان صاحب! آپ خواہ مخواہ میرے کام میں حارج ہوئے ہیں۔"

"اس طرح میک اپ کر کے باہر نکلنا جرم ہے۔" فیاض نے کھا جانے والے انداز میں کہا۔

"اور میک اپ کے بغیر مر جانا بڑا نیک کام ہے کیوں کپتان صاحب! آپ کے بیس آدمی اس عمارت کے گرد و پیش تھے پھر بھی مجھ پر گولی چلائی گئی۔ آپ اتنی دیر تک جھک مارتے رہے تھے لیکن مجرم پر ہاتھ نہ ڈال سکے، پکڑا بھی گیا تو یہی بے چارہ زندہ شہید۔"

"میں سر سلطان کو مطلع کرنے جا رہا ہوں کہ محکمۂ سُراغ رسانی عمران کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ وہ خود اپنے افعال کا ذمے دار ہے۔"

"ضرور مطلع کر دو۔ میں نے محکمۂ سُراغ رسانی سے کبھی درخواست نہیں کی کہ میری مدد کی جائے۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ محکمۂ سُراغ رسانی کتنی بار میری مدد کا محتاج رہ چکا ہے۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔ عمران نے میز سے اپنی عینک اُٹھاتے ہوئے کہا "لاؤ، وہ کاغذ مجھے دے دو۔"

"کاغذ ریکارڈ میں رکھا جائے گا۔"

"بات نہ بڑھاؤ" عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا "تم نہیں جانتے کہ اس طرح تم کن معاملات میں حارج ہو رہے ہو۔"

"بات ضرور بڑھے گی کیونکہ تمہاری وجہ سے شہر میں دہشت انگیزی شروع ہو گئی ہے، تمہیں بتانا پڑے گا کہ وہ کون لوگ ہیں؟"

"وہ تم بھی ہو سکتے ہو کیپٹن فیاض! کیا تم مجھ سے دشمنی نہیں رکھتے؟"

فیاض دانت پیس کر رہ گیا اور عمران دروازے کی طرف بڑھتا ہُوا بولا "تم رکھو وہ کاغذ مگر اتنے ذہین نہیں ہو کہ محض اُس تحریر کے سہارے مجرموں تک پہنچ سکو۔" اُس نے دروازہ کھولا اور باہر نکلا چلا گیا۔

▼▼

چونکہ سیکرٹ سروس کے سارے آدمی قریب قریب مجرموں کی نظروں میں آچکے تھے لہٰذا ایکس ٹو کے احکام کے مطابق انھیں اپنی اصل شکل و شباہت کے ساتھ منظرِ عام پر آنے کی اجازت نہیں تھی۔ اب کیپٹن جعفری کو اپنی شاندار مونچھیں صاف کرنی ہی پڑیں لیکن اُسے

رہ رہ کر عمران پر غصہ آ رہا تھا جس کی وجہ سے بیٹھے بٹھائے خواہ مخواہ ایک نئی مصیبت نازل ہو گئی تھی۔

وہ بہت دیر سے ریکشن کے چوراہے پر کھڑا اسارجنٹ ناشاد کا انتظار کر رہا تھا۔ ان دونوں کو ڈیش بورڈ کے حکم سے یہ رات کیفے شبانہ میں گزارنی تھی، جو ٹھیک عمران کے فلیٹ کے سامنے تھا۔

ناشاد ذرا دیر سے پہنچا اور جعفری اس پر برس پڑا۔

"یار کیا کرتا۔" ناشاد بسور کر بولا۔ "شعر کہنے میں اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی بچہ جننے میں۔"

"اے تو تم شعر کہہ رہے تھے؟"

"کہنا پڑتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی نوالہ حلق میں اٹک جائے یا اُگل دو یا نگل جاؤ... خدا کی قسم کلیجہ خون ہو رہا ہے، اپنا کیا شاندار مشاعرہ چھوٹا ہے آج... طرح پر غزل ہوئی تھی، خدا سمجھے اس عمران کے بچے سے، یار سمجھ میں نہیں آتا کہ ایکس ٹو اس پر اتنا مہربان کیوں ہو گیا ہے؟"

"چلتے رہو اُڑو مت، ہمیں عمران سے کوئی غرض نہیں ہے۔" جعفری نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"ارے اسی کی بدولت تو ہم جھک مارتے پھر رہے ہیں۔"

"ختم کرو اس قصے کو، تم میرے سامنے اس کا نام ہی نہ لیا کرو۔"

"مجھے اس ٹریجڈی کا علم ہے۔" ناشاد نے مغموم لہجے میں کہا۔

"اوہ... وہ ٹریجڈی نہیں کیا معلوم کہ میں اس وقت نشے میں تھا، ورنہ اس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ کر دیتا۔"

"ٹھیک ہے تم نشے ہی میں رہے ہو گے۔ مجھے خود بھی حیرت تھی میرا خیال ہے کہ وہ تمہارا ایک گھونسا بھی نہیں سہہ سکتا مگر وہ لومڑیوں کی طرح مکار ہے۔ میں نے یہاں تک سنا ہے کہ اس پر پے در پے فائر کرتے جاؤ اور وہ بندروں کی طرح اچھل کود کر خود کو بچائے جائے گا۔"

"بکواس ہے، لوگ خواہ مخواہ رائی کا پربت بنا دیتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے مجھے بھی اس پر یقین نہیں آتا تھا۔ جولیا البتہ اس کے لیے زمین و آسمان کے قلابے ملایا کرتی ہے۔ دراصل اسی نے سر چڑھایا ہے عمران کو، ورنہ کیا مجال تھی اس کی کہ ہمارے منہ آتا۔"

"ختم بھی کر دو یار۔" جعفری نے جھنجلا کر کہا۔

وہ کیفے شبانہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جعفری نے عمران کی کھڑکی پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور کیفے میں داخل ہو گیا۔ کھڑکی کے شیشے روشن نظر آ رہے تھے۔

"شاید وہ اندر موجود ہے۔" ناشاد نے آہستہ سے کہا۔ جعفری کچھ نہ بولا۔ اس نے ایک میز منتخب کر لی تھی، جہاں سے وہ باہر بھی نظر رکھ سکتا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں بار بھی ہے۔" ناشاد نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"ہو گی۔" جعفری نے بے پروائی سے کہا۔ "ڈیوٹی پر میں کبھی نہیں پیتا۔"

"یار، یہ ڈیوٹی ہے؟" ناشاد نے کچھ ایسے انداز میں سوال کیا جیسے اس پر کوئی بہت بڑا ظلم ہوا ہو۔

"میں سوچ رہا ہوں، یہ رات کیسے کٹے گی؟" جعفری بولا۔

"کٹ جائے گی۔" ناشاد معنی خیز انداز میں مسکرایا۔ "ابھی میں انتظام کیے لیتا ہوں۔"

کیفے شبانہ رات بھر کھلا رہتا ہے۔ وہ تھا ہی رات کا کیفے۔ دن بھر بند رہتا تھا اور سرِ شام کھل جاتا تھا۔ اسی مناسبت سے اس کا نام بھی تھا۔ یہاں شہر کے مہذب اوباش اکٹھے ہوتے تھے۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں سوسائٹی گرلز کی عدم موجودگی کیسے ممکن ہو سکتی تھی۔ وہاں ایسی لڑکیاں کافی تعداد میں آتی تھیں۔

جعفری غالباً ناشاد کی بات سمجھ گیا تھا، اس لیے جلدی سے بولا "ایسا نہ ہو سکے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ ایکس ٹو ہمیں کچا چبا جائے۔"

"ایکس ٹو پر لعنت بھیجنے کو دل چاہتا ہے۔" ناشاد بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "وہ یقیناً کوئی خبیث روح ہے۔ اگر آدمی ہوتا تو اُسے لڑکیوں اور شراب سے نفرت نہ ہوتی۔"

"اگر تمہارے یہ الفاظ کسی طرح اس کے کانوں تک پہنچ گئے تو...؟" جعفری اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"چھوڑو یار۔" ناشاد ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم نے میرا موڈ چوپٹ کر دیا۔ میں نے سوچا تھا کہ تمہیں اپنی تازہ ترین غزل سناؤں گا۔"

"تب تو بہت اچھا ہوا، تمہارا موڈ چوپٹ ہو گیا۔ شاعری میری سمجھ میں بالکل نہیں آتی۔ اگر سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں تو بخار آ جاتا ہے۔"

ناشاد نے بہت بُرا سا منہ بنایا مگر کچھ بولا نہیں۔

"اوہو... یہ تو جولیا معلوم ہوتی ہے۔" دفعتاً جعفری چونک کر بولا۔ "مگر اس کے ساتھ یہ کون ہے؟"

وہ ایک ادھیڑ عمر کی یورپین عورت کی طرف دیکھ رہا تھا، جو ایک بھوری داڑھی والے کے ساتھ بیٹھی ہوئی کافی پی رہی تھی۔ داڑھی والے کی آنکھوں پر سیاہ عینک تھی۔ ناشاد نے بھی انہیں دیکھا اور بولا۔

"یہ جولیا ہی ہے۔ میں اسے پہلے بھی اس میک اپ میں دیکھ چکا ہوں۔ مگر یہ آدمی اپنوں میں سے تو نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی بھوری داڑھی والا نہیں ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں لوگوں میں سے کسی کو پھانس رہی ہو۔" جعفری بولا۔

"ممکن ہے مگر کہیں خود نہ پھنس جائے۔"

"نہیں، ہوشیار رہنا چاہیے۔" جعفری بولا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر ناشاد نے پوچھا "آخر وہ کاغذات اس کہاں؟"

"جہنم میں۔" جعفری بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

انہوں نے دیکھا کہ بھوری داڑھی والا دفعتاً اُٹھا اور باہر نکل گیا۔ جولیا ان دونوں کی طرف مڑ کر مسکرائی۔ چند لمحے وہیں بیٹھی رہی پھر اُٹھ کر انہی کی میز پر آ گئی۔

"کون تھا؟" ناشاد نے پوچھا۔

"عمران!"

"کیا؟" جعفری حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

"ہاں، عمران تھا، وہ اس بات پر خفا ہے کہ ہم لوگ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔"

"کیا تم نے اُسے پہچانا تھا؟"

"نہیں اسی نے مجھے پہچانا تھا اور اس بات پر میز [illegible] اڑا [illegible] پہچان لی گئی۔ اس نے تم دونوں کو بھی پہچان لیا تھا۔"

"نہیں، [illegible]" سارجنٹ ناشاد نے حیرت سے کہا۔

"میں جھوٹ نہیں کہہ رہی۔"

"اب وہ کس چکر میں ہے؟" جعفری نے پوچھا۔

[illegible] اس پر فائر کیا گیا تھا، اس وقت کیپٹن فیاض بھی اس [illegible] موجود تھا۔"

[illegible]

[illegible] حالانکہ کیپٹن فیاض نے اس عمارت کی [illegible] فائر کیا گیا تھا۔"

[illegible] اس شہر ہی سے کیوں نہیں چلا جاتا؟"

[illegible] کس قسم کا آدمی ہے، آدمی [illegible] فلیٹ ہی میں بسر کرے گا اور [illegible]

[illegible] جعفری نے پوچھا۔ "ایکس ٹو کا کوئی [illegible]

[illegible] نہیں ہے۔"

"بڑی مصیبت ہے۔" ناشاد گردن جھٹک کر بولا۔ "وہ رات بھر تو چین سے سوئے گا۔ صبح آٹھ بجے اُٹھے گا اور ہم رات بھر یہاں بیٹھے جھک مارتے رہیں گے۔"

جولیا کچھ نہ بولی۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر اس نے کہا۔ "میرے ذہن میں ایک سوال اکثر بُری طرح چبھنے لگتا ہے۔"

"کیسا سوال؟" ناشاد بولا۔

"کیا عمران ہی ایکس ٹو ہے؟"

"عمران تو امریکہ کا صدر بھی ہو سکتا ہے۔" جعفری نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"نہیں سنجیدگی سے سوچو!"

"سنسان جنگلوں کا اندھیرا اکثر گدھے کو بھی شیر بنا کر پیش کر دیتا ہے۔ عمران اور ایکس ٹو ایک احمقانہ خیال ہے۔ اس جیسے لاابالی اور کریک آدمی کو اتنی بڑی ذمہ داری کبھی نہیں سونپی جا سکتی۔ وہ بات اور ہے کبھی کبھی سرکاری محکمے اس کا تعاون حاصل کر لیں۔ ایک بار محکمہ سراغرسانی میں اُسے ملازمت بھی تو مل چکی ہے مگر وہ کتنے دنوں تک قائم رہی تھی۔ کیا اس نے کوئی کیس بگاڑا تھا۔ غیر سنجیدہ آدمی اس قسم کے عہدوں کے قابل سمجھے ہی نہیں جاتے۔"

"ٹھیک ہے۔" جولیا سر ہلا کر بولی۔ "مگر پھر یہ ایکس ٹو کون ہے؟"

"ہو گا کوئی!" جعفری نے بے پروائی سے کہا۔ "میں اس کے متعلق کبھی نہیں سوچتا۔"

"مگر یہ عمران!" جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ایسا نڈر آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔"

"وہ پاگل ہے، تمہیں اس پر یقین ہونا چاہیے۔" ناشاد بولا۔ "میں اسے صحیح الدماغ نہیں سمجھتا۔"

جولیا کچھ نہ بولی۔ اس کی آنکھوں سے اُلجھن جھانک رہی تھی۔

★

عمران، جولیا کی میز سے اس طرح اُٹھا تھا جیسے کسی نے ڈنک مار دیا ہو۔ غالباً اس نے اپنا جملہ بھی ادھورا چھوڑا تھا۔ بات دراصل یہ تھی کہ اُسے سڑک پر پھر وہی اندھا فقیر نظر آ گیا تھا جس نے شام کو ایک انوکھے طریقے پر اپنا پیغام کسی کے لیے پہنچانا چاہا تھا۔ عمران نے اسے ٹھیک اپنی کھڑکی کے نیچے کھڑے دیکھا۔ غالباً اس نے کسی کو اشارہ بھی کیا تھا پھر عمران نے یہ بھی محسوس کیا کہ اب وہ وہاں سے کھسک جانا چاہتا ہے۔ وہ کیفے شبانہ سے نکل کر فٹ پاتھ پر آ گیا۔ فقیر ایک طرف چل پڑا تھا۔ عمران سڑک کے دوسرے کنارے کی طرف جانے کی بجائے اس کنارے پر چلتا رہا۔ فقیر چوراہے پر پہنچ کر سڑک پر مڑ گیا۔ اب یہ تعاقب اس طرح

نہیں جاری رہ سکتا تھا۔ مجبوراً عمران کو اس کے پیچھے ہی چلنا پڑا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے اسی وقت تھریسیا تک رسائی ہو جائے۔ اندھا آنکھ والوں کی طرح چلتا رہا۔ فٹ پاتھ پر خاصی بھیڑ تھی لیکن وہ کسی سے ٹکرائے بغیر آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بد وضع سی لکڑی تھی۔

عمران اس سے تقریباً سو قدم کے فاصلے پر چل رہا تھا۔ سامان بھٹ سے وہ جعفری اسٹریٹ میں مڑ گیا۔ یہاں بھیڑ کم تھی اور ٹریفک کا شور نہ ہونے کی بنا پر فضا پرسکون تھی۔ روشنی بھی کچھ اتنی زیادہ نہیں تھی۔ عمران اس کی لکڑی کی کھٹ کھٹ سنتا رہا۔ جعفری اسٹریٹ سے نکل کر اس کا رخ بندرگاہ کی طرف جانے والے راستے کی طرف ہو گیا۔ یہاں اکّا دکّا راہ گیر نظر آ رہے تھے۔

وہ چند لمحے کے لیے رکا اور اس طرح سر اٹھایا جیسے اونٹ اپنی تھوتھنی اٹھا کر ہوا میں موسم کی تبدیلی کے اثرات سونگھتا ہے۔ عمران ایک لیمپ پوسٹ کی آڑ میں ہو گیا۔ اس نے فقیر کو پنجوں کے بل اوپر اٹھتے دیکھا اور اب یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی کہ وہ ایک مکان کی کھڑکی میں جھانکنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اس نے سیٹی کی ہلکی سی آواز سنی اور فقیر کو پھر قدم بڑھاتے دیکھا۔ وہ بندرگاہ والی سڑک پر چل رہا تھا۔

عمران پھر تعاقب شروع کرنے ہی والا تھا کہ اس نے اس مکان کا دروازہ کھلتے دیکھا جس کی کھڑکی میں اندھا فقیر جھانک رہا تھا۔ دو آدمی باہر آئے جن کے جسموں پر لمبے لمبے کوٹ تھے اور کالر کانوں تک اٹھے ہوئے تھے۔ وہ لوگ بھی اندھے کے پیچھے چل پڑے۔ لکڑی کی کھٹ کھٹ سناٹے میں گونج رہی تھی۔ اندھے کی تیز رفتاری پر عمران کو حیرت ہونے لگی۔

وہ بھی ان کے پیچھے چلتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہیں یہ اندھا اسے پھانسنے کی کوشش تو نہیں کر رہا۔ ممکن ہے اس نے اسے پہچان لیا ہو اور اپنے ساتھ لگا کر کسی ایسی جگہ لے جانا چاہتا ہو جہاں اس کی دانست میں عمران اپنا بچاؤ نہ کر سکے۔

اس سڑک پر اس وقت شاید یہی چار آدمی چل رہے تھے۔ کسی پانچویں کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔ یہ ایک لمبی دوڑ ثابت ہوئی۔ بندرگاہ تک پیدل ہی آنا پڑا۔ اندھا یہاں ایک گھٹیا سے شراب خانے میں جا گھسا۔ اس کے پیچھے ہی وہ دونوں بھی داخل ہوئے۔ عمران باہر ہی رک گیا۔ وہ سوچ رہا تھا اندر جائے یا نہ جائے۔

اس شراب خانے کا مالک ہالینڈ کا باشندہ تھا۔ یہاں زیادہ تر غیر ملکی جہازرانوں کی بھیڑ رہتی تھی۔ اسے قمار خانہ بھی کہا جا سکتا تھا کیونکہ یہاں کئی طرح کا جوا ہوتا تھا۔ ہندسوں کے دائرے میں سوئی گھومتی اور ہندسوں پر داؤ لگائے جاتے۔ پانسے پھینکے جاتے اور خراب عورتوں کی مختلف بے حیائیوں پر رقمیں لگتیں۔

عمران تھوڑی دیر تک باہر کھڑا رہا۔ وہ حالات کا اندازہ کرنا چاہتا تھا لیکن جلد ہی اس کے اس خیال کی تردید ہو گئی کہ اندھے کو تعاقب کا علم تھا۔ اگر اسے علم ہوتا تو اب تک عمران کے خلاف کوئی نہ کوئی کارروائی ہو چکی ہوتی۔ یہ علاقہ بھی ایسا ہی تھا کہ یہاں دن دہاڑے لوگ لٹ جاتے تھے۔

عمران نے اپنی داڑھی میں تھوڑی سی بے ترتیبی پیدا کی، بال بکھر لیے اور کوٹ کے کالر کھڑا کرتا ہوا شراب خانے میں داخل ہو گیا۔ وہ شراب نہیں پیتا تھا لیکن وہاں جا کر اس نے بیرے سے بیئر کا ایک جگ طلب کیا اور اسے سامنے رکھے بیٹھا سگریٹ پیتا رہا۔ اندھا اور اس کے دونوں ساتھی قریب ہی کی ایک میز پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی مگر وہ کچھ اتنی آہستگی سے بول رہے تھے کہ مفہوم سمجھنا مشکل تھا۔ کچھ دیر بعد اندھے کی میز کے گرد پانچ آدمی نظر آنے لگے۔

عمران کچھ ایسے انداز میں بیٹھا تھا جیسے ساری دنیا سے بیزار بیٹھا ہو۔ البتہ وہ سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔ بیئر کا جگ جوں کا توں اس کے سامنے رکھا رہا۔ یہاں کوئی کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ سب اپنی اپنی دھن میں مست تھے۔

دفعتاً عمران کو سنبھل کر بیٹھ جانا پڑا۔ ایک ایسا آدمی شراب خانے میں داخل ہوا جسے اس نے اندھے کی میز کی طرف جاتے دیکھا۔ یہ دفتر خارجہ کا ایک کلرک تھا۔

عمران اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس کے لیے فوراً ہی ایک کرسی خالی کر دی گئی۔ ایک آدمی اٹھ گیا تھا۔ اندھے نے اس کی خیریت دریافت کی اور اس انداز میں گفتگو کرتا رہا جیسے وہ کلرک کا بزرگ ہو۔ کلرک کا رویہ نیازمندانہ تھا۔

اب گفتگو ذرا کچھ اونچی آوازوں میں ہو رہی تھی کیونکہ وہ کلرک تھوڑا سا بہرہ بھی تھا۔

"میں تمہارا مستقبل سنوار سکتا ہوں۔" اندھا اس سے کہہ رہا تھا۔ "اگلے سال تک تم اپنے محکمے کی طرف سے سمندر پار بھیجے جاؤ گے۔ تمہارا عہدہ بڑھ جائے گا۔ کل رات میں نے یہ بات تمہاری [illegible] سے معلوم کی ہے جس نے بھی جنم کنڈلی کا ترجمہ انگریزی [illegible] اسے انگریزی نہیں آتی خیر لیکن یہ بتاؤ میرا کام بھی ہو جائے گا۔"

"میں صرف اپنے علم کی سچائی پرکھنا چاہتا ہوں، ورنہ ظاہر ہے [illegible] محکمے یا اس کی چیزوں سے کیا سروکار ہو سکتا ہے [illegible] کا پٹرا ایک ایسے جانور کا ہے جو مریخ ستارے کے زیر اثر سمجھا جاتا ہے۔ مریخ... تم سمجھتے ہو نا... ایک خونی ستارہ... ایک قاہر دیوتا... تم زہرہ اور مریخ دونوں کے زیر اثر ہو۔ اگر مریخ کو اس زمانے میں کوئی نقصان پہنچا سکو تو تمہیں زہرہ سے فائدہ پہنچے گا۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ کلرک کے ہونٹ ہلے اور اس نے کہا "جی ہاں ایک سوٹ کیس میری نظر سے گزر چکا ہے۔ اس پر بنی بلی کا عکس ہوا تھا اور حرف بی پر چھوٹا سا تین کا ہندسہ تھا۔"

"اگر اس سوٹ کیس پر تمہاری نظر پڑ چکی ہے تو تم یقیناً ترقی کرو گے۔ یہ بات پتھر کی لکیر ہے۔ کیا تم شناخت کر سکتے ہو کہ وہ اب بھی وہیں ہے جہاں تم نے اسے دیکھا تھا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ تم اسی کی وجہ سے ترقی کر سکتے ہو اور اس کی وجہ سے ترقی کرو گے۔ ستاروں کی نقل و حرکت سے معاملات بدلتے رہتے ہیں۔ جب وہ ایک خاص مقام پر پہنچے گا تو تم حیرت انگیز طور پر اوپر اٹھو گے۔"

"میں یہ نہیں جانتا کہ وہ اب کہاں ہے؟"

"خیر جب ترقی کرو تو یہی سمجھنا کہ اب وہ کسی مناسب مقام پر پہنچ گیا ہے۔ بس تمہارے ستاروں کو بھی مناسبت ہوگی۔"

عمران بیٹھا دانت پیستا رہا۔ ویسے اسے اطمینان تھا کہ اس سوٹ کیس تک ان کے فرشتے بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ سوٹ کیس کی بات [illegible] کہ وہ کاغذات ہمیشہ سوٹ کیس ہی میں رکھے جائیں [illegible] دوسری جگہ بھی منتقل ہو سکتے ہیں۔ پھر کیا اس سوٹ کیس کی بھی کوئی [illegible]

کلرک کے لیے کوئی شراب منگوائی گئی۔ وہ پہلے تو نہیں [illegible] پھر اس انداز میں پینے لگا جیسے کسی مقدس آدمی کے ہاتھوں [illegible] نصیب ہوا ہو [illegible] گلاس ختم ہو جانے پر [illegible] خالی گلاس میز پر رکھ دیا اور بار بار اپنے چہرے سے پسینہ [illegible] عمران اسے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ سردی کافی تھی۔ [illegible] بڑی بڑی بوندیں پھوٹ رہی تھیں۔ [illegible] پھر کرسی کی پشت سے ٹیک کر [illegible]

"[illegible] کیا تم نے پہلی بار شراب پی ہے؟"

"[illegible]" اس نے آنکھیں کھولیں [illegible] کیوں طبیعت کچھ خراب سی ہوتی [illegible] جا رہی ہے [illegible] گھر نہیں پہنچ سکوں

گا۔ پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔"

"خیر اکثر ایسا بھی ہو جاتا ہے۔" اندھے نے کہا پھر ایک آدمی سے بولا "انہیں ان کے گھر پہنچا دو۔"

اب وہ اندھا نہیں معلوم ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں ویرانی بھی باقی نہیں رہی تھی۔

عمران نے کلرک کو جاتے دیکھا۔ وہ اندھے کے ساتھیوں میں سے ایک کے سہارے چل رہا تھا۔ اس وقت عمران الجھن میں پڑ گیا کہ وہ ان دونوں کے پیچھے جائے یا وہیں بیٹھے۔ یقیناً اس شراب میں کچھ ملایا گیا تھا اور اسی وقت جب اندھے نے اس پر ہاتھ رکھا تھا۔ ایسی صورت میں یہ ضروری تھا کہ ان دونوں پر نظر بھی رکھی جاتی۔ دوسری طرف اسے توقع تھی کہ اگر اس نے اندھے کا تعاقب جاری رکھا تو ممکن ہے تھریسیا کے ٹھکانے کا پتا لگ جائے۔ اسے دراصل تھریسیا اور الفانسے ہی پر ہاتھ ڈالنا تھا۔ اس نے کلرک کے تعاقب کا ارادہ ترک کر دیا۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ اس کا ایک ہی مقصد ہو سکتا ہے۔ کلرک کی جگہ اپنے کسی آدمی کو محکمہ خارجہ کے دفتر تک پہنچانا تھا۔

اس وقت کی گفتگو نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ انہیں کاغذات کے متعلق صحیح اطلاعات مل چکی ہیں۔ یعنی وہ اب محکمہ خارجہ کی تحویل میں ہیں۔ پھر بھی تو یہ کہ پھر ان لوگوں نے جولیا سے کیوں پوچھ گچھ کی تھی اور اس کے اس بیان پر یقین کیوں کر لیا تھا کہ وہ بھی انھیں کی طرح غیر قانونی حرکتیں کرنے والے ایک گروہ سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ اس پر غور کرتا رہا اور پھر اس نتیجے پر پہنچا۔ ممکن ہے وہ اسے محض ایک غیر مصدقہ خبر سمجھے ہوں کہ وہ کاغذات محکمہ خارجہ تک پہنچ چکے ہیں۔ کلرک سے اندھے نے جو گفتگو کی تھی اس سے بھی یہی ثابت ہوتا تھا کہ اس غیر مصدقہ خبر کی تصدیق ہو گئی تھی۔

وہ غالباً بہت پہلے سے اس کلرک کو شیشے میں اتارنے کی کوشش کر رہا تھا اور اسے ڈھب پر لانے کے لیے وہی پرانی چال چلی گئی تھی یعنی نجوم... اسی کے سہارے تھریسیا نے بھی ان کاغذات تک پہنچنے کی کوشش کی تھی۔

"کیا یہ اندھا ہی الفانسے ہے؟" یک بیک عمران نے خود سے سوال کیا لیکن اس کا فیصلہ کرنے کی ہمت نہیں ہوئی کیونکہ اندھا اپنی کرسی سے اٹھ گیا تھا لیکن اس کے ساتھی بدستور بیٹھے رہے۔

اس کے بعد ہی عمران شراب خانے سے نکلا۔ احتیاطاً اس نے مڑ کر دیکھا کہ کہیں اس کا کوئی ساتھی تو اس کے پیچھے نہیں آ رہا۔ وہ اب بھی اس شبہے میں مبتلا تھا کہ اندھا اس کی موجودگی سے واقف ہے۔

اور اُسے دھوکا دینے کی کوشش کر رہا ہے لیکن عمران کو اس کا کوئی ساتھی شراب خانے کے باہر نہیں نظر آیا۔ وہ سب اندر ہی رہ گئے تھے۔

عمران چلتا رہا۔ اندھا اب ساحل کے اُس حصّے کی طرف جا رہا تھا جہاں بار برداری اور ماہی گیری کی کشتیاں رہا کرتی تھیں۔ یہاں دُور دُور تک سناٹا تھا۔ پورا گھاٹ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

دفعتاً عمران نے تاروں کی مدّھم روشنی میں اندھے کو رُکتے دیکھا۔ عمران بڑی تیزی سے بیٹھ گیا۔ اُس نے محسوس کیا تھا کہ اندھا اُس کی طرف مُڑ رہا ہے۔ ہو سکتا تھا کہ اب اُسے اس کا علم ہو گیا ہو کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ عمران کا اندازہ صحیح نکلا۔ اندھا برق کی سی سرعت سے اُس کی طرف جھپٹا تھا مگر اُس کی لکڑی زمین پر پڑی۔ ویسے اگر عمران کے سر پر پڑی ہوتی تو وہ قیامت تک زمین سے نہ اُٹھ سکتا تھا۔ لکڑی کے زمین پر پڑنے سے جو آواز پیدا ہوئی تھی وہ یہی بتاتی تھی۔ وہ یقیناً کسی دھات کی وزنی سی چھڑی تھی۔ عمران مقابلے کے لیے تیار ہو چکا تھا۔

پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے کسی ویرانے کے اندھیرے میں دو خونخوار چیتے لڑ پڑے ہوں۔

"ٹھڈ ٹھڈ" اندھے کی چھڑی زمین سے لگ لگ کر آوازیں پیدا کرتی رہی۔ عمران خود کو بچا رہا تھا۔ اُسے ابھی تک جوابی حملے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ایک بار چھڑی اُس کے ہاتھ میں آ ہی گئی۔ وہ کوشش کرنے لگا کہ اُسے اندھے کے ہاتھوں سے نکال لے۔ وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا لیکن اندھے نے اس کا موقع نہیں دیا کہ وہ اُسے اُس پر استعمال کر سکتا۔

چھڑی زمین پر گر گئی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ پڑے۔ اندھا بلاشبہ بہت طاقت ور تھا۔ عمران کو ایسا محسوس ہُوا جیسے وہ کسی فولاد کے مجسّمے سے بھڑ گیا ہو۔

وہ دونوں خاموشی سے لڑ رہے تھے۔ تاروں کی مدّھم سی روشنی میں وہ عجیب لگ رہے تھے۔ تھوڑی دُور ساحل سے لہریں ٹکرا ٹکرا کر ہلکی ہلکی سی آوازیں پیدا کر رہی تھیں۔ کشتیاں یہاں سے کافی فاصلے پر تھیں، ورنہ اُدھر ہی سے کچھ نہ کچھ لوگ دوڑ پڑتے۔

اندھا کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر لڑکھڑایا اور عمران اُس پر چھا گیا۔ اس نے اُسے اپنے بازوؤں میں اس طرح جکڑ لیا تھا کہ اُس کا سر اُس کی داہنی بغل کے نیچے ٹک گیا۔ پھر وہ اس کا سر زمین سے لگا دینے کی کوشش کرنے لگا۔ اندھا جُھکتا جا رہا تھا لیکن شاید یہ بھلاوا ہی تھا کیونکہ یک بیک وہ بڑے زور سے تڑپا اور عمران کی گرفت سے نکل کر پانچ چھ فٹ کے فاصلے پر جا گرا۔

عمران نے اُس پر چھلانگ لگائی لیکن وہ سلاخ کی طرح اس کے نیچے سے نکل گیا۔ عمران زمین پر گرا۔ اندھا ساحل کی طرف دوڑ رہا تھا۔ عمران بڑی پھرتی سے اُٹھ کر اُس کی طرف بھاگا لیکن ابھی وہ دُور ہی تھا کہ اُس نے کسی وزنی چیز کے پانی میں گرنے کی آواز سُنی۔

اندھے نے سمندر میں چھلانگ لگا دی تھی۔ عمران کنارے تک آیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نیچے پانی میں دیکھتا رہا لیکن کچھ سجھائی نہ دیا۔ لہریں سُست روی سے ساحل کو چھوتی رہیں۔

پندرہ منٹ بعد جب وہ واپس ہو رہا تھا کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر لڑکھڑایا اور وہ چیز زمین پر گری۔ عمران نے اُسے جُھک کر اُٹھا لیا۔ اندھے کی چھڑی تھی جس کا وزن کم از کم دس سیر ضرور رہا ہو گا۔ وہ کسی دھات ہی کی تھی، جو غالباً ایک پتھر سے ٹِکی ہوئی پڑی تھی اور عمران اُس سے ٹھوکر کھا کر گرتے گرتے بچا تھا۔

دوسرے دن عمران نے وزارتِ خارجہ کے۔ ٹی۔ میں اُس کلرک کو چیک کیا، جو پچھلی رات شراب خانے سے لے جایا گیا تھا! لیکن وہ آج دفتر ہی نہیں آیا تھا۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہُوا کہ اس کی تین دن کی درخواست آئی تھی جس سے میڈیکل سرٹیفکیٹ بھی منسلک تھا۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ انھوں نے اپنی اسکیم بدل دی۔ غالباً یہ اسی ٹکراؤ کا نتیجہ تھا اگر اندھا آ گے نکل جانے میں کامیاب نہ ہو گیا ہوتا تو اس وقت اس کلرک کی بجائے یہاں ان کا کوئی آدمی حاضر نہ ہوتا۔

اس کا دوسرا مطلب یہ بھی تھا کہ اندھا غرق نہیں ہُوا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تیرتا ہُوا کشتیوں کی طرف نکل گیا ہو۔

عمران کافی دیر تک اُس کے متعلق غور کرتا رہا پھر اس ہوٹل کی طرف چل پڑا جہاں جُولیانا فٹنر واٹر کا قیام تھا۔

وہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔

"کیوں کیا ہُوا؟" جُولیا طنزیہ انداز میں مسکرائی "آخر بھاگنا پڑا ہماری ہی طرف... تمھاری زندگی اس وقت ریوالور کی نال پر رکھی ہوئی ہے۔ یہ سب کچھ اسی اُلّو ایکس ٹو کی بدولت ہُوا۔ اس وقت میرے ذہن کا یہ حال ہے کہ مجھے اپنی خالہ کا نام یاد نہیں آ رہا۔"

جُولیا ہنسنے لگی پھر بولی "ایکس ٹو اُلّو نہیں ہے۔ ذہنی طور پر اُسے آدمی کی بجائے دیوتا سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ تم جیسے اوٹ پٹانگ آدمی سے بھی کام لے لیتا ہے۔"

"سُنو! میری بات سُنو! بتاؤ وہ کاغذات کہاں ہیں؟"

"میں نہیں جانتی۔" جُولیا نے غصیلے لہجے میں کہا "اگر تم نے کاغذات کا نام بھی لیا تو فنا کر دیے جاؤ گے۔ اس صورت میں ایکس ٹو ذمہ دار نہیں ہو گا۔"

"مجھے کاغذات سے کوئی سروکار نہیں ہے صرف تھریسیا کا وہ سُوٹ کیس چاہیے، جس میں کاغذات تھے۔ کیا تم اُسے واپس لا سکتی ہو؟"

"کیوں سُوٹ کیس کیوں؟"

"اُس میں انڈے رکھ کر مُرغی بٹھاؤں گا۔"

"مَیں نہیں جانتی وہ کہاں ہے؟ اس کا علم ایکس ٹو ہی کو ہو گا۔"

"تم میرا پیغام ایکس ٹو تک پہنچا دو۔ مجھے صرف سُوٹ کیس چاہیے، ورنہ اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔"

"جب تک کہ تم مقصد نہ بتاؤ پیغام نہیں پہنچایا جا سکتا۔"

"مقصد... اچھا جانے دو، جس طرح مَیں نے وہ سُوٹ کیس تھریسیا سے چھینا تھا، اسی طرح اُسے دوبارہ بھی حاصل کر سکتا ہوں۔"

"اگر نہ ملے تو؟"

"ہاں، تب تو شادی ہی ہو گی۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"تم اپنی جان بچانے کی کوشش کرو، سُوٹ کیس اور کاغذات کا خیال چھوڑ دو۔"

"مَیں اپنی شادی کرنا چاہتا ہوں۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ [illegible] تھا۔

"خواہ مخواہ دماغ نہ چاٹو۔"

"مَیں مَین کے ڈیّوں کی شہزادی کے سوئمبر میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔"

"کون ہے؟"

"شہر کے ایک آرٹ پرنس کی لڑکی، جو یقیناً مَین کے ڈیّوں کی [illegible] ہو گی۔ اس کے تین سوال ہیں، جو پورے کر دے اُس سے [illegible] ہو جائے گی۔ پہلا سوال ہے کہ ڈول ڈرم کسے کہتے ہیں؟ دوسرا [illegible] بڑھیا چرخہ کات رہی ہے اُس کے نواسے کا [illegible] اور تیسرا سوال یہ کہ چمڑے کے سُوٹ کیس میں شتر مُرغ [illegible]"

"[illegible] اتنا کھا چکے ہو؟" جُولیا نے پوچھا۔

"[illegible] کسے کہتے ہیں؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"[illegible] رات سوئے بھی نہیں ہو؟"

"[illegible] اور رات سویا بھی نہیں... پھر کیا تم مجھے [illegible] میں جاؤ گی، اپنی چھت کے نیچے مجھے [illegible]"

"[illegible] کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔"

[illegible] اس کے نکلتے ہی دروازہ بند ہُوا اور جب تک عمران دروازے تک پہنچا، قفل میں کنجی گھوم چکی تھی۔ عمران ہکّا بکّا رہ گیا۔ جُولیا باہر سے کہہ رہی تھی "چُپ چاپ سو جاؤ... یہی تمھارے لیے بہتر ہے۔ غل غپاڑہ مچاؤ گے تو مصیبت میں پڑو گے۔"

عمران کے ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ دُور ہوتے ہوئے قدموں کی آوازیں سُنتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا اور اُسے خود ہی اپنی حالت پر ہنسی آ رہی تھی یعنی وہ ایکس ٹو تھا جس سے اُس کے ماتحتوں کی رُوح فنا ہوتی تھی اور اس وقت انھی میں سے ایک ننھی سی جُولیا اُسے دھمکیاں دے کر کمرے میں بند کر گئی تھی۔ اس وقت وہ عمران تھا اور بھلا عمران کو وہ کب خاطر میں لا سکتی تھی۔

عمران لاکھ دلیر سہی، ذہین سہی لیکن بحیثیت عمران ایک حقیر سی چیونٹی پر بھی رُعب نہیں ڈال سکتا تھا۔ وہ اس وقت یہاں محض اس لیے آیا تھا کہ کچھ دیر جُولیا سے اوٹ پٹانگ باتیں کرے گا۔ اوٹ پٹانگ باتوں کے دوران ہی میں وہ اکثر اپنے لیے نئی نئی راہیں کھول لیتا تھا اور اس کی ذہنی تھکن بھی دُور ہو جاتی تھی، اس لیے اوٹ پٹانگ بکواس اس کے لیے ضروری تھی۔ اس نے کچھ اسی طور پر اپنی ذہنی تربیت کی تھی۔

دفعتاً اس کی جیب میں پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہُوا۔ عمران نے احتیاطاً غسل خانے کی راہ لی۔ ٹرانسمیٹر نکالا۔ اُس سے مدّھم سی آواز آ رہی تھی "ہیلو... ہیلو... ایکس ٹو... ایکس ٹو...!" یہ آواز جُولیانا فٹنر واٹر کی تھی۔

عمران کے ہونٹوں پر پھر مسکراہٹ نظر آئی اور اس نے کہا...

"ایکس ٹو اسپیکنگ...!"

"دیکھیے یَس... مَیں نے اُسے اپنے کمرے میں بند کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہی بہتر ہے۔ ہم اس کے پیچھے مارے مارے پھرنے سے بھی بچیں گے اور وہ بھی محفوظ رہے گا۔"

"تمھاری ذہانت اب سر کے بل کھڑی ہونے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"مَیں نہیں سمجھی۔"

"کیا وہ میرا فرزند ہے کہ مَیں اُسے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں، عقل کے ناخن لو۔"

"پھر مَیں سمجھی تھی...!"

"تم کچھ بھی نہیں سمجھی تھیں۔" عمران نے تلخ لہجے میں کہا "میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اس پر نظر رکھو۔ اس طرح کہ اس کی حفاظت بھی ہوتی رہے اور وہ کام بھی کرتا رہے۔ ظاہر ہے کہ کام ہی کے سلسلے میں مجھے اس سے دلچسپی ہو سکتی ہے، ورنہ وہ اس قابل ہی نہیں کہ اُسے لفٹ دی جائے اور دوسری بات اُسے اچھی طرح ذہن نشین کرا دو کہ اس عورت اور اس مرد کا نام بھی ظاہر نہ ہونے پائے، ورنہ پورا

ر ہیجان میں مبتلا ہو جائے گا۔"

"شہر کیوں ہیجان میں مبتلا ہو جائے گا؟"

"اُن کے نام پر جرائم کی بھرمار ہو جائے گی۔ چھوٹے چھوٹے جرم بھی انھی کے نام سے ہونے لگے ہیں حالانکہ وہ لوگ چھوٹے موٹے جرم نہیں کرتے۔"

"لیکن اُس پر مستقل طور پر نظر رکھنا بہت مشکل کام ہے جناب! کبھی کبھی وہ چھلاوے کی طرح نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔"

"تمہیں شرم آنی چاہیے اپنی ناکارگی پر، گویا وہ کوئی جن ہے... کہ نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔ دیکھو اپنی آنکھیں کھلی رکھو، ورنہ ایک ایک سے جواب طلب کروں گا۔ اسے جانے دو جہاں وہ جانا چاہتا ہو۔ تمہارے دو آدمیوں کو ہر وقت اُس کے ساتھ رہنا چاہیے۔"

"بہت بہتر جناب! ہاں وہ کہہ رہا تھا کہ اُسے چمڑے کا وہ سوٹ کیس چاہیے۔ غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے۔"

"ہاں، میں سمجھ گیا ہوں... خبردار! اسے اس کی ہوا بھی نہ لگنے دے۔ اس سے گفتگو کرتے وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اور کچھ کہنا ہے تمہیں؟"

"جی نہیں۔"

"اوور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔ غسل خانے سے باہر آ کر وہ جولیا کے بستر پر جوتوں سمیت دراز ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جولیا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ عمران اس طرح چونک پڑا جیسے اونگھتا رہا ہو پھر اُس نے بڑی بے پروائی سے کروٹ بدلی۔

"ارے تم بستر خراب کر رہے ہو میرا۔" جولیا نے جھنجلا کر کہا۔

"بھاگ جاؤ، ورنہ میں چوکیدار کو بلاتا ہوں۔" عمران نے اس طرح کہا جیسے نیند میں بڑبڑایا ہو۔

"اُٹھو نکلو یہاں سے۔"

"بجلی بجھا کر تم بھی سو جاؤ، باہر بارش ہو رہی ہے۔"

"میں پانی کی بالٹی اُلٹ دوں گی تم پر، ورنہ اُٹھ بیٹھو شرافت سے۔"

"کہیں چین نہیں ہے۔" عمران کراہ کر اُٹھ بیٹھا۔

"بس اب چپ چاپ چلے جاؤ یہاں سے۔"

"کیوں، ابھی کچھ دیر پہلے تو تم بہت ہمدردی سے پیش آئی تھیں۔" عمران مضمحل آواز میں بولا۔

"اب جاؤ بھی، میرا اور اپنا وقت نہ برباد کرو۔"

"مجھے تمہاری اس بات پر غصہ آ گیا ہے اور اس غصے میں تمہیں ڈیڑھ درجن بچوں کی بشارت دیتا ہوں۔ خدا تمہارا انجام بخیر کرے۔"

عمران اُٹھا، چند لمحے مضحکانہ انداز میں جولیا کو گھورتا رہا اور پھر کمرے سے نکل گیا۔

محکمہ خارجہ کا وہ کلرک جس نے بندرگاہ کے ایک شراب خانے میں اندھے اور اس کے ساتھیوں کو چمڑے کے سوٹ کیس کے متعلق بتایا تھا جیفرسن اسٹریٹ کے ایک معمولی سے مکان میں رہتا تھا۔ یہ ایک دیسی عیسائی تھا اور اس کا نام تھا جیکب مسیح... عمران کافی غور و خوض کے بعد اس کے گھر پہنچا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ گھر پہنچا بھی یا نہیں۔

جیکب کی بیوی نے اُسے بتایا کہ وہ کل بہت رات گئے اپنے ایک دوست کے ساتھ گھر واپس آیا تھا۔ اس وقت سے اب تک اُس نے ہوش کی کوئی بات نہیں کی۔ پچھلی رات تک تو وہ یہی سمجھتی رہی تھی کہ جیکب بہت زیادہ پی گیا ہے لیکن جب آج صبح بھی اُس نے ہوش مندی کا ثبوت نہیں دیا تو اُسے ڈاکٹر سے رجوع کرنا پڑا مگر ڈاکٹر یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ جلد اچھا ہو جائے گا یا دیر لگے گی۔ ان حالات میں عمران اس کے علاوہ اور کیا سوچ سکتا تھا کہ مجرموں نے جیکب کو ذہنی طور پر مفلوج کر دینے کی کوشش کی تھی۔

"میں دراصل جیکب کے دوستوں میں سے ہوں۔ آج ایک کام سے ان کے پاس آیا تھا۔" اُس نے مسز جیکب سے کہا، چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔ "جیکب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے ایک باکمال آدمی سے ملائے گا، جو ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر مستقبل کا حالات بتاتا ہے۔"

"یہ بہت بُرا چکر ہے مسٹر!" عورت نے مغموم لہجے میں کہا۔ "ہو سکتا ہے جیکب کی ذہنی بیماری اسی تشویش کا نتیجہ ہو۔ وہ ہمیشہ اپنے ہاتھ کی لکیریں دیکھتا رہتا تھا۔ آپ اس سے بچیے۔ جیکب نے ان دنوں ایک ایسے آدمی کا تذکرہ کیا تھا۔ میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں رہتا ہے لیکن اگر جانا ہی چاہتے ہیں تو گریٹا سے ملیے۔ وہی اُسے اس آدمی کے پاس لے گئی [illegible]"

یہاں عورت کا لہجہ تنفر آمیز ہو گیا اور چند لمحے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے رہی اور پھر بولی۔ "کل رات بھی شاید وہ گریٹا ہی کے ساتھ [illegible]"

"کیا آپ مجھے گریٹا کا پتا بتا سکیں گے؟"

"لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ اس تک آپ کی رسائی ہو [illegible] وہ سفید چمڑی کی عورت ہے اور آپ کالے ہیں۔ میں نہیں سمجھ [illegible] کہ جیکب سے اُس کی دوستی کس طرح ہوئی تھی؟"

"آپ پتا بتا دیجیے، میں مل لوں گا۔ کیا وہ کوئی یورپین [illegible]"

"نہیں یورپین سمجھیے۔"

"تب تو کوئی بات نہیں، میں مل لوں گا۔"

اُس نے اپنی نوٹ بُک پر پتا نوٹ کیا اور پھر بولا۔ "[illegible] دوست کے ساتھ جیکب پچھلی رات کو آیا تھا، کیا آپ [illegible] سے [illegible] ہیں؟"

"نہیں، پہلی بار دیکھا تھا۔ کیوں؟ آپ اس طرح کے سوالات کیوں کر رہے ہیں؟" عورت کی آنکھوں سے شبہ جھانکنے لگا۔

"ایک بہت ہی اہم بات ہے۔ جیکب سے میری دوستی بہت ہی پرانی ہے۔ میں جانتا تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ ضرور ہوگا۔ اب میں ان لوگوں کی تلاش میں ہوں جو بھولے بھالے نوجوانوں کو پھانس کر خراب عورتوں کے پاس پہنچاتے ہیں۔ یہ گریٹا بھی غالباً انھی لوگوں سے تعلق رکھتی ہے۔"

"نہیں، جیکب تو کہہ رہا تھا کہ وہ ایک معزز عورت ہے۔ اُس کے آفس میں کسی کام سے آئی تھی، وہیں اُن کی ملاقات ہوئی تھی۔"

"پھر آپ نے ان کا تذکرہ اتنے بُرے لہجے میں کیوں کیا تھا؟"

"اوہ، وہ کچھ نہیں۔" عورت کچھ شرمندہ سی نظر آنے لگی۔

"کیا اس لیے کہ آپ جیکب کو دوسری عورتوں کے ساتھ نہیں دیکھ سکتیں؟"

"کچھ نہیں، یہ قصہ ختم کیجیے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں جیکب کے لیے کیا کروں۔ ڈاکٹر کی گفتگو سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ مرض کو سمجھ ہی نہیں سکا۔"

"آپ کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھائیے۔ اچھا اب میں اجازت چاہوں گا [illegible] اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں بھی اُسے دیکھ لوں۔ کیا وہ بالکل ہوش میں نہیں ہے؟"

"اعتراض کیوں ہونے لگا، آئیے۔"

وہ اُسے ایک کمرے میں لائی۔

جیکب پلنگ پر چت پڑا ہوا تھا۔ اُس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ اُن کی آہٹ پر نہ تو وہ چونکا اور نہ اُن کی طرف دیکھنے ہی کی کوشش کی۔

اُس کی آنکھیں سُرخ تھیں اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"[illegible] دیکھو تمہارے دوست آئے ہیں۔" عورت نے [illegible] ایسا معلوم ہوا جیسے اُس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔ اُس کے ہونٹ [illegible] کی طرح ہلتے رہے اور آنکھیں چھت سے لگی رہیں۔

"[illegible] حال [illegible]" عورت مغموم لہجے میں بولی۔ "دیکھا آپ نے!"

"[illegible] کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھائیے، یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ [illegible] جائے۔"

[illegible] اسی قسم کی گفتگو کرتا رہا... پھر وہاں سے نکل آیا۔ [illegible] مگر اسی لیے اور زیادہ بڑھ گئی تھی کہ پتا اسی [illegible] پچھلی رات دو آدمی اندھے کے ساتھ ہوتے تھے۔

▼▼

اُس کا شبہ درست نکلا۔ گریٹا غالباً اسی عمارت میں رہتی تھی، جس سے دو آدمی نکل کر اندھے کے پیچھے گئے تھے۔ عمران اب ان لوگوں سے بھڑ ہی جانا چاہتا تھا۔ جتنی جلدی وہ تھریسیا اور الفانسے کو قانون کے حوالے کر سکتا، اتنا ہی اچھا تھا۔

وہ اُس عمارت سے تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا اپنا لائحہ عمل مرتب کر رہا تھا لیکن وہ اس وقت ایسی حالت میں نہیں تھا کہ کسی سے مل سکتا۔ وہ پھر واپس ہوا۔

▼▼

کچھ دیر بعد اُس گیراج کے سامنے پہنچا، جہاں اُس کی کار رہا کرتی تھی۔ گیراج کھول کر اندر آیا اور اُس کا دروازہ بند کر کے ٹوسیٹر کی ڈکی اُٹھائی اندر ایک سوٹ کیس موجود تھا جسے اُس نے بڑی احتیاط سے باہر نکال لیا اور پھر آدھا گھنٹہ بعد جب وہ باہر نکلا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی آدمی ہے جو کچھ دیر پہلے گیراج میں داخل ہوا تھا۔

آس پاس کوئی بھی موجود نہیں تھا، اس لیے عمران بے جھجک نکلا چلا گیا۔ اس نے اپنی قیام گاہ سے دُور یہ گیراج لے رکھا تھا۔ ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے اُس نے اپنے ہوٹل فون کیا کہ وہ دو [illegible] کے لیے باہر جا رہا ہے اور آئندہ ہفتے کا کرایہ وہ بذریعہ ٹی۔ ایم۔ او۔ روانہ کر دے گا۔ اب وہ پھر گریٹا کی قیام گاہ کی طرف جا رہا تھا۔ اُسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ بھی یورپین نہیں ہے۔ اس بار مرحلہ ذرا سخت تھا۔

▼▼

ایسے دنوں میں جب کہ وہ لوگ ایک مہم میں اُلجھے ہوئے تھے۔ کسی اجنبی سے ملنا ملانا ان کے لیے یقیناً غیر معمولی ہی حیثیت کا حامل ہو سکتا تھا اور پھر وہ لوگ ایسے گروہ سے تعلق رکھتے تھے، جس کی سربراہ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا تھی جسے الفانسے کی حمایت حاصل تھی۔ وہ الفانسے جو یورپ کے جرائم پیشہ لوگوں میں انتہائی زیرک سمجھا جاتا تھا۔

عمران اُس کے مکان سے تھوڑے فاصلے پر رُک گیا جہاں گریٹا نام کی کوئی عورت رہتی تھی۔ اُس نے ایک بار پھر اپنی اسکیم کا ذہنی جائزہ لیا اور عمارت کی طرف چل پڑا۔ گریٹا اندر موجود تھی۔ ملازم نے مسٹر لیڈن راسٹ کا وزیٹنگ کارڈ اندر پہنچا دیا اور پھر آ کر اطلاع دی کہ ملاقات ہو سکے گی۔

عمران کو ایک پُر تکلف ڈرائنگ رُوم میں پہنچا دیا گیا۔

... اور کچھ دیر بعد ایک بڑی حسین عورت اُس کے سامنے کھڑی تھی اگر عمران خود کو قابو میں نہ رکھتا تو اُس کی آنکھیں حیرت سے ضرور پھیل گئی ہوتیں کیونکہ وہ خود تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا تھی۔

فرق صرف اتنا تھا کہ پہلے کبھی عمران نے اُسے سیاہ بالوں میں نہیں دیکھا تھا اور اب اُس کے بال گہرے سیاہ تھے۔ وہ میک اَپ میں نہیں تھی اور شاید میک اَپ کے بغیر ہی گریٹا کی حیثیت سے لوگوں میں متعارف تھی۔ عمران اُس کی اس جسارت پر عش عش کر رہا تھا۔

"مجھے مسز جیکب مسیح نے بھیجا ہے۔" عمران نے کہا۔

تھریسیا اُسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی اور عمران سوچ رہا تھا کاش اس مکان میں داخل ہونے سے پہلے اس کا علم ہو جاتا کہ گریٹا کے رُوپ میں تھریسیا ہی ملے گی۔

"مسز جیکب مسیح!"، تھریسیا نے پیشانی پر شکنیں ڈال کر آہستہ سے دُہرایا۔ "اس نام سے کان آشنا تو معلوم ہوتے ہیں۔ کیا آپ وضاحت کر سکیں گے؟"

وہ اُسے برابر گھُورے جا رہی تھی۔

عمران پھر سوچنے لگا، کاش اس کی آنکھوں پر سیاہ شیشوں کی عینک ہوتی اگر تھریسیا نے پہچان لیا تو یہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا۔

"وضاحت!"، وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "وضاحت کس طرح کروں، مَیں ان دونوں کا دوست ہُوں۔ مَیں نہیں جانتا کہ آپ سے اُن لوگوں کے تعلقات کس قسم کے ہیں۔ بہرحال پچھلی رات سے جیکب مسیح کی ذہنی حالت بگڑی ہوئی ہے۔ آپ نے شاید اسے کسی نجومی سے ملایا تھا۔ مسز جیکب مسیح کا بیان ہے۔"

"باس!..." تھریسیا ہاتھ اُٹھا کر مسکرائی۔ "مَیں سمجھ گئی۔"

پھر اس نے اس انداز میں چاروں طرف دیکھا جیسے آس پاس کسی کی موجودگی پسند نہ کرتی ہو۔ چند لمحے خاموش رہ کر آہستہ سے بولی۔ "کیا تمہیں علم تھا کہ مَیں ہی گریٹا ہُوں؟"

عمران نے ایک طویل سانس لی۔ آخر وہی ہُوا جس کا خدشہ تھا۔ تھریسیا نے اُسے آنکھوں سے پہچان لیا۔ آخر تھریسیا ہی ٹھہری۔ وہ عورت جو سارے یورپ کی پولیس کو انگلیوں پر نچاتی رہی تھی۔

"بس اسی جگہ دھوکا کھا گیا۔" عمران مسکرایا۔ "مَیں سمجھا تھا کہ گریٹا تمہاری کوئی کار پرداز ہوگی، ورنہ تاریک شیشوں کی عینک اس وقت بھی میری جیب میں موجود ہے۔"

"اور تم خائف نہیں ہو؟" تھریسیا نے حیرت سے پوچھا۔

"مجھے آج تک خائف ہونے کی فرصت ہی نہیں ملی۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہارے دماغ میں فتور ہے؟"

"یہی سمجھ لو۔" عمران نے بے پروائی سے کہا۔ "چلو یہ بھی اچھا ہُوا کہ تم سے مُلاقات ہو گئی۔ مَیں تم سے اکارڈین کی قیمت وصول کروں گا، جس کی دھونکنی میں تمہارے ایک آدمی کی حماقت سے سوراخ ہو گیا تھا۔"

"بہت چالاک ہو، ہر وقت بُلٹ پروف پہنے رہتے ہو۔" تھریسیا نے مُسکرا کر کہا۔

"لیکن اس وقت میرے جسم پر بُلٹ پروف نہیں ہیں۔" عمران نے قمیض کے بٹن کھول کر سینہ دکھاتے ہوئے کہا۔

تھریسیا اور زیادہ متحیر نظر آنے لگی۔ چند لمحے سکتے کی سی حالت میں کھڑی رہی پھر آہستہ سے بولی۔ "جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔"

"کیوں؟"

"بس یونہی جاؤ، ورنہ تمہارا جسم چھلنی ہو جائے گا۔"

"ہرگز نہیں۔ مجھے بتاؤ، وہ سونے کی مُہر کہاں ہے، جس کا تذکرہ ان کاغذات میں ہے لیکن تمہارے سُوٹ کیس میں سے کوئی ایسی مُہر نہیں ملی۔"

"کیا تم سچ مچ مرنا چاہتے ہو؟"

"اور دوسرا مطالبہ یہ ہے۔" عمران نے اُس کی بات پر دھیان دیئے بغیر کہا۔ "جیکب مسیح ایک غریب آدمی ہے۔ اُس کی بیوی اُس کا علاج نہیں کرا سکتی لہٰذا اُسے ایک معقول رقم ملنی چاہیے۔"

"رقم مل جائے گی۔" تھریسیا نے کہا۔ "تم یہاں سے چلے جاؤ۔"

"مجھے وہ مُہر بھی چاہیے، اس کے بغیر ان کاغذات کی کوئی قیمت نہیں ہے۔"

تھریسیا نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور پھر یک بیک خاموش ہو گئی۔ اُس کی پیشانی پر کچھ لکیریں اُبھریں۔ چند لمحے قائم رہیں اور پھر وہ پہلے ہی کی طرح بے پروا اور ہشاش بشاش نظر آنے لگی۔

"اُس مُہر کے بغیر ان کاغذات سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا جا [illegible]"

"اسی لیے مجھے اس کی ضرورت ہے۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"تم تھریسیا سے واقف ہو، اس کے باوجود بھی اتنے مطمئن نظر آ رہے ہو کیوں؟ کیا اس عمارت کو پولیس گھیرے میں لے چکی [illegible]"

"میرے ساتھ سڑک تک چلو، سب کچھ خود دیکھ لو گی..."

"ابھی تم مجھے یہاں سے بھاگ جانے کا مشورہ کیوں دے رہی تھیں [illegible]"

"بس یونہی مگر اب یہ ناممکن ہے۔" تھریسیا نے اپنے بلاؤز کے گریبان سے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ "اگر عمارت پولیس کے گھیرے میں ہے تو تم بھی بچ کر نہیں نکل سکو گے۔"

"تم اپنے سارے آدمیوں کو یہاں اس کمرے میں بلا لو [illegible] چھ ماہ تک پولیس کا گھیرا توڑنے کی ٹریننگ دوں گا اور اس دوران میں ہم دونوں رہبانا چتے رہیں گے۔"

"یہ بغیر آواز کا پستول ہے، پہلے تم ختم ہو جاؤ گے، اس کے [illegible] ہم نہایت اطمینان سے پولیس کا گھیرا توڑ لیں گے۔"

"شروع ہو جاؤ۔" عمران نے بے پروائی سے کہا اور تھریسیا کی آنکھوں میں اُلجھن کے آثار نظر آنے لگے۔

"فائر کرو۔" عمران نے بُرا سا مُنہ بنا کر کہا۔ "اس وقت میرے جسم پر بُلٹ پروف نہیں ہیں تم دیکھ چکی ہو۔"

تھریسیا کا پستول والا ہاتھ جھک گیا۔ اُس کی آنکھوں میں کچھ اس قسم کے آثار تھے جیسے اُسے اظہارِ خیال کے لیے الفاظ ہی نہ مل رہے ہوں۔

"چلو، مَیں ان کارتوسوں کی قیمت دینے پر بھی تیار ہُوں جو تم مجھ پر ضائع کرو گی۔"

تھریسیا اُسے گھُورتی رہی پھر اس نے سوئچ بورڈ سے لگے ہوئے ایک بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عمران نے آگے بڑھ کر اُس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"مَیں کہہ رہا ہُوں نا کہ مجھ پر فائر کرو۔ پھر آدمیوں کو بُلانے کی کیا ضرورت ہے۔"

تھریسیا نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہیں کی بلکہ اُسی حالت میں ایک دلآویز مُسکراہٹ کے ساتھ عمران کی طرف مڑی۔

"تم مجھے بتاؤ کہ تم ہو کیا بلا؟" اُس نے کہا۔

"بس اب۔ مَیں تمہیں گولی مار دوں گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ [illegible] ہے اب تک پندرھویں عورت ہو، جس نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے۔"

"[illegible] تمہاری طرف بے تحاشا جھکتی ہوں گی، مجھے یقین ہے۔"

"میرے دیس کی عورتوں کو سیدھے کھڑے ہونے کا بھی سلیقہ [illegible] وہ جھکیں گی کیا۔ ان فضول باتوں کو چھوڑو، مجھے وہ مُہر چاہیے۔"

"مجھے ان کاغذات کی ضرورت ہے۔" تھریسیا مسکرائی۔

"[illegible] بات ہے۔" عمران اس کا ہاتھ چھوڑتا ہوا بولا۔ "مَیں جا رہا ہُوں۔ [illegible] یہاں نہیں جا سکتے۔"

[illegible] کمرے کے باہر سے قدموں کی آواز آئی اور تھریسیا نے مضطربانہ [illegible] عینک لگاؤ، جلدی۔"

[illegible] جیب سے عینک نکال کر لگالی لیکن وہ تھریسیا کے [illegible] زدہ مزدور تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں ایک ایسا آدمی [illegible] عمران ہزاروں میں بھی پہچان لیتا۔ یہ وہی اندھا [illegible] اس سے ٹکراؤ ہو گیا تھا لیکن وقت اس کی آنکھیں [illegible] معلوم ہو رہی تھیں۔ عمران کو دیکھ کر وہ ٹھٹکا اور تھریسیا [illegible]

[illegible] تھریسیا نے پوچھا۔

[illegible] چاہتا تھا مادام کہ اس وقت آپ کو باہر جانا تھا؟

دہلی کا واقعہ

محمد اعظم نے T.V خریدا جس کی گارنٹی ایک سال کی تھی۔ جب بھی T.V بگڑا محمد اعظم نے کمپنی کو فون کیا، مکینک آیا اور درست کر گیا۔

ایک سال بعد خراب ہوا تو اپنے علاقے کے مکینک سے رجوع کرنا پڑا۔ مکینک نے تیس روپے فیس جمع کرائی، شام کو آیا T.V دیکھا، انٹینا گھمایا اور چلا گیا۔ T.V کام کرنے لگا۔ ہر مہینے میں ایک دو بار ایسا ہوتا رہا۔ ایک روز محمد اعظم نے ایک دوکان پر T.V گائیڈ نامی کتاب دیکھی، دس روپے میں خرید لی۔ پڑھا تو معلوم ہوا کہ 75% T.V کی خرابی صرف انٹینا کی خرابی سے ہوتی ہے۔ آخر میں کتاب والا کا چھاپہ ہوا کلر T.V گائیڈ کا بھی اشتہار دیکھا، محمد اعظم نے کلر T.V گائیڈ بھی تیس روپے میں خرید لیا اور اسے پوری توجہ سے کئی کئی بار پڑھا۔ بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ تو محمد اعظم نے ہمت کر کے مرمت کا سامان جو T.V کو چیک کرنے میں مدد دیتا ہے ستر روپے میں خرید لیا۔ اپنے T.V پر ہی پہلا کام کیا اور کامیاب رہا۔ ہمت بڑھی۔ پڑوس کے لوگوں کے T.V بھی درست کئے اور تین مہینے میں خود پر بھروسہ کرنے لگا۔ ایک دن دیکھا۔ محمد اعظم کے گھر پر بورڈ لگا تھا:

کلر و بلیک اینڈ وائٹ T.V ریپیر ہاؤس

ملنے کا وقت صبح ۸ سے ۹ بجے تک شام چھ بجے کے بعد

اس طرح محمد اعظم نے اپنے لیے پارٹ ٹائم ورک حاصل کر کے اپنی آمدنی بھی بڑھائی اور اپنے T.V کی مرمت فیس سے بھی بچ گیا۔ ہر وہ انسان جو اردو پڑھنا جانتا ہو اور T.V سے دلچسپی رکھتا ہو۔ T.V گائیڈ اور کلر ٹی وی گائیڈ پڑھ کر اچھا مکینک بن سکتا ہے۔

رام کرشن اگروال

"باہر کی کیا پوزیشن ہے؟" تھریسیا نے پوچھا۔

"میں نہیں سمجھا مادام۔"

"میرا خیال ہے کہ عمارت اس وقت پولیس کے نرغے میں ہے۔"

"یہ خیال کیوں پیدا ہوا مادام؟"

"تو ہم سے جواب طلب کرتا ہے۔" تھریسیا نے پُروقار مگر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں مادام، توقف کیجیے! میں ابھی آپ کو صورتِ حال سے آگاہ کرتا ہوں۔" اس نے کہا اور اس طرح چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا کہ تھریسیا کی طرف اس کی پشت نہیں ہوئی۔

"کل تک تم میری زندگی کی خواہاں تھیں مگر آج کیا ہو گیا ہے بمبل بی آف بوہیمیا؟" عمران نے پوچھا۔

"میں تمہیں مردہ نہیں دیکھنا چاہتی، یہ الفانسے کی خواہش ہے۔"

"کیا وہ آدمی الفانسے ہی تھا؟"

"نہیں، الفانسے یہاں نہیں ہے۔"

"وہ کہاں ہے؟"

"یہ سب کچھ معلوم کر کے کیا کرو گے؟"

"صبر کروں گا۔" عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔ "ویسے تم کیوں مجھے مردہ نہیں دیکھنا چاہتی؟"

"میں تمہیں کسی حد تک پسند کرنے لگی ہوں۔" تھریسیا نے دوسری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"او ہو! اور الفانسے چاہتا ہے کہ مجھے مار ڈالے۔ ابھی تک تو میں یہی سنتا آیا تھا کہ اپنے گروہ کی سربراہ تم ہو!"

"کیا، تم تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کی ہسٹری سے واقف نہیں ہو؟"

"صرف اس حد تک واقف ہوں کہ تھریسیا نام نہیں بلکہ لقب ہے مختلف اوقات میں مختلف عورتیں اختیار کرتی رہی ہیں۔"

"اور الفانسے؟" تھریسیا نے پوچھا۔

"الفانسے کے متعلق مجھے کچھ نہیں معلوم۔"

"الفانسے بھی لقب ہے، جو مختلف ادوار میں مختلف مرد اختیار کرتے رہے ہیں پہلے الفانسے، تھریسیا کے خادم ہوتے تھے مگر اب وہ ہر کام تھریسیا کی مرضی سے نہیں کرتا۔ تھریسیا اس کام کی اجازت دینے پر بھی مجبور ہوتی ہے، جس کے لیے خود اس کا دل نہ چاہے بہرحال یہ پرانی رسم اب بھی جاری ہے کہ سارے کام تھریسیا ہی کی مرضی سے کیے جائیں۔"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اندھا کمرے میں داخل ہوا۔ "حالات غیر معمولی نہیں مادام۔ یہ غلط ہے کہ عمارت کے گرد پولیس کا حصار ہے۔ کوئی ایسا آدمی بھی نظر نہیں آیا جس کے متعلق کسی قسم کا شبہ کیا جا سکے۔"

وہ عمران کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتا رہا تھا دفعتاً عمران نے اسے چونکتے دیکھا اور اب اس کی نظریں عمران کے ہاتھوں پر تھیں۔

"مادام!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "گستاخی معاف ہے مگر کیا میں آپ کے متعلق کچھ معلوم کر سکتا ہوں؟" اس نے سر کی جنبش سے عمران کی طرف اشارہ کیا۔

"مسٹر رانٹ! آپ یہاں لاوارث یوریشین بچوں کے لیے ایک پرورش گاہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔"

"مالی امداد...؟" اندھے نے سوال کیا۔

"ہاں، انہیں مالی امداد کی ضرورت ہے۔"

"کیا یہ پہلی بار یہاں تشریف لائے ہیں؟" اندھے نے پوچھا۔ وہ اب بھی عمران کے ہاتھوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اور عمران اپنے ہاتھوں کی چھوٹی انگلیوں کو دل ہی دل میں گالیاں دے رہا تھا۔ یہ چھوٹی انگلیاں معمول سے زیادہ بڑی تھیں اور وہ ان کی وجہ سے بڑی آسانی سے پہچانا جا سکتا تھا۔ اندھے کے اس سوال پر تھریسیا کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔ بہرحال اس نے جلدی ہی سے کہا۔

"ہاں یہ پہلی بار آئے ہیں۔"

"تب میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ ذرا اپنی عینک اُتار دیں۔"

"کیا مذاق ہے؟" عمران غرایا۔

"یہ درخواست ہے جناب۔" اندھے نے زہریلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ریوالور بھی نکال لیا۔

"یہ کیا ہے سیسرو؟" تھریسیا اُن کے درمیان میں آتی ہوئی بولی۔

"یہ عمران ہے مادام! آپ ہٹ جائیے۔"

"تمہیں عمران کا خبط ہو گیا ہے۔"

اس دوران میں عمران نے بھی جیب سے ریوالور نکال کر کہا۔ "ہاں میں عمران ہوں، تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو۔"

تھریسیا جھلا کر اس کی طرف مڑی اور پھر اسے منہ بناتے ہوئے ایک طرف ہٹ گئی۔

عمران نے عینک اُتار کر جیب میں ڈال لی تھی۔ اس وقت اسے صحیح الدماغ نہیں کہا جا سکتا۔

اُن کے ریوالور ایک دوسرے کی طرف اٹھے ہوئے تھے اور دونوں ماہر لڑاکوں کی طرح ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔ دفعتاً سیسرو نے فائر کر دیا لیکن گولی نے سامنے کی دیوار کا پلاسٹر

اُدھیڑ دیا۔ پھر سیسرو نے بھی جوابی فائر سے بچنے کے لیے پوزیشن تبدیل کرنے کی کوشش کی تھی کہ عمران کے ریوالور سے نکلنے والے شعلے نے اس کے ہاتھ سے ریوالور نکال دیا۔

اس کے منہ سے ایک ہلکی سی کراہ نکلی اور عمران نے دوسرے دروازے سے چھلانگ لگا دی کیونکہ وہ کئی قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔

"وہ گیا اُدھر... با" راہداری سے اس نے سیسرو کی دہاڑ سنی اور دوڑتا رہا۔ عمارت بڑی تھی اور اس میں مختلف سمتوں میں متعدد راہداریاں تھیں۔ وہ دراصل اس چکر میں تھا کہ باہر پہنچ کر کسی طرح ان لوگوں کے فرار کی ساری راہیں مسدود کر دے۔

"لیکن سیسرو، جو بیا کھلاڑی نہیں معلوم ہوتا تھا اسے اس کی مہلت نہ دے سکا۔ باہر کے سارے دروازے بند کر دیے گئے لیکن اب وہ لوگ شاید فائر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اُن کی کوشش تھی کہ کسی طرح عمران کو پکڑ لیں۔ وہ عمارت کے ایک ایسے حصے میں تھا جہاں سے فائر کی آوازیں باہر پہنچ سکتی تھیں۔

لیکن وہ اسے کیا کرتا کہ خود اس کا ریوالور اس بھاگ دوڑ میں ہاتھ سے نکل چکا تھا، ورنہ وہ فائر کر کے ہی باہر والوں کو متوجہ کرنے کی کوشش کرتا۔

وہ نادانستگی میں یہاں آ پھنسا تھا اور پھر اپنی خطرناک پوزیشن کا احساس ہو جانے کے بعد سے برابر کوشش کرتا رہا تھا کہ کسی طرح یہاں سے نکل جائے۔ وہ شاید سیسرو کے آنے سے پہلے ہی نکل گیا ہوتا لیکن تھریسیا کے رویے نے الجھن میں ڈال دیا تھا اگر خود اسی نے اس کو نکل جانے کا مشورہ نہ دیا ہوتا تو عمران وہاں رکنے والا نہیں تھا کسی نہ کسی تدبیر سے باہر آ کر ان کی گرفتاری کی فکر کرتا۔

یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ تھریسیا اس پر یکایک اتنی مہربان کیوں ہو گئی ہے۔ وہ کوئی جنس زدہ آدمی نہیں تھا کہ تھریسیا کے اظہارِ عشق کو حقیقت سمجھ لیتا، اس کی دانست میں وہ کوئی گہری چال چل رہی تھی۔

انھوں نے ایک بڑے کمرے میں عمران کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وہ تعداد میں آٹھ تھے اور پوری طرح مسلح تھے۔ ان میں پانچ دیسی تھے اور تین چار غیر ملکی... وہ سب یکبارگی عمران پر ٹوٹ پڑے۔

ایک دروازے میں تھریسیا بھی ساکت و صامت کھڑی تھی البتہ سیسرو ان میں نہیں تھا۔ اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔ ممکن ہے وہ اس وقت الال ڈریسنگ کے چکر میں رہا ہو۔

عمران نے دو کے سر ٹکرائے اور تیسرے کے پیٹ پر گھٹنا مارتا ہوا اُن کے نرغے سے نکل گیا یہ جدوجہد تقریباً پندرہ منٹ تک جاری رہی لیکن اس دوران میں نہ تو عمران اُن کے ہاتھ آ سکا اور نہ اس کمرے سے باہر ہی نکل سکا۔ اُسے حیرت تھی کہ آخر تھریسیا نے اپنا بغیر آواز والا پستول کیوں نہیں استعمال کیا۔ ساتھ ہی اس نے سوچا کہ اب تھوڑی دیر کے لیے ہاتھوں اور پیروں کو آرام بھی دینا چاہیے۔ یہاں سے نکلنے کی توقع تو ختم ہو چکی تھی۔ وہ لڑتے لڑتے چکرا کر گرا اور اس طرح آنکھیں بند کر لیں جیسے غشی طاری ہو گئی ہو۔

"ٹھہرو۔" اس نے تھریسیا کی سریلی آواز سنی۔ "اسے یہیں پڑا رہنے دو اور سیسرو کی مدد کرو، وہ زخمی ہے۔"

عمران نے چند لمحوں کے بعد جاتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں۔ کچھ دیر آنکھیں بند کیے پڑا رہا پھر کسی قدر پلکیں اٹھائیں۔ تھریسیا اب بھی وہیں کھڑی تھی۔

"میں جانتی ہوں تم ہوش میں ہو۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "تمہیں صحیح الدماغ نہیں کہا جا سکتا۔"

عمران نے پڑے ہی پڑے مسکرا کر ایک طویل انگڑائی لی اور بولا۔ "مجھے صحیح الدماغ نہیں کہا جا سکتا... پھر میں کیسے ہوش میں ہوں؟"

"چپ چاپ آنکھیں بند کیے پڑے رہو۔ اب تمہارا یہاں سے نکلنا دشوار ہی ہے اگر پہلے میرے مشورے پر عمل کیا ہوتا۔"

ٹھیک اسی وقت قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔ کمرے میں کوئی آیا۔ عمران نے سیسرو کی آواز پہچانی جو کہہ رہا تھا۔

"اوہ! یہ اس طرح آزاد پڑا ہوا ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے۔" تھریسیا بولی۔ "بلکہ اس پر تشدد کر کے کاغذات کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔"

"جو آپ مناسب سمجھیں۔" سیسرو نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "میرا خیال ہے کہ پچھلی رات اسی سے میری لڑائی ہوئی تھی۔"

"ہو سکتا ہے۔" تھریسیا بولی۔

پھر چند لمحے بعد عمران نے کمرے کے دروازے بند ہونے کی آوازیں سنیں۔ اب وہ بالکل تنہا رہ گیا۔

▼

تنویر اور نا شاد اسی وقت سے عمران کا تعاقب کر رہے تھے جب وہ جویا نا فنزواٹر کے ہوٹل سے نکلا تھا۔ وہ اس وقت بھی اس گیراج کے قریب ہی تھے، جب عمران اندھے یوریشین کا میک اپ کر رہا تھا۔ وہاں سے وہ اس کے پیچھے لگے ہوئے اس عمارت تک آئے تھے اور

تقریباً دو گھنٹے سے اس کی برآمدگی کے منتظر تھے۔

"تنویر...!" ناشاد نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا "کیوں نہ کسی موقع پر اسے زہر دے دیا جائے!"

تنویر کچھ نہ بولا۔ ناشاد کہتا رہا "پچھلی رات اسی کی بدولت انمول اشعار کی ایک غزل برباد ہوگئی۔ مشاعرے میں شرکت نہ کرسکا اور اب اس وقت درد سے سر پھٹا جا رہا ہے۔ بیس گھنٹے ہوگئے جاگتے ہوئے!"

"مجھے اس آدمی پر کبھی کبھی پیار بھی آتا ہے" تنویر بولا۔

"ارے تم اسے آدمی کہتے ہو... وہ آدمی ہے؟"

"آدمی ہی نہیں بلکہ پیارا آدمی، جس میں ہر قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں نڈر... بے باک... کھلنڈرا!"

"اگر تم لڑکی ہوتے تو میں خودکشی کر لیتا!" ناشاد سر ہلا کر بولا۔

اتنے ہی میں انھیں وہ سفید فام غیر ملکی نظر آئے، جو اسی عمارت سے نکل رہے تھے۔ تنویر نے ناشاد کا ہاتھ دبایا اور آہستہ سے بولا "کچھ گڑبڑ ہی معلوم ہوتی ہے!"

"پھر کیا کیا جائے، دو گھنٹے تو ہوگئے!"

"میرا خیال ہے کہ اس عمارت کے مکینوں کے متعلق معلومات فراہم کی جائیں۔ ہو سکتا ہے وہ کسی جال میں پھنس گیا کیونکہ وہ آنکھیں بند کر کے چھلانگ لگانے کا عادی ہے!"

"اچھا!" ناشاد نے ایک طویل سانس لی "تو تم معلومات حاصل کرو، میں یہیں ہوں!"

ناشاد وہیں کھڑا گزرتی ہوئی کاروں، ٹرکوں اور بسوں کے نمبر نوٹ کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد تنویر واپس آگیا۔

"یہاں گریٹا نامی ایک یوریشین طوائف رہتی ہے!" اس نے کہا۔

"پتا نہیں، یوریشین طوائفیں کیسی ہوتی ہیں!" ناشاد نے ٹھنڈی سانس لی اور اس طرح منہ چلانے لگا جیسے سچ مچ کسی چیز کا ذائقہ محسوس کر رہا ہو۔

"وہ اس لیے اندر نہ گیا ہوگا کہ وہاں کوئی طوائف رہتی ہے" تنویر نے تشویش کُن لہجے میں کہا۔

"بلکہ وہ طوائف کی ماں کے چکر میں ہوگا!" ناشاد نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

تنویر کچھ نہ بولا۔ وہ متفکر سا نظر آنے لگا تھا۔

"دیکھو!" اس نے کچھ دیر بعد کہا "میں اندر جا رہا ہوں، میرے خیال میں ایک انشورنس ایجنٹ تعارف حاصل کیے بغیر بھی مل سکتا ہے!"

"اوہ، چھوڑو، طوائف ہی تو ہے!" اتنے بہانوں کی کیا ضرورت ہے، ڈنکے کی چوٹ پر اندر جاؤ!"

"تمہیں شاید معلوم نہیں کہ سوسائٹی گرلز کا شمار پیشہ ور طوائفوں میں نہیں ہوتا!"

تنویر، ناشاد کو چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کی راہداری میں کھڑا گھنٹی کا بٹن دبا رہا تھا۔

تین منٹ تک کوئی جواب نہ ملنے پر تنویر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کا داہنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا اور جیب میں پڑے ہوئے ریوالور پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔

وہ چلتا رہا پھر اس نے ایک ایک کر کے سارے کمرے دیکھنے شروع کر دیے لیکن کہیں بھی کوئی آدمی دکھائی نہیں دیا۔ وہ پھر الٹے پاؤں واپس آیا اور راہداری سے ناشاد کو بھی اندر آنے کا اشارہ کیا۔

پھر دونوں ہی بوکھلائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ عمارت میں ایک بھی متنفس نظر نہ آیا۔ اکثر کمروں میں سامان اس طرح بکھرا ہوا نظر آ رہا تھا جیسے جلدی میں کچھ چیزیں نکال لی گئی ہوں۔ حالات کچھ ایسے ہی تھے، جن کی بنا پر یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ لوگ بہت جلدی میں وہاں سے رخصت ہوئے ہیں۔ پھر وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچے جہاں انھیں فرش پر تھوڑا سا خون نظر آیا۔ یہ نشست کا کمرا تھا۔

"اوہو!" ناشاد حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا "تو تنویر کافی سنجیدگی سے کوئی کھیل ہوا ہے۔ وہ دیکھو!" اس نے دیوار کی طرف اشارہ کیا جہاں کا پلاسٹر ادھڑ گیا تھا اور پھر انھوں نے ریوالور کی گولی بھی نکال لی۔

"میرے خدا...!" تنویر نے ایک لمبی سانس لی اور بولا۔ "ایکس تو کھا جائے گا ہمیں!"

پھر وہ احمقوں کی طرح پوری عمارت میں چکراتے پھر رہے تھے۔ آخر وہ عقبی دروازے تک پہنچے جو کھلا ہوا تھا۔ باہر ایک کشادہ اور صاف ستھری گلی تھی۔ غالباً وہ لوگ اسی طرف سے فرار ہوئے تھے۔ پوچھ گچھ کرنے پر اس کی تصدیق بھی ہوگئی۔ سامنے ہی والے مکان کے ایک آدمی نے بتایا کہ آدھا گھنٹہ پہلے ایک اسٹیشن ویگن میں گریٹا کسی مریض کو اسپتال لے گئی ہے۔ مریض غالباً بخار کی تیزی کی وجہ سے بے ہوش تھا۔

"گیا ہاتھ سے!" تنویر مغموم لہجے میں بولا "یہ انجام تو ظاہر ہی تھا ایک نہ ایک دن اس کے علاوہ اور کیا ہوتا۔ وہ کریک تھا ناشاد، میں اس کے لیے مغموم ہوں!"

"اور میں تو ناشاد ہی ہوں ساری دنیا کے لیے، تم اس سے زیادہ کریک معلوم ہوتے ہو!"

"انھوں نے اسی عمارت کے فون پر پولیس کو اطلاع دی کہ وہاں ایک واردات ہوگئی ہے اور پھر چپ چاپ وہاں سے روانہ ہوگئے۔

عمران اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کوشش کی کہ کمرے کا کوئی دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو جائے مگر ممکن نہ ہوا۔ روشن دان بھی کافی بلندی پر تھے اور ان کی چوڑائی بھی اتنی زیادہ نہیں تھی کہ ان میں سے کسی کو راہِ فرار بنانے کے امکانات پر غور کرتا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس نے سنتھیٹک گیس کی بو محسوس کی اور سمجھ گیا کہ وہ اسے یہاں سے کہیں اور لے جانا چاہتے ہیں۔ تھریسیا کی تجویز وہ پہلے ہی سن چکا تھا، یعنی کاغذات کے حصول کے لیے وہ اسے زندہ رکھنا چاہتی ہے۔

ذرا ہی سی دیر میں اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا پھر بے ہوشی اور ہوش میں آنے کے درمیانی وقفے کا احساس اسے نہ ہو سکا۔ آنکھ کھلی تو ایسا معلوم ہوا جیسے اس کا دم گھٹ رہا ہو لیکن وہ خوشبو دماغ چکرا دینے والی تھی۔ اور پیشانی پر گویا انگارے رکھے ہوئے تھے۔ وہ اچھل پڑا۔

تھریسیا الگ ہٹ گئی۔ اس کے ہونٹ عمران کی پیشانی پر تھے۔

عمران بُرا سا منہ بناتے ہوئے اس طرح اپنی پیشانی رگڑ رہا تھا جیسے وہاں بھونرے نے ڈنک مار دیا ہو۔

"بڑے شریر ہو تم!" تھریسیا نے بھرائی ہوئی سی آواز میں کہا۔

"گک... کیا... ہم... مطلب؟" عمران ہکلایا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیا کروں!"

"کان پکڑ کر گھر سے نکال دو، میں اسی لائق ہوں!" عمران نے سر ہلا کر جواب دیا۔

"ایسا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا!"

"تم مجھے آدمی سمجھتی ہو!" عمران نے مغموم آواز میں کہا "تمہارا بہت بہت شکریہ!"

"مجھے افسوس ہے کہ تمہارے ملک والے تمہاری قدر نہیں کرتے۔ میں تمہارے متعلق ساری معلومات فراہم کر چکی ہوں، تم پولیس کے لیے کام کرتے رہتے ہو لیکن اس کے باوجود بھی محکمہ سراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ تمہیں پھانس لینے کی تاک میں رہتا ہے!"

"کنفیوشس نے کہا تھا، جب لوگ خواہ مخواہ تمہاری دشمنی پر آمادہ ہو جائیں تو تم آئس کریم کھانا شروع کر دو!"

"تم ان پر لعنت بھیج دو!"

"بھیج دی!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔
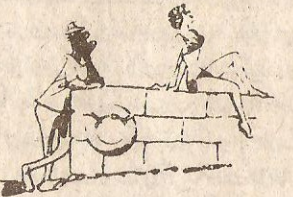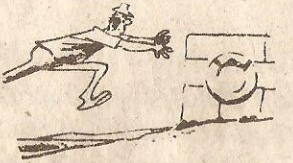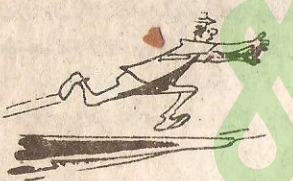
"کیا تمھارے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ دُنیا کی ایک بہت بڑی عورت تھریسیا تمھیں چاہتی ہے؟"

"چاہتی ہے؟" عمران نے کچھ ایسے انداز میں کہا جیسے ڈر کے مارے اس کا دم نکل گیا ہو۔

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمھارے ساتھ کسی قسم کی چال چل رہی ہوں؟"

"میں نے اب تک تمھیں چلتے نہیں دیکھا، سُنا ہے اگر خوبصورت عورت کی چال بھی حسین ہو تو معمہ نمبر ۱۱۳ کا اوّل انعام مبلغ ایک لاکھ روپے چار لاکھ خوش نصیبوں میں برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے!"

"عمران ڈیئر! سنجیدگی سے... یہ میری زندگی اور موت کا سوال ہے، میں محسوس کرتی ہوں کہ تمھارے بغیر میری زندگی محال ہو جائے گی۔"

"ارے باپ رے!" عمران خوفزدہ آواز میں بولا۔ "کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟"

"تم ڈرتے کیوں ہو، تھریسیا نہ تمھیں دھوکا دے سکتی ہے اور نہ تمھارے لیے خطرناک ہو سکتی ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے مگر میرے والد صاحب!"

"ہاں، میں جانتی ہوں، وہ محکمہ سُراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل ہیں اور تمھاری نالائقیوں کی بنا پر تم سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن ایسی صورت میں وہ مجھے ڈھونڈ کر قتل کر دیں گے۔"

"کیسی صورت میں؟"

"اگر مجھے بھی تم سے محبت ہو جائے تم نہیں سمجھ سکتیں۔" عمران نے رو دینے والی آواز میں کہا۔ "یہ الفاظ ایک خاندانی ٹریجڈی ہے۔ میرے دادا صاحب کو کسی سے عشق ہو گیا تھا اُس نے ان کا دل توڑ دیا تو اُنھوں نے اپنی داڑھی صاف کرا دی، مونچھیں صاف کرا دیں اور دن رات آئینے کے سامنے بیٹھے رہنے لگے۔ جب ان کی محبوبہ نے کسی دوسرے آدمی سے شادی کر لی تو اُنھوں نے اپنے سر کے بال بھی صاف کرا دیے حتیٰ کہ بھویں تک مونڈ ڈالیں اور دن رات آئینے کے سامنے بیٹھے رہا کرتے پھر اُنھوں نے ایک دن بہت بڑی قسم کھائی تھی۔ ایسی قسم جس نے آئندہ نسلوں کا کیریئر بھی برباد کر دیا۔ اُنھوں نے کہا تھا کہ اگر میری اولاد میں سے کسی نے کبھی عشق کیا تو اُسے گولی مار دی جائے گی پھر میرے باپ عشق کرنے کی ہمت نہیں کر سکے اور میرے پیدا ہوتے ہی اُنھوں نے مجھے دھمکانا شروع کر دیا تھا۔ اب بھی اکثر فون پر مجھے دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان ہر قسم کے تعلقات ختم ہو چکے ہیں لیکن اگر تم نے کبھی کسی سے عشق کرنا چاہا تو ہر جگہ پہنچ کر تمھیں جان سے مار دوں گا، اب تم خود سوچو یہ کیسے ممکن ہے؟"

"بے تُکی بکواس کر کے وقت برباد نہ کرو۔" تھریسیا مُسکرائی۔ "تم مجھے اپنے مصنوعی پاگل پن کے جال میں نہیں پھنسا سکتے۔"

"تم خود ہو گی پاگل۔" عمران بگڑ گیا۔ "صاف صاف کیوں نہیں کہتیں کہ تمھیں کاغذات کی ضرورت ہے اور اب تم یہ حربہ استعمال کر رہی ہو۔"

"شش!" تھریسیا بُرا سا منہ کر بولی۔ "سیسرو تشدد کا ماہر ہے، نت نئے طریقے ایجاد کرتا ہے۔ میں نہ جانے کتنوں کو اس کی گرفت میں بلبلاتے دیکھ چکی ہوں، تمھاری کیا حقیقت ہے؟"

"اچھا اپنے اس سیسرو سے کہو کہ مجھ پر تشدد کرے۔"

"دیکھو میں ایک بار کہتی ہوں کہ اب کاغذات میں مجھے دلچسپی نہیں رہی۔ میں تو تمھیں حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

"اس کے لیے تمھیں میرے ماں باپ سے گفت و شنید کرنی پڑے گی۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔ "تم ان کا تحریری اجازت نامہ لاؤ، میں تم سے محبت کرنے لگوں گا۔"

"اچھا!" تھریسیا دانت پیس کر بولی۔ "میں تمھیں دیکھ لوں گی۔"

"اور جو کچھ بھی نظر آئے اُس کے انجام سے مجھے بھی آگاہ کر دینا، میرا پتا ہے...!"

تھریسیا اُس کی پوری بات سُننے کے لیے وہاں نہیں ٹھہری۔ عمران اُس کے قدموں کی آواز سُنتا رہا۔

اُسے حیرت ہوئی کہ کمرے کا دروازہ بند نہیں کیا گیا تھا۔ یہ کمرا غالباً خواب گاہ کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا کیونکہ عمران اس وقت ایک آرام دہ بستر پر موجود تھا۔ مسہری بڑی شاندار تھی۔ اس کے علاوہ کمرے کے دوسرے ساز و سامان سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خواب گاہ ہی ہو سکتی ہے۔ عمران مسہری سے اُچھل کر فرش پر آیا۔ جوتے پہنے اور کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے میں کمرے میں آ گرا۔ اس کی نظر راہداری میں بکھرے ہوئے تاروں پر نہیں پڑی تھی۔ ان تاروں میں کرنٹ موجود تھا۔ شاید تھریسیا نے یہاں سے نکلنے کے بعد سوئچ آن کر دیا تھا۔

▼

اُسی رات کو براہِ راست سر سلطان کی طرف سے جولیانا فٹزواٹر کو اطلاع ملی کہ وہ کاغذات محکمہ خارجہ کے سیف بکس سے غائب ہو گئے۔ جولیا اور اُس کے ساتھی ٹرانسمیٹر کے ذریعے ایکس ٹو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ سر سلطان نے عمران کے فلیٹ کی طرف آدمی دوڑائے لیکن وہ تھا کہاں! معاملہ چونکہ ایسا نہیں تھا جسے منظرِ عام پر لایا جا سکتا۔ اس لیے

کاغذات کی چوری کی رپورٹ پولیس کو بھی نہ دی جا سکی۔ ان کے لیے اگر کچھ کر سکتے تھے تو محکمے کی سیکرٹ سروس کے ممبر ہی کر سکتے تھے۔

جولیانا فٹزواٹر کو عمران کی فکر پہلے ہی سے تھی۔ اس وقت سے جب تنویر اور ناشاد نے اس کی گمشدگی کی اطلاع دی تھی۔ اُس کے بقیہ ساتھی شہر میں پھیل گئے تھے اور وہ اپنے ہوٹل کے کمرے میں بیٹھی ٹرانسمیٹر پر اُن کے پیغامات سُن رہی تھی۔ دفعتاً اُسے تنویر کی طرف سے ایک اُمید افزا پیغام ملا۔ وہ کہہ رہا تھا:

"جولیا! میں ایک آدمی کے تعاقب میں ہوں، وہ ایک غیر ملکی ہے جسے ہم نے اس عمارت سے نکلتے دیکھا تھا۔"

جولیا نے اُسے اُس پر نظر رکھنے کی تاکید کی اور دوسروں کے لیے پیغامات نشر کرنے لگی پھر اس نے فون پر سر سلطان سے رابطہ قائم کیا۔

"جولیا اسپیکنگ سر!"

"کیا بات ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"وہ کاغذات کس وقت غائب ہوئے؟"

"کچھ نہیں کہا جا سکتا، ہو سکتا ہے دن کو کسی وقت غائب ہوئے ہوں۔ سیف کھلا ہوا دیکھا گیا ہے۔ یہ اسی وقت کی بات ہے، میں نے خود دیکھا تھا، اپنی آنکھوں سے۔"

"آپ اس وقت رات کو وہاں...!" جولیا نے حیرت سے دُہرایا۔

"ہاں، ایک ضروری دستاویز چیک کرانی تھی۔ اب وہ کاغذات بہت ضروری ہو گئے ہیں، انھیں ہر حال میں ملنا ہی چاہیے۔"

"کوشش کی جا رہی ہے جناب! چیف آفیسر صاحب سے اب تک رابطہ نہیں قائم کیا جا سکا۔ ہو سکتا ہے حفاظت کے خیال سے وہ خود ہی اُنھیں لے گئے ہوں!"

"پتا نہیں۔" سر سلطان نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

جولیا کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ اُس کی آنکھوں میں ذہنی اُلجھن کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔

▼

تھریسیا نے راہداری میں رُک کر سوئچ آف کر دیا اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے ہی عمران فرش پر چت پڑا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ اس طرح گہرے گہرے سانس لے رہا تھا جیسے دم اکھڑ چکا ہو۔ تھریسیا جھپٹ کر اُس کے قریب پہنچی ... پھر وہ تیزی سے اُٹھ کر سوئچ بورڈ کے قریب آئی ... ایک بٹن پر انگلی رکھ دی۔ دوسرے ہی لمحے میں ... مختلف حصوں میں گھنٹیاں بجیں اور جلد ہی چھ آدمی وہاں ... میں سیسرو بھی تھا۔

"اسے اُٹھاؤ۔" تھریسیا نے کہا۔ "شاک لگا ہے۔"

"مرنے دیجیے۔" سیسرو نے بے پروائی سے کہا۔ "یہ خیال فضول ہے کہ اس سے کاغذات کے متعلق کچھ معلوم ہو سکے گا۔"

"کیا تم نے سُنا نہیں، میں نے کیا کہا ہے!"

"اُٹھاؤ۔" سیسرو نے دوسروں سے کہا۔

"میں تم سے کہہ رہی ہوں۔" سیسرو بُرا سا منہ بناتے ہوئے جھکا اور پھر وہ عمران کو وہاں سے اُٹھا کر ایک کمرے میں لے آئے۔

اُسے ایک بڑی میز پر لٹا دیا گیا اور بجلی کا اثر زائل کرنے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کی جانے لگیں۔ حقیقت یہ تھی کہ عمران کی ایکٹنگ بڑی شاندار تھی۔ وہ قطعی ہوش میں تھا اور اُس نے یہ حرکت محض اسی لیے کی تھی کہ کسی طرح عمارت سے نکل سکے۔ اسے شاک ضرور لگا تھا مگر اتنا شدید نہیں کہ وہ بے ہوش ہو جاتا۔ تھوڑی دیر کے لیے ضرور اس کا جسم مفلوج ہو کر رہ گیا تھا لیکن اب وہ پھر پہلے ہی کی سی توانائی محسوس کر رہا تھا اور کسی وقت بھی انھیں متحیر کرنے کے لیے اچانک کوئی حرکت کر سکتا تھا مگر اب سوال یہ تھا کہ اُسے کس طرح یہاں سے نکلنا چاہیے۔ وہ نہایت اطمینان سے آنکھیں بند کیے پڑا ہی سوچتا رہا۔ دفعتاً کسی کے قدموں کی آواز سُنائی دی اور ایک طویل قامت آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اُس کے جسم پر لمبا سیاہ کوٹ تھا جس کے کالر کانوں تک اُٹھے ہوئے تھے اور فلیٹ ہیٹ کا گوشہ نیچے جھکا ہوا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک چھوٹا سا سوٹ کیس نظر آ رہا تھا۔

"الفانسے!" تھریسیا نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں مادام! کاغذات حاصل کرنے کے لیے۔ سیسرو سے اتنا بھی نہ ہو سکا۔"

"تم آئے کب؟"

"کئی دن سے یہاں ہوں، اس دوران میں، میں نالائق آدمیوں کی کارگزاریاں دیکھتا رہا... اوہ... مگر یہ کون ہے... ارے یہ تو وہی ہے، کیا ہوا؟" اُس نے کوٹ کے کالر نیچے گرا دیے تھے اور عمران کو گھور رہا تھا۔ یہ لمبوترا چہرہ اور عقاب کی سی چونچ کی سی ناک رکھتا تھا۔ آنکھیں بھوری اور چمکیلی تھیں۔ ہونٹ باریک اور ٹھوڑی معمول سے بڑی تھی۔ بہرحال وہ خدوخال کے اعتبار سے ایک انتہائی درجہ اذیت پسند آدمی معلوم ہوتا تھا۔

"ہاں یہ عمران ہے۔" تھریسیا بے دلی سے بولی۔ "میں کوشش کر رہی تھی۔ اس سے کاغذات کے متعلق معلومات حاصل کروں۔ یہ الیکٹرک شاک سے بے ہوش ہو گیا ہے۔"

عمران میک اپ میں نہیں تھا۔ شاید پہلی ہی بے ہوشی کی حالت میں تھریسیا نے اس کا چہرہ صاف کرا دیا تھا۔

"اسے ہر حال میں مرجانا چاہیے، مادام!"

"ہوں" تھریسیا نے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا۔

"پہلے مجھے ہوش میں آجانے دو" عمران نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔ کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ عمران کہنیاں ٹیک کر اٹھا اور میز ہی پر بیٹھا رہا۔ اس نے تھریسیا کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں جھنجلاہٹ کے آثار تھے۔ بہر حال اس نے دروازے کے قریب ایک اسٹول پر وہی سوٹ کیس رکھا ہوا دیکھا جس کے لیے وہ اب تک طرح طرح کے مصائب جھیلتا رہا تھا۔ دفعتاً اس نے کہا۔

"یہ کس کا خیال ہے کہ مجھے اب مرجانا چاہیے؟" اس نے ایک ایک کے چہرے پر جواب طلب انداز میں نظر ڈالی۔ وہ سب خاموش رہے۔ تھریسیا اپنا نچلا ہونٹ چبا رہی تھی۔

دفعتاً الفانسے آگے بڑھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ عمران کے کانوں کی طرف بڑھائے لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران کا سر اس کے سینے پر پڑا اور وہ کئی گز پیچھے کھسک گیا۔

عمران چھلانگ لگا کر میز کے نیچے آگیا۔ بقیہ آدمی چاروں طرف پھیل گئے۔

"ٹھہرو!" تھریسیا ہاتھ اٹھا کر بولی "سب لوگ الگ رہیں۔ الفانسے اسے شاید اپنی طاقت اور مکاری پر بڑا گھمنڈ ہے۔ تم اسے سیدھا کرو۔"

سیسرو نے پھر برا سا منہ بنا کر کچھ کہنا چاہا مگر پھر خاموش ہی رہا۔ الفانسے اپنا اوورکوٹ اتار رہا تھا۔

"میز ایک طرف ہٹا دی جائے" تھریسیا نے کہا۔

فوراً ہی تعمیل کی گئی۔ اب الفانسے کے جسم پر ایک قمیص اور پتلون رہ گئی تھی اور وہ کسی دیو کی طرح کھڑا عمران کو اس طرح گھور رہا تھا جیسے اس بالشتیے نے اس کی توہین کی ہو۔ وہ عمران سے کہیں زیادہ لمبا اور توانا معلوم ہوتا تھا۔ دفعتاً اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس طرح پھیلائے جیسے اسے بازوؤں میں لے کر اس وقت تک بھینچتا رہے گا جب تک کہ اس کا دم نہ نکل جائے۔ وہ آگے بڑھا اور عمران سہمے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹتا رہا۔ بقیہ لوگ دور دور کھڑے تھے اور تھریسیا میز سے ٹکی ہوئی تھی۔ نہ جانے کیوں عمران کو خوفزدہ دیکھ کر اس کے چہرے سے اضطراب ظاہر ہونے لگا تھا۔ عمران خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹتا رہا۔

دفعتاً الفانسے نے اس پر چھلانگ لگائی۔ عمران تھوڑا سا جھکا اور اس کی ٹانگوں سے نکل کر سوٹ کیس پر جھپٹا مارا۔ چشم زدن میں وہ کمرے سے باہر تھا اور الفانسے منہ کے بل فرش پر۔ اس کے منہ سے نکلنے والی گالی دہاڑ میں تبدیل ہوگئی۔

"پکڑو... دوڑو سور کے بچو!" وہ خود بھی اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹا۔

سب کمرے سے نکل گئے مگر تھریسیا بے حس و حرکت وہیں کھڑی رہی۔ اس کی آنکھوں سے اطمینان مترشح تھا اور ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ لیکن دوسرے ہی لمحے میں وہ مسکراہٹ غصے میں تبدیل ہوگئی کیونکہ اس نے فائروں کی آوازیں سنی تھیں۔ اسے اپنے آدمیوں کی حماقت پر غصہ آگیا۔ گو کہ یہ عمارت زیادہ آباد حصے میں نہیں تھی پھر بھی اس قسم کی بداحتیاطی اس کی دانست میں خطرناک تھی۔ وہ بڑے غصیلے انداز میں دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ الفانسے اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

"مادام... پولیس... جلدی کیجیے... ورنہ شاید ہم گھر جائیں گے۔ یا شاید گھر چکے ہوں۔"

اس کے ساتھ سیسرو بھی تھا۔

"کاغذات؟" تھریسیا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"گئے... جلدی! وہ لوگ انہیں روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

الفانسے نے تھریسیا کا ہاتھ پکڑا اور وہ تینوں ایک طرف دوڑنے لگے۔ عمارت کا عقبی دروازہ بڑی جلدی میں کھولا گیا اور وہ باری باری سے باہر کود گئے۔ دور تک کھیتوں کے سلسلے تاریکی میں ڈوبے پڑے تھے۔

❖

عمران اپنے فلیٹ میں ایک پلنگ پر آنکھیں بند کیے چت پڑا تھا۔ کمرے میں جولیانا فٹزواٹر کے علاوہ تنویر اور ناشاد بھی موجود تھے۔ اچانک عمران نے لیٹے لیٹے چھلانگ لگائی اور فرش پر کھڑا ہوگیا۔

"ارے!" جولیا حیرت سے بولی "تمہارے پیر میں تو موچ تھی!"

"اب ٹھیک ہوگئی" عمران نے بڑی سعادت مندی سے سر ہلا کر کہا۔

تنویر نے قہقہہ لگایا۔ ناشاد نے بھی دانت نکالے لیکن پھر اس طرح منہ بند کر لیا جیسے کسی غلطی کے ارتکاب سے خود کو بچایا گیا ہو۔

"دیکھو نا، اب بالکل ٹھیک ہوں" عمران نے دو تین بار پینترے بدلے۔

"تو خواہ مخواہ مجھے رات بھر بور کرتے رہے تھے؟" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پھر کیا کرتا اگر میں تم سے کہتا کہ یہیں رہ جاؤ تم تیار نہ ہوتیں۔"

"ارے! تو ہم نے کیا قصور کیا تھا؟" ناشاد چنگھاڑ کر بولا۔

یہ تینوں رات بھر جاگتے رہے تھے۔ عمران کچھ ایسے ہی دردناک انداز میں کراہتا کہ وہ اس کے لیے مغموم ہو جاتے۔ جولیا تو اس کے سرہانے ہی بیٹھی رہی تھی۔

پچھلی رات تنویر ایک غیر ملکی کا تعاقب کرتا ہوا اپنے تین ساتھیوں سمیت ٹھیک اسی وقت اس عمارت کے قریب پہنچا تھا جب عمران وہاں سے سوٹ کیس لے کر نکل رہا تھا۔ وہ غیر ملکی اور عمران ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے اور یہیں سے یہ دلچسپ کھیل شروع ہوا تھا جس نے تھریسیا اور الفانسے کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ عمران کے پیچھے جھپٹنے والوں نے باہر نکلنا چاہا لیکن تنویر نے ان پر فائر کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے پولیس کا نعرہ بھی لگایا تھا۔ اور پھر وہ فائر کرتے ہوئے آگے ہی بڑھتے گئے تھے۔ رہا عمران... تو وہ ایسے میں کہاں ٹھہرنے والا تھا۔ ممکن ہے فوری تصفیہ کے لیے رک بھی جاتا لیکن اس وقت کاغذات کی حفاظت مقدم تھی۔

وہاں سے وہ سیدھا جولیا کے ہوٹل میں آیا تھا اور وہاں نہ جانے کیوں پاؤں میں موچ آجانے کا بہانہ تراش بیٹھا تھا۔ ہو سکتا ہے مقصد جولیا کی بوکھلاہٹ سے لطف اندوز ہونا رہا ہو۔ واقعی وہ الجھن میں پڑ گئی تھی کہ اس کے لیے کیا کرے۔ کیونکہ اب وہ کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ جولیا نے اسی سراسیمگی میں یہ بھی نہ پوچھا کہ وہ وہاں تک کیسے پہنچا تھا۔

بہر حال وہ کسی نہ کسی طرح اسے اس کے فلیٹ تک لے آئی تھی پھر عمران نے وہ اودھم مچایا، اتنی چیخم دھاڑ کی کہ جولیا کو رات وہیں گزارنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔

دوسری طرف تنویر کے ہاتھ صرف تین دیسی آدمی آسکے۔ غیر ملکی سب نکل گئے۔ بہر حال انہیں چونکہ شبہ تھا کہ عمران کاغذات لے کر بھاگا ہے اس لیے وہ پہلے تو جولیا کے ہوٹل گئے اور پھر عمران کے فلیٹ کی راہ لی کیونکہ جولیا ہوٹل میں موجود نہیں تھی۔

یہاں عمران کی حالت عجیب تھی۔ ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ پیر میں موچ نہیں ہے اگر موچ ہوتی تو ورم بھی ہوتا مگر وہ چیخ رہا تھا کہ اگر موچ نہیں ہے تو میں کھڑا کیوں نہیں ہو سکتا۔ پیر اوپر کیوں ٹوٹا جا رہا ہے؟

پھر ڈاکٹر کو یہ کہنا پڑا تھا کہ ممکن ہے کوئی اور وجہ ہو اور جب تک اس نے تسلیم نہیں کر لیا کہ عمران شدید ترین تکلیف میں مبتلا ہے عمران نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ اس نے ایک انجکشن بھی لیا یہ اور بات ہے کہ وہ صرف ڈسٹلڈ واٹر ہی کا رہا ہو۔

بہر حال تنویر، جولیا اور ناشاد رات بھر اس کی تیمار داری کرتے رہے۔ کاغذات دوبارہ سر سلطان تک پہنچا دیے گئے تھے اور عمران کی حالت معلوم کر کے انہوں نے فون پر ان تینوں کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ عمران کی تیمار داری کریں۔

اب اس وقت جب انہیں معلوم ہوا کہ عمران خواہ مخواہ پریشان کر رہا تھا تو انہیں بڑا غصہ آیا۔ ناشاد کہہ رہا تھا۔

"اسے یاد رکھنا اور پھر اس وقت کچھ نہ کہنا جب میری باری آئے۔"

"خدا کرے جلدی سے باری آئے" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔ "... تمہاری دونوں ٹانگیں ٹوٹ جائیں اور میں تیمار داری کر کے بدلہ اتار سکوں، آمین!"

"اگر میں نہ پہنچتا تو تمہارا کیا حشر ہوتا پچھلی رات...؟" تنویر نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"تمہیں کاغذات کی ہوا بھی نہ لگتی اور میں لکھ پتی ہو جاتا" عمران نے مسکرا کر کہا "مگر تم لوگوں کو نہ جانے کسی گدھے نے اس محکمے کے لیے منتخب کیا ہے۔ تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ تھریسیا یا الفانسے کو پکڑ لیتے۔ ارے پکڑا بھی تو انہیں جو میرے ایک اشارے پر ہتھکڑیوں کے لیے اپنے ہاتھ خود ہی پیش کر دیتے۔"

"بس ختم کرو" جولیا اٹھتی ہوئی بولی "آئندہ تم سے بات نہیں کی جائے گی۔"

"ارے تم سب بیک وقت تنہا ہو گئے... میں دعا کروں گا کہ خدا مجھے جلد تم لوگوں کی تیمار داری کا موقع دے۔ خدا کرے تمہارے چیچک نکل آئے تاکہ میں رات بھر جاگ کر تمہاری دیکھ بھال کروں۔ خدا کرے تنویر کم از کم ایک ہی ہفتے کے لیے اندھا ہو جائے تاکہ میں اس کی خدمت کر کے بدلہ اتار سکوں۔ خدا کرے ناشاد...!"

"بس خاموش رہو" ناشاد دہاڑا "ورنہ میں تمہارے حلق میں گھونسہ اتار دوں گا۔"

"اچھا، جاؤ" عمران نے ٹھنڈی سانس لی "تم لوگوں کی وجہ سے میں ہمیشہ خسارے میں رہتا ہوں مگر ابھی کیا ہے۔ الفانسے اور تھریسیا آسانی سے شکست کھانے والوں میں سے نہیں ہیں اور یہ میں جانتا ہوں کہ ابھی ان کاغذات کی کوئی قیمت یا اہمیت نہیں ہے۔"

"کیوں؟" جولیا نے پوچھا۔

"اپنے چچا ایکس ٹو سے پوچھنا مگر شاید اس کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو۔"

"ارے جھک مار رہا ہے" تنویر نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ اور پھر وہ تینوں عمران کو برا بھلا کہتے ہوئے فلیٹ سے چلے گئے۔

ابنِ صفی

الفانسے

تھکے تھکے سے بوجھل لمحوں کے لیے اکسیر۔ ابنِ صفی کی زندۂ جاوید تحریر۔ عمران کا ایک مکمل اور دلچسپ ناول!

ایک دراز قد آدمی کچھ اس انداز میں زینے طے کر رہا تھا، جیسے بہت زیادہ پی گیا ہو۔

وہ ہر زینے پر لڑکھڑا کر دیوار کا سہارا ضرور لیتا تھا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا اوورکوٹ تھا جس کے کالر سر تک اُٹھے ہوئے تھے اور پھر فلٹ ہیٹ کا گوشہ اس طرح پیشانی پر جھکا ہوا تھا کہ اُس کی صورت نہیں دیکھی جاسکتی تھی۔

حالانکہ پیرا ماؤنٹ بلڈنگ میں لفٹ بھی موجود تھی، لیکن نہ جانے کیوں اُس نے زینوں کو لفٹ پر ترجیح دی تھی کیا نشے کی حالت میں اس کے قدم خودکشی کی طرف بڑھ رہے تھے؟ یا شراب نے اُس کا دماغ ماؤف کر دیا تھا؟

اگر یہ پیرا ماؤنٹ بلڈنگ کا واقعہ نہ ہوتا تو لوگ اُسے حیرت سے دیکھتے۔ یہاں کسے اتنی فرصت تھی کہ اُس کی اس عجیب و غریب حرکت پر غور کرتا۔ یہ پیرا ماؤنٹ بلڈنگ شہر کا سب سے بڑا تجارتی مرکز تھا... ہفت منزلہ عمارت میں سیکڑوں تجارتی دفاتر تھے۔ یہاں دن بھر آدمیوں کی ریل پیل رہتی تھی۔ اس کے باوجود بھی یہاں عجیب باتوں پر نظر رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔

طویل قامت آدمی اسی انداز میں زینے طے کر رہا تھا۔ رات کے آٹھ بجے تھے، لیکن اس وقت بھی عمارت کے [illegible] میں روشنی نظر آرہی تھی۔ یہاں بہتیرے [illegible] تھے، جو دن رات کھلے رہتے تھے۔ طویل قامت آدمی [illegible] منزل کی ایک راہداری میں مڑ گیا، لیکن اب [illegible] تھا اس نے ایک بار پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر چلنے لگا۔ اب اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ کی بجائے [illegible] تھی لیکن پھر یہ لڑکھڑاہٹ معلوم ہوئی تھی۔ [illegible] کے دروازے پر وہ رُکا جس پر لگے ہوئے [illegible] تھا۔

[illegible] اینڈ کو فارورڈنگ اینڈ کلیئرنگ ایجنٹس"

[illegible] آدمی نے گھنٹی کا بٹن دبایا اور ہلکی سی کراہ [illegible] لگ گیا۔ اندر سے دروازہ کھلتے ہی [illegible] کی کوشش کرنے لگا۔ دروازہ [illegible] سالہ لڑکا تھا جس کے جسم پر [illegible]

[illegible] آدمی نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر [illegible] اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"بھاگ جاؤ... چھٹی... یہ لو سیکنڈ شو دیکھنا!" اُس نے جیب سے ایک مڑا تڑا ہوا نوٹ نکال کر لڑکے کی مٹھی میں بند کر دیا۔

"سلام صاحب!" لڑکے نے فوجیوں کے سے انداز میں اُسے سلام کیا۔

"سلام بھاگ جاؤ!" دراز قد آدمی بھرائی ہوئی آواز میں ہنسا۔ لڑکا تیزی سے چلتا ہوا زینوں پر مڑ گیا۔ دراز قد آدمی فلیٹ میں داخل ہوا۔ دروازہ بند کر کے اُس نے اپنا اوورکوٹ اُتارا۔ فلٹ ہیٹ اُتار کر اسٹینڈ پر پھینکی اور دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ ایک سفید فام جیرالڈ لڑکی تھی... دوسرے کمرے میں داخل ہو کر اُس نے ٹائپ رائٹر پر جھکی ہوئی لڑکی کو جھنجوڑ ڈالا۔ وہ اونگھ رہی تھی۔

"کیا تم یہاں سونے کے لیے آئی ہو؟" لمبے آدمی نے غرا کر کہا۔

"نہیں مسٹر الفانسے! مجھے افسوس ہے۔" لڑکی خوفزدہ نظر آنے لگی تھی۔ دراز قد آدمی نے ایک بھدا سا قہقہہ لگایا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر دس کا نوٹ کھینچتا ہوا بولا۔ "جاؤ... چھٹی... سیکنڈ شو دیکھنا!"

لڑکی متحیر رہ گئی۔ یہ ایک چھوٹے قد کی معصوم صورت یوریشین لڑکی تھی۔ "میں نہیں سمجھی جناب!" اُس نے آہستہ سے کہا۔

"تم چھٹی نہیں سمجھتیں... جاؤ۔ آج اوور ٹائم نہیں ہوگا!" اُس نے نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر الفانسے! پلیز..." لڑکی نوٹ لے کر اپنا وینٹی بیگ سنبھالنے لگی۔ دفعتاً اُس کی نظر فرش پر پڑی جہاں الفانسے کھڑا تھا... اور وہ ہونٹ سکوڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"خون... مسٹر الفانسے!" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "آپ زخمی ہیں... مسٹر الفانسے... آپ کا پیر..."

پھر اُس کی نظر الفانسے کی ران پر جم گئی جہاں پتلون میں ایک سوراخ تھا اور اس کے گرد خون کا ایک بڑا سا دھبہ...

"اوہ... یہ کچھ نہیں!" الفانسے مسکرایا۔ "میں زخمی ہو گیا ہوں!" اُس کی گھنی مونچھیں ہونٹوں کو ڈھکے ہوئے تھیں۔

گالوں کے پھیلاؤ سے لڑکی کو اُس کی مسکراہٹ کا احساس ہُوا تھا۔
"کیا میں کچھ خدمت کر سکتی ہوں؟" لڑکی نے کہا۔ وہ بہت زیادہ متاثر نظر آ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا، جیسے وہ رو دے گی۔

گھنی مونچھوں سے التھرے کے سفید دانتوں کی قطار جھانکنے لگی۔ وہ ہنس رہا تھا "تم بہت کمزور دل کی معلوم ہوتی ہو میری مدد نہیں کر سکو گی۔ میری ران میں ریوالور کی گولی موجود ہے اُسے میں خود ہی نکال لوں گا... تم جاؤ۔"

"میں ڈاکٹر کو فون کر دوں؟"

"نہیں بے بی! تم جاؤ... میں خود بھی کسی ڈاکٹر سے مدد لے سکتا تھا، لیکن..."

"جھگڑا ہُوا تھا؟"

"نہیں۔" التھرے نے خشک لہجے میں کہا۔ غالباً وہ لڑکی کے سوالات سے اُکتا گیا تھا اور چاہتا تھا کہ اب وہ چلی ہی جائے، وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا "یہ ایک اتفاقیہ حادثے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ میں یہاں آنے کی بجائے پولیس اسٹیشن جاتا... ہم نشانہ بازی کی مشق کر رہے تھے۔ مگر تم اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گی۔"

"اوہ... نہیں مسٹر التھرے! مگر آپ تنہا ہیں۔ اکیلے آپ کیا کر سکیں گے؟ کس طرح گولی نکالیں گے؟"

"اچھا تم کیا کر سکو گی؟"

"میں ایک تربیت یافتہ نرس ہُوں مسٹر التھرے!"

"تعجب ہے۔" التھرے کی آنکھوں سے شُبہ جھانکنے لگا "تم نے پہلے کبھی نہیں بتایا، تم تو ایک اسٹینوگرافر ہو۔"

"جی ہاں، شارٹ ہینڈ میں نے اُس پیشے کو ترک کرنے کے بعد سیکھا تھا۔"

"اوہ... اچھا، آؤ... میں دیکھوں گا کہ تم میری کیا مدد کر سکتی ہو؟"

میرے کمرے کی ایک الماری کھول کر التھرے نے فرسٹ ایڈ کا سامان نکالا۔ اسی کے ساتھ جراحی کے کچھ آلات بھی برآمد ہُوئے جنہیں لڑکی نے ایک برتن میں ڈال کر ہیٹر پر رکھ دیا۔

"مگر مسٹر التھرے... گولی کون نکالے گا؟"

"میں نکالوں گا۔" التھرے مسکرایا۔

"مجھے حیرت ہے۔ آپ ہم لوگوں کی طرح عام آدمی معلوم نہیں ہوتے۔"

"اوہ نہیں تو..." التھرے ہنسنے لگا۔ وہ زخم [illegible] چکا تھا جس سے اب بھی خون بہہ رہا تھا لڑکی نے اُسے حیرت سے دیکھا اور التھرے کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی لیکن وہ پُرسکون نظر آ رہا تھا۔ لڑکی کی حیرت اور بڑھ گئی۔

"سوزی! تم متحیر ہو؟" التھرے نے پھر قہقہہ لگایا "میرا سارا جسم زخموں سے داغ دار ہے۔ پچھلی جنگ میں میرے جسم کا قیمہ بن گیا تھا، پھر بھی میں نے ڈاکٹروں کو متحیر کر کے چھوڑا۔ اُن کا خیال تھا کہ میرے جسم میں کوئی خبیث روح ہے [illegible] اگر شریف روح ہوتی تو کبھی کی پرواز کر چکی ہوتی۔"

سوزی متحیرانہ انداز میں صرف سُنتی رہی کچھ بولی نہیں۔ التھرے نے کھولتے ہُوئے پانی کے برتن سے ایک چمٹی نکالی اور سوزی اُس کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یہ آدمی پتھر کا ہے یا فولاد کا۔ وہ اتنے ہی انہماک کے ساتھ زخم سے گولی نکالنے میں مشغول تھا، جیسے ہتھیلی میں چبھی ہُوئی کسی پھانس کو ٹٹول رہا ہو۔ گولی کے نکلنے میں دیر نہیں لگی۔ التھرے آواز سے ہنس رہا تھا۔ سوزی کو یہ ہنسی کچھ ہذیانی قسم کی معلوم ہُوئی۔ بالکل ایسی ہی جیسے شدتِ درد سے کراہیں نہ نکلی ہوں، قہقہے پھوٹ پڑے ہوں۔

"اب تم اپنا کام شروع کر دو۔" اُس نے کہا۔

"مگر جناب! آپ کے فرسٹ ایڈ بکس میں مرکیورو کروم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔"

"وہی چلنے دو۔ برداشت کرو۔ میں اس وقت کہیں نہیں جا سکتا اور نہ ڈاکٹر کو طلب کر سکتا ہوں۔"

سوزی زخم کی ڈریسنگ کرنے لگی۔ مگر اس کے ہاتھ بُری طرح کانپ رہے تھے، نہ جانے کیوں اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سچ مچ کسی خبیث رُوح کے چکر میں پڑ گئی ہو۔

ڈریسنگ ہو جانے کے بعد التھرے نے سوزی سے کہا "لڑکی! میں تم سے بہت خوش ہُوں۔ اسے ابھی نوٹ کر لو کہ میں یورپ کے دورے پر جاتے وقت تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اس سے تمہارے تجربات میں اضافہ ہو گا۔"

"میں شکریہ ادا کرتی ہوں مسٹر التھرے!" سوزی نے خادمانہ انداز میں کہا۔

"مگر دیکھو! تم میرے زخمی ہو جانے کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گی۔ اس سے خدشہ ہے کہ میرا وہ دوست مصیبت میں پھنس نہ جائے جس کی گولی سے میں زخمی ہُوا تھا۔"

"میں کسی سے بھی تذکرہ نہیں کروں گی جناب!"

"شکریہ، اب تم جا سکتی ہو۔"

سوزی مزید کچھ کہے بغیر فلیٹ سے نکل آئی نہ جانے کیوں اُس کے ذہن پر ایک انجانا سا خوف مسلط ہوتا جا رہا تھا۔

❦

عمران کے اُس فون کی گھنٹی بجی جس کے نمبر ٹیلی فون ڈائرکٹری میں درج نہیں تھے۔ اُس نے ریسیور اُٹھا لیا... دوسری طرف سے بولنے والی جولیانا فٹزواٹر تھی۔

"تنویر بہت زیادہ زخمی ہو گیا ہے جناب!"

"کیسے... کس طرح...؟"

"سراج گنج کی ایک تاریک گلی میں اُسے چند نامعلوم آدمیوں نے گھیر لیا۔ غالباً وہ اُسے پکڑ لے جانا چاہتے تھے۔ تنویر نے فائرنگ شروع کر دی۔ جواب میں اُن لوگوں نے گولیاں چلائیں۔ تنویر کے دونوں بازو زخمی ہو گئے ہیں وہ اس وقت سول اسپتال میں ہے۔ غالباً اب پولیس بیان لینے کے لیے پہنچ گئی ہو گی۔"

"کیا تنویر حملہ آوروں میں سے کسی کو پہچان سکا تھا؟"

"نہیں جناب! گلی تاریک تھی۔ یہ اُس کا خیال ہے کہ اُن میں سے ایک آدمی کو ضرور زخمی کیا ہے۔"

"اس خیال کی وجہ؟"

"[illegible] کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ اُس نے [illegible] کی آوازیں سُنی تھیں۔"

"اُس کی حالت مخدوش تو نہیں ہے؟"

"نہیں جناب! وہ ہوش میں ہے۔"

"تم کہاں سے بول رہی ہو؟"

"سول اسپتال سے۔"

"تنویر سے کہہ دو کہ اُس کا بیان غیر واضح اور مبہم [illegible] رقم لٹ جانے کی کہانی سُنائے [illegible]"

"بہت بہتر جناب! بیان ہو جانے کے بعد میں پھر فون کروں گی۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے ریسیور رکھ کر ایک طویل انگڑائی لی اور اس طرح مُنہ چلاتا ہُوا... دوسرے کمرے میں چلا گیا، جیسے دھوکے سے کوئی کڑوی یا کسیلی چیز کھا گیا ہو۔ اُس نے اپنے نوکر سلیمان کو آواز دی۔ چونکہ وہ دو گھنٹے تک خاموش بیٹھا رہا تھا۔ اس لیے اب اُس کی زبان میں کھلبلاہٹ شروع ہو گئی تھی سلیمان آیا۔

"ابے وہ تو نے اپنے دادا کا نام کیا بتایا تھا؟ میں بھول گیا۔" عمران اس طرح بولا، جیسے یادداشت پر زور دے رہا ہو۔

"کیا کیجیے گا یاد کر کے؟" سلیمان نے بیزاری سے کہا۔

"صبر کروں گا یاد کر کے تو بتاتا ہے کہ ہم سے بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہے نالائق۔"

"گلزار نام تھا۔"

"کیا داڑھی گلاب کے پھول کی شکل کی تھی؟"

"نہیں تو ویسی ہی تھی جیسی سب کی ہوتی ہے۔"

"ابے تو پھر گلزار کیوں نام تھا؟" عمران غصیلی آواز میں دہاڑا۔

"میں نہیں جانتا... آپ میرے دادا کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں؟"

"اچھا، چل چھوڑ دیا... پردادا کا کیا نام ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"ابے تجھے اپنے پردادے کا نام نہیں معلوم۔"

"میرا پردادا تھا ہی نہیں۔" سلیمان نے بُرا سا مُنہ بنا کر کہا۔

"تب پھر تجھ سے زیادہ بدنصیب آدمی روئے زمین پر نہ ملے گا۔"

"صاحب ہانڈی جل رہی ہے مجھے جانے دیجیے۔"

"اچھا بے ہمیں اُلّو بناتا ہے، کیا ہانڈی کاغذ کی ہے کہ جل جائے گی؟"

"صاحب!" سلیمان اُسے گھورتا ہُوا بولا۔

"کیا کہتا ہے؟"

"میرا حساب کر دیجیے۔ میں اب یہاں نہیں رہوں گا۔"

"حساب...!" عمران کچھ سوچتا ہُوا بولا "حساب! اچھا

"کاغذ پنسل لے کر اِدھر بیٹھ۔"
"مجھے لکھنا نہیں آتا۔"
"اچھی بات ہے، جب لکھنا آ جائے تو مجھے بتانا۔ میں حساب کر دوں گا۔"

پرائیویٹ فون کی گھنٹی پھر بجی اور یہ سلسلہ یہیں ختم ہو گیا۔ عمران نے کمرے میں جا کر کال ریسیو کی۔ فون جولیا ہی کا تھا۔
"اِٹ اِز جولیا سر!"
"کیا خبر ہے؟"
"تنویر کا بیان ہو چکا ہے۔ اُس نے یہی لکھوایا ہے کہ اُس کے پرس میں ڈیڑھ ہزار روپے تھے، جو چھین لیے گئے ہیں۔"
"ٹھیک ہے، لیکن سنو! تم سبھوں کو محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"
"ہم ہر وقت محتاط رہتے ہیں جناب! اگر محتاط نہ ہوتے تو تنویر کی رپورٹ غالباً آسمان سے اُترتی۔ احتیاط اور حاضر دماغی ہی کی وجہ سے وہ بچ گیا ہے۔"
"خیر، ہاں دیکھو... تمھیں یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ تھریسیا یا الفانسے اب شہر میں نہیں ہیں۔ یہ لوگ دُھن کے پکے ہیں۔ یا تو کاغذات حاصل کریں گے یا اپنی جانیں دے دیں گے۔"
"تو کیا تنویر پر کیا جانے والا حملہ انھی سے منسوب کیا جائے گا؟"
"ممکن ہے کہ یہ حملہ انھی کی طرف سے ہُوا ہو۔"
"پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے؟"
"فی الحال اس بے تکے سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔" عمران نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

سوزی حسبِ معمول دوسری صبح آفس پہنچی، لیکن انتھرے اپنی میز پر موجود نہیں تھا۔ سوزی نے سوچا کہ اب اُس کے پیر کی تکلیف بڑھ جائے گی۔ لہٰذا وہ اپنی مسہری سے ہلنے کی بھی ہمت نہ کر سکے گا، مگر پھر آفس کس نے کھولا؟ یہاں ملازم صرف تین تھے۔ ایک سوزی خود، دوسرا ایک کلرک اور تیسرا چپراسی۔ انتھرے کا رہائشی کمرا بھی اسی فلیٹ میں تھا اور وہ وہاں تنہا رہتا تھا۔ لہٰذا آفس وہی کھولتا تھا۔ یہ تینوں ملازم باہر سے آتے تھے۔

فلیٹ میں چار کمرے تھے۔ دو کمرے انتھرے نجی طور پر استعمال کرتا تھا اور دو آفس کے لیے تھے۔ سوزی اپنے کمرے میں بیٹھ گئی۔ کلرک ابھی نہیں آیا تھا۔ اُس نے چپراسی سے پوچھا۔
"صاحب کہاں ہے؟"
"اپنے کمرے میں ہوں گے۔"
"آفس کس نے کھولا؟"
"صاحب نے۔"

چونکہ اُسے پچھلی رات کھسکا دیا گیا تھا، اس لیے وہ سوزی کو شبہے کی نظر سے دیکھ رہا تھا اور سوزی خواہ مخواہ دل ہی دل میں شرما رہی تھی۔ وہ محسوس کر رہی تھی... چپراسی اُسے آج اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہا۔ کچھ دیر بعد کلرک بھی آ گیا، لیکن انتھرے کی میز خالی ہی رہی۔ کلرک نے اُسے ٹائپ کرنے کے لیے کچھ کاغذات دیے اور وہ کام میں مشغول ہو گئی۔ کلرک ایک نوجوان دیسی عیسائی تھا۔ اچھی صحت رکھتا تھا اور قبولِ صورت بھی تھا۔ اکثر وہ سوزی کے ساتھ ہی شامیں گزارتا تھا۔

لنچ کے وقفے میں شاید چپراسی نے کلرک کو پچھلی … کا واقعہ بتایا تھا۔ سوزی نے یہی محسوس کیا، کیونکہ لنچ کے بعد اُس کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ انتھرے اندر ہی تھا۔ اُس نے چپراسی سے کہلوا دیا تھا کہ آج اُس کی طبیعت … نہیں ہے۔ اس لیے آفس ایک گھنٹہ پہلے ہی بند کر دیا … ساتھ ہی چپراسی نے بانگِ دہل یہ بھی کہا کہ انتھرے … ہدایت کے بموجب سوزی کو وہیں رُکنا ہو گا۔ کلرک نے سوزی کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھا۔
"کل بھی تم رُکی تھیں؟" اُس نے کہا۔
"ہاں، کل بھی رُکی تھی۔"
"کیوں؟"
جرح کا یہ انداز شاید سوزی کو پسند نہیں آیا تھا … لیے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "کیا میں اس کا جواب دینے … مجبور ہوں؟"
"اوہ... نہیں تو۔" کلرک سٹپٹا گیا۔ اُسے نہ … کیوں ایسا محسوس ہُوا کہ جیسے سوزی کی آنکھیں بچھو … آنکھوں سے مشابہ ہوں۔ حالانکہ اُسے اُس کی آنکھیں اچھی لگتی تھیں اور اُن کے تصور کے ساتھ ہی اُس …

میں لاتعداد کنول کھل اُٹھتے تھے۔ کنول! جو حُسن اور پاکیزگی کی... علامت سمجھے جاتے ہیں۔ سوزی اب بھی اُسے جواب طلب نظروں سے گھور رہی تھی۔ کلرک اپنے کام میں مشغول ہو چکا تھا، مگر اُس کے چہرے پر اب بھی ملال کا غبار دیکھا جا سکتا تھا۔ ٹھیک ساڑھے تین بجے وہ اپنی میز سے اُٹھ گیا۔ باہر جاتے وقت اُس نے سوزی کو عجیب نظروں سے دیکھا تھا اور سوزی سوچنے لگی تھی۔ آخر یہ لوگ جان پہچان اور دوستی کے معنی غلط کیوں لیتے ہیں۔ وہ اُس کے اِس رویّے کا مطلب اچھی طرح سمجھتی تھی، لیکن اُس کی دانست میں ان کا ملنا جلنا اُن حدود میں ابھی تک داخل نہیں ہو سکا تھا، جہاں طرفین ایک دوسرے پر اپنا حق جتاتے ہیں۔ سوزی اس وقت زیادہ جھلا گئی جب اُس نے رخصت ہوتے وقت چپراسی کی آنکھوں میں بھی وہی سوال پڑھا۔

"جہنم میں جاؤ۔" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ یہ حقیقت ہے … انتھرے تک پہنچنے کے لیے بے چین تھی۔ وہ دیکھنا … تھی کہ پچھلی رات کا دلیر آدمی اب کس حال میں ہے؟ … تھی کہ اب اُس میں بستر سے ہلنے کی بھی سکت نہیں … ہو گی۔

اُس نے بیرونی دروازہ بند کیا اور انتھرے کے کمرے … چل پڑی۔ وہ صبح اس خیال سے وہاں نہیں گئی تھی کہ ممکن … انتھرے اسے ناپسند کرے۔ ویسے اُس نے یہ ضرور سوچا … انتھرے اُس کی مدد کے بغیر پٹیاں بھی تبدیل نہ کر سکے گا۔ … رات تو چوٹ تازہ تھی، مگر اب اُس کی ہمت بھی … دینے سے قاصر ہو گی۔ کمرے کے دروازے پر رُک کر … ہلکی سی دستک دی۔
"آ جاؤ۔" اندر سے انتھرے کی آواز آئی۔
لیکن وہ اندر پہنچ کر ایک بار پھر متحیر ہو گئی... کیونکہ … اُس کے اندر داخل ہونے سے پہلے شاید ٹہل رہا … کو دیکھ کر وہ مسکرایا اور سوزی پھر بوکھلا سی گئی۔
"… دراصل... پٹی تبدیل کرنا چاہتی تھی... اور اگر … جائے تو بہتر ہے۔"
"…" انتھرے ایک کرسی پر بیٹھتا ہُوا بولا۔ "بیٹھ جاؤ۔ … دھو چکا ہوں اور پٹی بھی تبدیل ہو گئی ہے۔"
"آپ سچ مچ کمال کرتے ہیں۔" سوزی نے کہا۔
"… نے تمھیں اس وقت ایک ضرورت سے روکا ہے۔"

"فرمایئے۔"
"میرا ایک خط میری بیوی تک پہنچا دو۔"
"بیوی!" وہ حیرت سے دُہرا کر رہ گئی۔
"ہاں کیوں؟" انتھرے مسکرایا۔ "اس میں متحیر ہونے کی کیا بات ہے؟"
"اوہ... جناب! میں ابھی تک یہی سمجھتی تھی کہ آپ کنوارے ہوں گے۔"
"یہ غمناک کہانی ہے بے بی۔"
"اوہ..." سوزی ہونٹ سکوڑ کر اُس کی طرف دیکھنے لگی۔
"وہ مجھ سے خفا ہو گئی ہے، مجھے پسند نہیں کرتی۔ اُسے ایسے مرد پسند ہیں، جو شائستہ ہوں، شاعرانہ مزاج رکھتے ہوں... اُسے ایسے مرد پسند ہیں، جو میری طرح وحشی نہ ہوں، اگر اُن کی ٹانگ میں بھی ریوالور کی گولی لگے تو وہ اسی جگہ ٹھنڈے ہو جائیں... ہاں بے بی۔" انتھرے کی آواز غمناک ہو گئی۔
"مجھے حیرت ہے جناب کہ مسز انتھرے کس قسم کی عورت ہیں؟" سوزی نے کہا۔ "نہ جانے وہ عورتیں کیسی ہیں؟ جنھیں زنانہ اوصاف کے مرد پسند ہیں۔"
"ایسی بھی ہوتی ہیں بے بی۔ میں انھیں عورتیں کہنے کو تیار ہی نہیں۔"
"آپ مجھے خط دیجیے، میں پہنچا دوں گی۔"
"شکریہ سوزی۔" انتھرے بولا۔ "میں اب یہ جھگڑا ہی ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ میں اُسے آخری خط بھیج رہا ہوں۔ کیوں؟ کیا خیال ہے تمھارا؟ اگر وہ مجھے پسند نہیں کرتی تو قانونی طور پر علیحدگی ہی بہتر ہو گی۔"
"اوہ... نہیں، اگر سمجھوتا ہو جائے تو بہتر ہے۔" سوزی نے کہا۔
"نہیں... جو آدمی ہمارے درمیان میں آ گیا ہے، اُسے راستے سے ہٹائے بغیر یہ ناممکن ہے، لیکن میری نظروں میں قانون کا احترام بہت زیادہ ہے۔ میں اُسے قتل نہیں کر سکتا۔"
دفعتاً سوزی مسکرائی اور بولی۔ "حکمتِ عملی جناب! قتل کی کیا ضرورت ہے۔ کیا کوئی ایسی صورت نہیں ہے کہ تشدد کے بغیر ہی وہ آپ دونوں کے درمیان ہی سے ہٹ جائے۔"
"نہیں۔" انتھرے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔

اور کیا صورت ہو سکتی ہے؟ مگر ٹھہرو! اگر کوئی عورت ان دونوں کے درمیان آجائے تو شاید... دیکھو بے بی! مجھے حیرت ہوتی ہے سلوانا پر... میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ نامعقول آدمی اُسے اتنا کیوں پسند ہے؟ ارے وہ بالکل احمق ہے۔ اُسے کسی بات کا بھی سلیقہ نہیں ہے۔ وہ سبز پتلون پر سُرخ قمیص پہنتا ہے۔ زرد ٹائی لگاتا ہے اور نیلا فلٹ ہیٹ۔ کبھی سرکس کا مسخرہ معلوم ہوتا ہے، نہ اُس کے جسم میں قوت ہے اور نہ کھوپڑی میں مغز۔"

"سچ سچ!" سوزی پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔

"ہاں بے بی! میں غلط نہیں کہہ رہا اور وہ ایک دیسی ہے یوریشین بھی نہیں۔"

"تب تو شاید معاف کیجیے گا، مجھے مسز انتھرے صحیح الدماغ نہیں معلوم ہوتیں۔"

"مگر سوزی! وہ بہت خوب صورت ہے۔ میں اُسے بہت چاہتا ہوں۔"

"کیا میں اس سلسلے میں کچھ کر سکتی ہوں؟"

"تم کیا کر سکو گی؟" انتھرے تشویش کن لہجے میں بولا۔

"آپ مجھے اس آدمی کا پتا بتا دیجیے۔ شاید میں کچھ کر سکوں۔"

"ٹھہرو! مجھے سوچنے دو۔ میرا خیال ہے کہ تم بہت کچھ کر سکتی ہو۔" انتھرے ہاتھ اُٹھا کر بولا اور کچھ سوچنے لگا، پھر کچھ دیر بعد اُس نے کہا۔ "ایک تدبیر سمجھ میں آئی ہے، مگر میں اُسے بُرا سمجھتا ہوں۔ کیونکہ تم ایک شریف لڑکی ہو۔"

"میں اپنی حفاظت بخوبی کر سکتی ہوں مسٹر انتھرے اور میری شرافت بھی برقرار رہ سکتی ہے، لیکن یہ بہت بڑا کام ہوگا۔ اگر میری وجہ سے آپ دونوں کی ازدواجی زندگی پُرمسرت گزر سکے گی۔"

"شکریہ بے بی۔"

"اب آپ مسز انتھرے کو آخری خط لکھنے کا ارادہ ترک کر دیجیے۔"

"نہیں بے بی! اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔"

"آپ مجھ پر اعتماد کیجیے۔ میں ایک ماہ کے اندر ہی اندر اُسے آپ کے راستے سے ہٹا دوں گی۔"

"کیسے ہٹا دو گی؟"

"اوہ... آپ اعتماد کیجیے نا مجھ پر۔ میں نرس بھی رہ چکی ہوں۔ شاید میں مختلف مردوں کے متعلق بہت کچھ جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ انھیں کس طرح شکست دی جا سکتی ہے۔"

"لیکن اگر تم اپنا کوئی نقصان کر بیٹھیں تو مجھے گہرا صدمہ ہوگا۔"

"آپ فکر نہ کیجیے، مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"اچھا بے بی۔" انتھرے نے ایک طویل سانس لی۔ ایک لحظہ خاموش رہا اور پھر بولا۔ "تم اُس سے فی الحال دوستی کر لو، پھر میں تمھیں بتاؤں گا کہ تمھیں کیا کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے، آپ مجھے اُس کا نام اور پتا تو بتائیے۔"

"اُس کم بخت کا نام ہی تو مجھے یاد نہیں رہتا۔" انتھرے نے کہا۔ "مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ ہر شام ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں ضرور ہوتا ہے۔ زیادہ تر اپنی میز پر تنہا نظر آتا ہے۔ ارے وہ صورت ہی سے احمق معلوم ہوتا ہے بے بی اور ہمیشہ بے ڈھنگے کپڑے پہنتا ہے۔"

"مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے کلب میں ایسے کسی آدمی کو کبھی نہ کبھی ضرور دیکھا ہے۔"

"دیکھا ہوگا۔ وہ ہزاروں میں بھی پہچانا جا سکتا ہے۔"

"اچھی بات ہے جناب... آپ مطمئن رہیے۔"

"میں ہمیشہ تمھارا مشکور رہوں گا، مگر ہاں دیکھو! اب تم آفس نہ آنا۔ اس معاملے کو ختم کرنے کے بعد ہی تم یہاں آنا، ورنہ ہو سکتا ہے کہ..."

"ارے... اگر وہ احمق ہی ہے تو اتنی تفتیش کہاں کر سکے گا کہ میرے متعلق اُسے کچھ معلوم ہو جائے۔"

"سلوانا بہت ذہین ہے بے بی۔ اگر اُسے شبہ بھی ہو گیا کہ تمھارا کوئی تعلق مجھ سے ہے تو سارا کھیل بگڑ جائے گا۔"

"سلوانا، نام ہے مسز انتھرے کا؟"

"ہاں... اُس کا نام بھی کتنا پیارا ہے... کیوں؟" انتھرے نے والہانہ انداز میں کہا، پھر اس طرح ہنسنے لگا، جیسے اُس سے کوئی حماقت سرزد ہوئی ہو۔

"اچھی بات ہے، میں یہاں نہیں آؤں گی۔ مگر میرا کام کون کرے گا؟"

"کوئی دوسرا آجائے گا۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ بس اُس سے کسی نہ کسی طرح دوستی کر لو اور ٹھہرو۔" وہ اُٹھ کر میز کی طرف گیا۔ اس کی دراز کھولی اور اس میں سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر سوزی کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "رکھ لو کام آئیں گے۔"

سوزی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اگر وہ سارے سو سو کے نوٹ تھے تو وہ گڈی کم از کم پانچ ہزار کی تھی یا ہو سکتی تھی۔

"یہ تو بہت بڑی رقم معلوم ہوتی ہے جناب!" سوزی نے حیرت سے کہا۔

"سلوانا کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے میں اپنی ساری دولت صرف کر سکتا ہوں۔ تم اسے رکھو۔ اس کا کوئی حساب تم سے طلب نہیں کیا جائے گا۔"

"یہ بہت ہے جناب! اسے آپ رکھیے۔ جب ضرورت ہوگی، طلب کر لوں گی۔"

"نہیں تم ہی رکھو... مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے۔"

"اعتماد کے لیے میں شکر گزار ہوں جناب!"

جولیا نافٹز واٹر نے ایکس ٹو کے پرائیویٹ نمبر ڈائل کیے اور دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہیلو۔"

"جولیا اسپیکنگ سر!"

"ہاں کیا بات ہے؟"

"تنویر کی حالت بہتر ہے۔"

"دیکھو، ہوشیار رہو۔ الفانسے اور تھریسیا یہاں سے گئے نہیں۔ یہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اُن کا گروہ ٹوٹ گیا ہے، لیکن وہ دونوں ابھی تک کٹے ہوئے پتنگ کی طرح نہیں ہچکولے کھا رہے ہیں اور یہ تم جانتی ہی ہو کہ جھنڈ سے بچھڑے ہوئے بھیڑیے کتنے خطرناک ہوتے ہیں۔"

"میں جانتی ہوں جناب! پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"تھریسیا کو تلاش کرو۔"

"آپ نے بتایا تھا کہ وہ پچھلی بار میک اَپ میں نہیں تھی۔"

"ہاں میرا خیال ہے وہ کبھی میک اَپ میں نہیں رہتی۔ عمران نے اُسے پہچان لیا تھا تو تم بھی پہچان سکو گی، مگر یہ اتنا آسان بھی نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"اُس کے چہرے کی بناوٹ عجیب ہے اور اسی سے وہ فائدہ اُٹھاتی ہے۔ اگر وہ یونہی اپنا نچلا ہونٹ تھوڑا سا لٹکا لے تو تم قیاست تک اُسے نہیں پہچان سکتیں۔ اسی تھوڑی سی تبدیلی کا اثر اُس کے سارے چہرے پر پڑے گا۔"

"کیا یہی وجہ ہے کہ وہ بھی پھرتی ہے؟"

"قطعی یہی وجہ ہے۔"

"پھر اُسے تلاش کر لینا آسان کام نہیں ہے۔"

"کچھ مشکل نہیں ہے۔ تھوڑا صبر کرو، مجھے تھریسیا سے زیادہ الفانسے کی فکر ہے اور وہ دوسرا آدمی سیسرو..."

"تو پھر ہم فی الحال خاموش بیٹھیں؟"

"بالکل، ضرورت سمجھی تو تمھیں مطلع کیا جائے گا، ورنہ ہو سکتا ہے کہ اس بار میں دوسرے ذرائع اختیار کروں۔"

"کیا عمران...؟"

"ہاں ممکن ہے... اچھا بس..." دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

سوزی دل کی بُری نہیں تھی۔ اُس نے اس کا ذمہ محض اس لیے لیا تھا کہ انتھرے اور سلوانا کے تعلقات پھر بہتر ہو جائیں۔ اُس کی دانست میں وہ آدمی گنہگار تھا، جو اُن دونوں کے درمیان میں آگیا تھا۔ لہٰذا وہ اُسے ہر طرح سے زک دینا جائز سمجھتی تھی۔ وہ اُسی کے متعلق سوچتی ہوئی ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں پہنچی۔ اُس کے وینٹی بیگ میں ایک ہزار روپے کے نوٹ تھے۔ اس سے پہلے وہ شاید دو یا تین بار یہاں آئی تھی۔ کیونکہ یہاں ذی حیثیت آدمیوں کے سوا دوسروں کا گزر مشکل ہی تھا، لیکن وہ سوچ کر آئی تھی کہ آج ہی کلب کی مستقل ممبر بھی بن جائے گی۔

وہ منیجر کے کمرے میں داخل ہوئی، لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ سوزی کو کچھ دیر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنا پڑا۔ منیجر کی آمد پر وہ کچھ مایوس سی ہو گئی۔ کیونکہ ممبر شپ کی شرائط میں یہ بھی تھا کہ کم از کم دو پرانے ممبروں سے شناسائی ضرور ہو۔

"مجھے یہاں کوئی نہیں جانتا۔" سوزی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "میں ابھی حال ہی میں ملایا سے یہاں آئی ہوں۔"

"دیکھیے... یہاں اجنبی بھی آتے ہیں۔ اکثر ایسے بھی آتے ہیں جو آج آتے، پھر برسوں کے بعد ہی اُن کی شکلیں دکھائی دیتی ہیں، مگر وہ لوگ ان سہولتوں سے محروم رہتے ہیں جو مستقل ممبروں کو حاصل ہیں اور وہ سہولتیں کسی کی ضمانت کے بغیر دی ہی نہیں جا سکتیں۔ اسی لیے یہ ضروری ہے کہ ممبری کے فارم پر کم از کم دو پرانے ممبروں کی سفارش ہو۔

یعنی وہ سفارش کرنے والے دراصل ضامن ہوتے ہیں۔"

"اگر میں نقد ضمانت ادا کر دوں تو..."

"اوہ یقیناً... یقیناً، جب آپ کی ممبری ختم ہو گی ضمانت واپس کر دی جائے گی۔"

"رقم بتائیے!"

"صرف پانچ سو... دیکھیے یہ دراصل ضابطے کی کارروائیاں ہیں۔ ورنہ یہاں سبھی معزز لوگ ہیں۔ غالباً آپ میرا مطلب سمجھ گئی ہوں گی۔"

سوزی اُس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے سو سو کے پانچ نوٹ نکال چکی تھی۔ منیجر نے اُس کا شکریہ ادا کر کے پانچ سو کی رسید دی اور ممبری کا فارم بڑھاتا ہُوا بولا۔

"آپ یہاں کی زندگی کو دلچسپ پائیں گی۔ ملایا سے تشریف لائی ہیں آپ؟"

"جی ہاں مگر دیکھیے! میں یہاں کسی سے واقف نہیں ہُوں اور یہ میری عادت کے خلاف ہے کہ بغیر کسی تعارف کے خود سے جان پہچان پیدا کروں۔"

"اوہ... آپ اس کی فکر نہ کیجیے۔ مَیں یہاں کے بہترین ممبروں سے آپ کا تعارف کراؤں گا۔"

"شکریہ!" سوزی نے کہا اور فارم کی خانہ پُری کرنے لگی، پھر اپنے دستخط کیے۔ منیجر نے فارم لے کر ایک نظر ڈالی اور اُسے رجسٹر میں رکھ دیا۔

"مگر دیکھیے، مَیں اپنے گرد زیادہ بھیڑ نہیں پسند کرتی۔ کسی ایک آدمی سے تعارف کرا دیجیے جو بہت دلچسپ ہو... مَیں صرف تفریح چاہتی ہُوں۔"

"اوہ..." منیجر ہونٹ سکوڑ کر کچھ سوچنے لگا، پھر پلکیں جھپکاتا ہُوا مسکرایا۔ "کیا آپ کسی بے وقوف آدمی سے ملنا پسند کریں گی؟"

سوزی کا دل دھڑکنے لگا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا کام تھا جس کا بیڑا اُس نے اُٹھایا تھا۔ بے وقوف آدمی کا نام سُنتے ہی اُس کے جسم میں ہلکی سی تھرتھری پیدا ہو گئی لیکن اُس نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "مَیں نہیں سمجھی۔"

"ایک ایسا آدمی جس کی باتوں پر آپ ہنستی رہیں گی۔"

"اوہ، ضرور، ضرور... مگر کیا وہ بے وقوف ہے؟"

"یہ مَیں نہیں جانتا۔ ویسے بے وقوف ہی معلوم ہوتا ہے۔"

"ضرور ملائیے اُس سے پھر بعد کو تو دوسروں سے بھی جان پہچان ہو ہی جائے گی۔"

"چلیے! میرا خیال ہے کہ وہ آ ہی گیا ہو گا۔ آج کل نہ جانے کیوں روزانہ آ رہا ہے؟"

سوزی نے کچھ اور پوچھنا چاہا، لیکن خاموش ہی رہی۔ وہ دراصل یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اُس کے ساتھ کوئی عورت بھی ہوتی ہے یا وہ تنہا ہوتا ہے۔ وہ ڈائننگ ہال میں آ گئے۔ منیجر نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔

"ابھی نہیں آیا، مگر میرا خیال ہے کہ ضرور آئے گا۔ آج کل ناغہ نہیں کرتا۔ آئیے اِدھر بیٹھیے۔"

وہ دونوں بیٹھ گئے اور منیجر نے مسکرا کر کہا۔ "مَیں پہلی بار ہر نئے ممبر کی دعوت ضرور کرتا ہُوں، یہ رہا مینو۔"

"اوہ، شکریہ... مگر مَیں کھانا تو کھا چکی ہُوں۔"

"پھر کیا پئیں گی آپ؟"

"میرا خیال ہے کہ کافی بہتر رہے گی۔ مَیں شراب بالکل نہیں استعمال کرتی۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے، مجھے بہت خوشی ہُوئی۔"

اس کے بعد وہ ملایا کے متعلق گفتگو کرتے رہے لیکن ہے سوزی کبھی ملایا میں بھی رہی ہو، ورنہ وہ اتنی صفائی سے اپنے متعلق جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرتی۔ دفعتاً منیجر نے کہا۔ "وہ آ گیا!"

سوزی کی نظر صدر دروازے کی طرف اُٹھی۔ ایک خوش رو نوجوان اندر داخل ہُوا تھا، لیکن الحفریہ کے بیان کے مطابق اُس کے لباس میں کسی قسم کی بدوضعی نظر نہیں آئی۔ وہ نیلے سُوٹ اور بے داغ سفید قمیص اور ایک سادہ ٹائی میں بڑا دلکش لگ رہا تھا۔ دروازے کے قریب کھڑے ہُوئے ویٹر نے اُسے ہاتھ اُٹھا کر سلام کیا۔ اُس نے بھی ہاتھ ہی اُٹھا کر جواب دیا اور پھر اس گرم جوشی سے مصافحہ کرنے لگا جیسے بہت دنوں بعد ملاقات ہُوئی ہو، لیکن پھر بوکھلائے ہُوئے انداز میں دوسری طرف مُڑ گیا، بالکل اسی طرح جیسے غلطی کا احساس ہو گیا ہو۔ ویٹر سر کھجاتا ہُوا اور کن انکھیوں سے دوسروں کو دیکھتا ہُوا کاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا۔

"دیکھا آپ نے!" منیجر مسکرا کر بولا۔

"جی ہاں!" سوزی نے آہستہ سے کہا اور مسکرائی۔ اُس کی نگاہ برابر اُس نوجوان کا تعاقب کر رہی تھی، پھر اُس نے

ایک خالی میز کے قریب بیٹھتے دیکھا۔

"کیوں ہے نا دلچسپ!" منیجر نے پوچھا۔

"ہاں، معلوم تو ہوتا ہے، کچھ نروس قسم کا آدمی ہے۔"

منیجر نے اس خیال پر رائے زنی نہیں کی۔ وہ دونوں خاموشی سے کافی پیتے رہے۔ سوزی نے دیکھا کہ ہال کے دوسرے لوگ اُس آدمی کو دیکھ کر ہنس رہے ہیں، لیکن وہ اس انداز میں کچھ کھویا کھویا سا بیٹھا تھا، جیسے اپنے گرد و پیش کی خبر ہی نہ ہو۔

"پھر تعارف کرا دیا جائے اُس سے؟"

"ضرور، ضرور۔ یہ تو صورت ہی سے احمق معلوم ہوتا ہے۔"

منیجر پھر خاموش ہی رہا۔ وہ دونوں اُٹھ کر اُس کی میز کے قریب آ گئے۔ وہ بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ سے ملیے!" منیجر نے عمران کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہا۔ "آپ مسٹر علی عمران... اور آپ مس سوزی!"

عمران نے منیجر ہی سے مصافحہ کر ڈالا، پھر سوزی کہہ کر سوزی کی طرف ہاتھ بڑھایا اور سوزی اس بوکھلاہٹ پر بے اختیار مسکرا پڑی۔

"تشریف رکھیے... تشریف رکھیے!" عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بیٹھ گئے۔ منیجر نے اُسے بتایا کہ سوزی ابھی حال ہی میں ملایا سے آئی ہے۔

"اوہو، ملایا۔ کیا کہنے ہیں!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "مجھے وہاں برف گرنے کا منظر بہت حسین معلوم ہوتا تھا۔"

"برف!" سوزی نے حیرت سے کہا۔ "وہ تو خطِ استوا سے قریب ہے۔ وہاں برف کب گرتی ہے۔"

"ارے... لاحول... مجھے ہمالیہ کا خیال تھا۔ ملایا میں نہیں گیا۔"

"ضرور جائیے، اگر کبھی موقع ملے۔ وہاں کے مناظر آپ بہت پسند کریں گے۔"

"ضرور... ضرور۔"

وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے۔ سوزی سوچ رہی تھی کہ اب کیا کہے اور عمران بار بار کن انکھیوں سے منیجر کی طرف دیکھ لیتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آج یہ نئی بات کیوں؟ اس سے پہلے کبھی منیجر نے کسی لڑکی سے عمران کا تعارف نہیں کرایا تھا۔ منیجر شاید سمجھ گیا تھا۔ اُس نے جلدی سے کہا۔ "مس سوزی آپ کے کسی دلچسپ ترین ممبر سے تعارف چاہتی تھیں۔"

"اوہ ہا..." عمران بھدّے پن سے ہنسنے لگا، پھر بولا۔ "کیا مَیں واقعی دلچسپ ہُوں؟"

"اتنی جلدی کیسے اندازہ ہو سکتا ہے۔" سوزی مسکرائی۔

"یہ اقدام تو انھوں نے اپنے تجربے کی بنا پر کیا تھا۔"

"جی ہاں... ٹھیک ہے!" عمران سر ہلا کر بولا اور پھر ہونٹ پر ہونٹ جما کر بیٹھ گیا۔ منیجر انھیں وہیں چھوڑ کر جا چکا تھا... اور سوزی سچ مچ بور ہو رہی تھی۔ کیونکہ عمران کچھ ایسے انداز میں خاموش بیٹھا ہُوا تھا جیسے اُس نے اپنے کسی عزیز کی موت کی خبر سُنی ہو۔

"آپ تو خیر دلچسپ ثابت ہو رہے ہیں جناب!" سوزی اُٹھلائی۔

"ارے ہاں وہ... مَیں دراصل بھول ہی گیا تھا۔"

"کیا بھول گئے تھے؟"

"یہی کہ ہم دونوں پہلی بار ملے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے... سُوجھی!"

"سُوجھی نہیں... سوزی!"

"اوہ معاف کیجیے گا، مجھے دراصل بھول جانے کا مرض ہے۔"

"کوئی بات نہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے۔ مَیں آپ کا شہر دیکھنا چاہتی ہُوں۔"

"ضرور دیکھیے، بہت اچھا شہر ہے۔ آپ کبھی اُونٹ پر بیٹھی ہیں؟"

"اُونٹ پر؟" سوزی نے حیرت سے کہا اور اس مضحکہ خیز سوال پر ہنس پڑی۔

"جی ہاں، اُونٹ پر۔ آپ اُونٹ نہیں سمجھتیں؟ کیا ملایا میں نہیں ہوتے اُونٹ۔ اُونٹ ایک اُونچا جانور ہے اور جھولا جھولتا ہُوا چلتا ہے، مجھے تو بہت پسند ہے یہ جانور۔ کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی کار میں اُونٹ جوت دوں۔"

"مگر آپ نے یہ سوال کیوں کیا؟"

"بس یونہی... مَیں ہر آدمی سے یہ سوال کرتا ہُوں۔ میرا خیال ہے کہ جو ایک بار بھی اُونٹ پر نہیں بیٹھا۔ اُس نے اپنی اتنی زندگی بیکار برباد کی ہے۔"

"کیوں؟"

"پتا نہیں... مَیں یہی محسوس کرتا ہُوں۔ بہتیری ایسی باتیں محسوس کرتا ہُوں، جنھیں سُن کر لوگ مجھے احمق سمجھتے

ہیں، لیکن اب میں کیا کروں کہ مجھے محسوس ہوتا ہے، لیکن وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ کیوں محسوس ہوتا ہے۔"

"آپ واقعی دلچسپ ہیں۔" سوزی مسکرائی۔

"شکریہ۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"آپ کا مشغلہ کیا ہے؟"

"آثارِ قدیمہ کی کھدائی کرنا۔"

"اوہ..."

"جی ہاں اب تک کئی نادرِ روزگار چیزیں زمین سے برآمد کر چکا ہوں۔ پچھلے دنوں اپنے باغ کی کھدائی کر رہا تھا کہ ایک چالیس ہزار سال پرانا حقہ برآمد ہوا، لیکن اب اس کے متعلق ایک لمبی بحث چھڑ گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ حقہ ہے لیکن دوسرے ماہرینِ آثارِ قدیمہ کی رائے اس سے مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ حقہ نہیں... بلکہ اسپرے مشین ہے۔"

"بھلا حقہ اور اسپرے مشین میں کیا علاقہ...؟"

"کوئی نہیں، مگر مشکل یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی ایک مرغیوں کا ڈربہ بھی نکل آیا ہے، جو آدھا رنگین ہے اور آدھا سادہ... ماہرین کا خیال ہے کہ اس ڈربے پر اسپرے مشین سے رنگ کیا جا رہا تھا کہ ٹھیک اسی وقت طوفانِ نوح آ گیا اس لیے رنگائی پوری نہیں ہو سکی۔"

"کمال ہے... بھلا یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ طوفانِ نوح کے وقت کی چیزیں ہیں؟"

"ہرگز معلوم نہ ہو سکتا، لیکن مصیبت یہ ہے کہ ڈربے سے دو چار مچھلیوں کے کانٹے نکل آئے۔ میں کیا بتاؤں؟ پہلے مجھے دھیان نہیں آیا تھا، ورنہ وہ کانٹے چپ چاپ کھسکا دیتا اور میری تھیوری بے چون و چرا تسلیم کر لی جاتی۔ اب میں اُسے حقہ کسی طرح ثابت نہیں کر سکتا۔ میری بہت بڑی شکست ہوئی ہے۔ کاش میں جلد ہی کوئی دوسری چیز برآمد کر کے اس شرمندگی کو مٹا سکتا۔" عمران یہ سب کچھ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا اور سوزی اُسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ "خیر یہ تو دیکھا جائے گا۔" عمران نے انگڑائی لی۔

"سوزی پلیز! آپ بار بار میرا نام بھول جاتے ہیں۔"

"اوہ معاف کیجیے گا۔" عمران نے اپنا کان اینٹھ کر داہنے گال پر زور سے تھپڑ مارا اور قرب و جوار کے لوگ چونک کر ہنسنے لگے اور عمران اس طرح چونکا جیسے وہ کسی اور بات پر ہنسے ہوں۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگا، پھر جھک کر آہستہ سے پوچھا۔ "کیا ہوا؟"

سوزی کی سمجھ میں نہیں آ سکا کہ وہ کیا جواب دے... ویسے وہ بُری طرح جھینپ رہی تھی۔ کیونکہ اب لوگ اُسے بھی گھورنے لگے تھے۔

"آپ نے اپنے گال پر تھپڑ... م... مارا تھا۔" سوزی ہکلاتی ہوئی بولی۔

"ان گدھوں کے منہ پر تو نہیں مارا تھا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "آخر یہ ہنستے کیوں ہیں؟"

اس پر سوزی کو بھی ہنسی آ گئی۔

"اچھا... آپ بھی ہنس رہی ہیں... خیر... خیر... کنفیوشس نے کہا تھا کہ جب لوگ تم پر ہنسنے لگیں تو تم سمجھ لو کہ تم ان سب کو نیچا دکھا سکتے ہو۔"

سوزی اس دوران میں یہ بھی بھول گئی تھی کہ اس آدمی سے ملنے کا مقصد کیا تھا۔

"کنفیوشس کو پڑھا ہے آپ نے؟"

"کیا کنفیوشس کوئی کتاب ہے؟" عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "آپ مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہی ہیں جس کی اجازت میں ہرگز نہیں دے سکتا۔"

"اوہ... آپ تو خفا ہو گئے۔ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔"

"کیا مطلب تھا آپ کا؟"

"کچھ نہیں، آپ تو پیچھے پڑ گئے ہیں۔"

"اوہ، تو آپ مجھے پاگل کتا بھی سمجھتی ہیں، کیوں؟"

"ارے کمال کرتے ہیں آپ۔"

"کیا کمال کرتا ہوں؟ کمال کرتی ہیں آپ... مجھے پاگل، بد دماغ... بے وقوف اور نہ جانے کیا کیا سمجھ لیا ہے آپ نے؟ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ منیجر کا بچہ... مجھے پریشان کرنا چاہتا ہے۔ میں اس سے سمجھ لوں گا۔"

عمران اپنی جگہ سے اٹھا اور سوزی کے احتجاج کی پروا کیے بغیر ڈائننگ ہال سے چلا گیا۔

سوزی خاموش بیٹھی رہی اور اب اُسے یاد آیا کہ وہ یہاں کیوں آئی تھی۔ وہ سوچنے لگی۔ یہ تو سو فی صد کریک معلوم ہوتا ہے پھر شاید الفقرے کی بیوی بھی پاگل ہی ہے جو اتھرے جیسے ذہین، طاقت ور اور غیر معمولی قوتِ برداشت رکھنے والے آدمی کو چھوڑ کر اس کے پیچھے بھاگ رہی ہے۔ کچھ دیر بعد وہ اُٹھی اور کلب سے باہر نکل کر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے الفقرے کے نمبر ڈائل کیے اور ماؤتھ پیس میں بولی۔

"مسٹر الفقرے، پلیز... سوزی اسپیکنگ۔"

"ہیلو بے بی... کیا بات ہے؟"

"اُس کا نام عمران ہی ہے نا؟"

"ہاں... آں ٹھیک یہی نام ہے بے بی۔"

"میں اس سے اس وقت ملی ہوں، وہ تو پاگل ہے۔ سو فی صد پاگل..."

"ہاں مجھے بھی یہی معلوم ہوا تھا۔"

"پھر معاف کیجیے گا شاید مسز الفقرے بھی اپنا ذہنی توازن کھو چکی ہیں۔"

"ہو سکتا ہے مگر میں اُسے کھونا نہیں چاہتا بے بی۔"

"اوہ... آپ مطمئن رہیے۔ میں اُس سے سمجھ لوں گی۔"

"بس تمھیں، تمھیں اتنا ہی کرنا ہے، مگر نہیں، ابھی تم اس سے ملتی رہو۔"

"بہت بہتر۔" سوزی نے ریسیور رکھ دیا اور بوتھ سے باہر نکل آئی۔

تیسری شام بھی جب سوزی آ ٹکرائی تو عمران کو اُس کے متعلق سنجیدگی سے غور کرنا پڑا۔ اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ شاید عمران پر شوکنا بھی پسند نہ کرتی کیونکہ وہ پچھلے دو دنوں سے برابر حماقت کی بجائے چڑچڑاہٹ کا مظاہرہ کرتا رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ حماقت تو تفریح کا سامان پیدا کرتی ہے مگر چڑچڑاہٹ برداشت کرنا شاید کسی کے بس کا روگ نہ تھا، پھر وہ کس ٹائپ کی لڑکی تھی کہ عمران کی... چڑچڑاہٹوں سے دوچار ہونے کے باوجود بھی اُس کا پیچھا چھوڑتی نظر نہیں آتی تھی۔

عمران نے سب سے پہلے منیجر سے اُس کے متعلق پوچھ گچھ کی لیکن وہ اس سے زیادہ نہ بتا سکا کہ وہ ایک نئی ممبر تھی اور اُس نے کلب کے کسی دلچسپ ترین ممبر سے تعارف حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ مصلحتاً عمران نے اُس کے متعلق زیادہ گفتگو نہ کی۔ بہر حال، وہ لڑکی اس وقت بھی اُس کے سر پر مسلط تھی اور عمران سوچ رہا تھا کہ اس طرح مل بیٹھنے کی غرض و غایت کیا ہو سکتی ہے؟

"آپ آج بہت خاموش ہیں۔" لڑکی نے چھیڑا۔

"پتا نہیں، مجھے تو نہیں محسوس ہوتا کہ میں خاموش ہوں..." عمران کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی چند لمحے وہ خاموش رہا، پھر بولا۔ "آپ ملایا کب واپس جائیں گی؟"

"کیوں؟"

"بس یونہی، میرا خیال ہے کہ اب آپ کو واپس چلا جانا چاہیے۔"

"اس خیال کی وجہ؟"

"میں بہت پہلے آپ کو بتا چکا ہوں کہ مجھ سے وجہ نہ پوچھا کیجیے۔ وجہ جب میری ہی سمجھ میں نہیں آتی تو آپ کو کیا بتاؤں؟"

"خیر چھوڑیے... آج میں آپ کو اپنے گھر لے چلنا چاہتی ہوں۔" سوزی نے کہا۔

"گھر اپنا ہو یا دوسرے کا، مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"پھر کیا آپ کی راتیں آسمان کے نیچے گزرتی ہیں؟"

"نہیں، آسمان پر گزرتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ رات کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ کنفیوشس نے کہا تھا۔"

"ضرور کہا ہو گا۔" لڑکی جلدی سے بولی۔ "اُٹھیے، چلیے میرے ساتھ..."

"آپ کے گھر پر اور کون ہے؟"

"کوئی بھی نہیں، میں تنہا رہتی ہوں۔"

"ارے باپ رے۔" عمران نے اُردو میں کہا۔

"میں سمجھی نہیں۔"

"آج نہیں... کل۔" عمران نے کہا۔

"آج کیوں نہیں...؟" سوزی نے کہا۔

"آج میری بکری بچہ دینے والی ہے۔"

"اوہ... کیا یہ گندا شوق بھی رکھتے ہیں آپ؟"

"یہ گندا شوق ہے؟" عمران نے جھلا کر پوچھا۔

"یقیناً۔" لڑکی مسکرائی۔

"بس اب براہِ کرم مجھے زیادہ غصہ نہ دلائیے۔"

"آپ عجیب ہیں۔"

"آپ خود عجیب ہیں۔ بلکہ عجیب ترین..."

ٹھیک اسی وقت جولیانا فٹز واٹر ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی اور سیدھی عمران کی طرف چلی آئی، لیکن میز کے قریب پہنچ کر وہ ٹھٹکی کیونکہ عمران کے ساتھ کسی تفریح گاہ میں کسی لڑکی کا ہونا۔ اُس کے لیے بالکل نئی بات تھی اور پھر

لڑکی بھی سفید فام...
"اوہو... کیا میں مخل ہو رہی ہوں مسٹر عمران؟" اُس نے عمران کو مخاطب کیا۔
"نہیں تو ویسے یہ" عمران نے سوزی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میرے دماغ میں خلل ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہیں!"
سوزی گڑبڑا گئی۔ اُس نے احتجاج کے لیے ہونٹ کھولے ہی تھے کہ جولیا بول پڑی "وہ تو ظاہر ہی ہے، اسے ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بہر حال میں تمھاری اجازت کے بغیر یہاں بیٹھ رہی ہوں!"
سوزی جولیا کو دیکھنے لگی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا مسز الفقرے یہی ہے؟ جولیا فنٹر واٹر بہت دل کش عورت تھی۔ سوزی اُس کا نام یاد کرنے کی کوشش کرنے لگی، لیکن نام یاد نہ آیا۔ ویسے اسے یقین ہوتا جا رہا تھا کہ مسز الفقرے ہی ہے۔
عمران خاموش ہو گیا تھا۔
"آپ کی تعریف؟" جولیا نے سوزی کی طرف دیکھ کر کہا۔
"اوہ... مجھے سوزی کہتے ہیں!" وہ جلدی سے بول پڑی۔ "ابھی حال میں ہی ملایا سے آئی ہوں اور تین دن ہوئے آپ کے کلب کی ممبر بنی تھی۔ مسٹر عمران کلب کے دلچسپ ترین آدمی ہیں!"
جولیا نے ایک طویل سانس لی اور کن انکھیوں سے عمران کی طرف دیکھتی ہوئی بولی "میں جولیانا فنٹر واٹر ہوں، مسٹر عمران واقعی بہت دلچسپ آدمی ہیں!"
"کنفیوشس نے کہا تھا کہ جب دو عورتیں بیک وقت تمھیں دلچسپ سمجھنے لگیں تو کسی بوڑھی عورت کو تلاش کرو۔ جو ان کے بیان کی تصدیق کر سکے!"
سوزی ہنسنے لگی، پھر جولیا سے بولی "یہ کنفیوشس کے اسپیشلسٹ ہیں!"
"یہ کس چیز کے اسپیشلسٹ نہیں ہیں؟" جولیا نے سوال کیا۔
سوزی پھر ہنسنے لگی، لیکن عمران قطعی بے تعلقانہ انداز میں بیٹھا رہا۔ جولیانا اُسے چھیڑ چھیڑ کر بولنے پر اُکساتی رہی۔ اس سے سوزی نے اُسے مسز الفقرے سمجھتے ہوئے اندازہ لگایا کہ عمران کو اُس کی پروا بھی نہیں ہے۔ خود وہی اُس کے پیچھے لگی ہے۔ ان تین دنوں میں سوزی نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ ریک ہونے کے باوجود بھی وہ جنسِ مقابل کے لیے خود میں کافی کشش رکھتا ہے۔ سوزی اب اٹھ جانا چاہتی تھی...

نہ جانے وہ کیوں الفقرے کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ عمران شاید مسز الفقرے کو مُنہ لگانا بھی پسند نہیں کرتا۔ وہ خود ہی اُس کے پیچھے دُم ہلاتی پھرتی ہے۔
"اچھا... اب اجازت دیجیے!" وہ اُٹھتی ہُوئی بولی۔
"بیٹھیے نا!" جولیا نے کہا "اگر آپ میری وجہ سے اُٹھ رہی ہوں تو..."
"ارے نہیں، قطعی نہیں!" سوزی مُسکرائی "مجھے دراصل آٹھ بجے ایک جگہ پہنچنا ہے!"
"ضرور ضرور!" عمران نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔
نہ جانے کیوں سوزی کو عمران کی اس حرکت پر بڑا غصّہ آیا، لیکن وہ زبردستی مُسکراتی رہی۔ کچھ دیر بعد اُس نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے الفقرے کو فون کیا۔
"یس بے بی!" دوسری طرف سے آواز آئی۔
"میں اس وقت اُن دونوں کے پاس سے اُٹھ کر... آ رہی ہُوں!"
"اوہ... کیا...؟"
"جی ہاں، آج مسز الفقرے سے بھی ملاقات ہو گئی۔ وہ واقعی بہت حسین ہیں، اُن کا نام جولیانا ہی ہے نا؟"
"کیا...؟ اوہو، ہاں، جولیانا!" دوسری طرف سے تھوڑے وقفے کے ساتھ کہا گیا "ہاں تو تم نے اُسے دیکھ لیا بے بی؟"
"ہاں، دیکھ لیا، مگر مسٹر الفقرے! وہ عمران اِس سلسلے میں بالکل بے قصور معلوم ہوتا ہے۔ مَیں نے محسوس کیا ہے کہ وہ اُن سے بھاگنا چاہتا ہے، لیکن وہ شاید خود ہی اُس پر بُری طرح مرمٹی ہیں!"
"ہو سکتا ہے۔ بہر حال، اس واقعے کو الفقرے کی بدنصیبی ہی کہیں گے!"
"اور سُنیے! کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام نہیں لگاتیں!"
"ہائیں... یہ میرے لیے بالکل نئی اطلاع ہے!" دوسری طرف سے تحیر زدہ سی آواز آئی۔
"جی ہاں، انھوں نے خود ہی کہا تھا کہ وہ جولیانا فنٹر واٹر ہیں!" سوزی نے کہا۔
"بے بی! یہ بڑی زیادتی ہے۔ اب تم خود ہی انصاف کرو۔ کیا کوئی شادی شدہ عورت، شوہر کی بجائے باپ کا نام استعمال کر سکتی ہے؟"

"تو فنٹر واٹر اُن کے باپ کا نام ہے!"
"ہاں، مگر اب یہ عورت خواہ مخواہ مجھے غصّہ دلا رہی ہے!" الفقرے کی غصیلی آواز آئی۔
"آپ کا غصّہ فضول ہے مسٹر الفقرے! عمران نے اُن پر ڈورے نہ ڈالے ہوں گے۔ وہ اس قسم کا آدمی معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ مَیں تو یہاں تک کہنے کے لیے تیار ہُوں کہ اُسے عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے!"
"خیر یہ غلطی ہے تمھاری۔ وہ دوسرے قسم کے مردوں میں سے ہے۔ یہ لوگ خواہ مخواہ عورتوں سے بے پروائی ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ ان کے کتے ہوتے ہیں۔ اُن کی بے رُخی تو دراصل عورتوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ایک طریقہ ہے!"
"ممکن ہے آپ درست کہہ رہے ہوں۔ ہاں ایسے مرد بھی ہوتے ہیں!"
"بس یہ سمجھ لو کہ سارا قصور اسی کا ہے۔ ہاں یہ بتاؤ کیا وہ تمھارے ساتھ آنے پر آمادہ ہے؟"
"مَیں اُسے آمادہ کر لُوں گی۔ شاید کل شام کو وہ میرے ساتھ باہر نکل سکے!"
"اچھی بات ہے۔ کل دس بجے تک تمھیں مقام کے متعلق اطلاع دے دی جائے گی!"
"مگر آپ کریں گے کیا؟"
"بس تم دیکھنا میری حکمتِ عملی، ویسے تم مطمئن رہو... کوئی غیر قانونی حرکت ہرگز نہ ہونے پائے گی!"
"مجھے اطمینان ہے مسٹر الفقرے! آپ بہت اُونچے آدمی ہیں!"
"شکریہ بے بی! مگر افسوس... کاش میری بیوی نے کبھی مجھے اِس نقطۂ نظر سے دیکھا ہوتا!"
"آپ کے کہنے کا مطلب یہ کہ میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں!"
"اِسی لیے مَیں بھی تمھاری بہت عزت کرتا ہُوں۔ اچھا بے بی... اور کچھ نہیں؟"
"جی نہیں!" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

□

آج سردی کم تھی اور پچھلی رات کا شفاف چاند سفید بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے بار بار اُلجھ رہا تھا۔ کلاک نے بارہ بجائے اور وزارتِ خارجہ کا اسسٹنٹ سیکرٹری کرنل نادر ٹہلتے ٹہلتے رُک گیا۔ مغربی سمت کی کھڑکی کا ایک پٹ کھلا ہُوا تھا، جس سے دُور تک پھیلا ہُوا میدان دکھائی دیتا تھا۔ وہ کھڑکی کی طرف بڑھا اور دوسرا پٹ بھی کھولتا ہُوا سلاخوں پر جُھک گیا۔ حدِ نظر تک چاندنی کھیت کر رہی تھی۔ پھر اُس نے بڑی بے چینی سے کلاک کی طرف دیکھا۔ بارہ بج کر دو منٹ ہُوئے تھے۔ اب اُس نے اس طرح کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی جیسے دیوار سے لگے ہُوئے کلاک نے اُسے دھوکا دیا ہو۔ باہر ہلکی سی سرسراہٹ ہُوئی اور وہ چونک پڑا۔ کچھ دُور خود رَو پھولوں کی جھاڑیوں کا سلسلہ تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انھیں گھورنے لگا، پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اُس کے انداز میں بڑی بے چینی تھی۔ جھاڑیوں کے قریب پہنچ کر اُس نے آہستہ سے کہا "سلوانا!"
اُسے اپنی سرگوشی دُور تک پھیلتی محسوس ہُوئی۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگا کیونکہ اُسے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ تھوڑی دُور تک جھاڑیاں متحرک نظر آ رہی تھیں۔ وہ دوڑتا ہُوا وہاں پہنچا "سلوانا!" اُس نے پھر آہستہ سے پکارا... اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس بار اُسے جھاڑیوں میں ایک ہاتھ دکھائی دیا۔ وہ جھپٹا، ہاتھ غائب تھا۔ وہ ہنستا ہُوا جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا۔
لیکن اچانک اُسے ایسا محسوس ہُوا جیسے اُس کی گردن میں پھندا سا پڑ گیا ہو۔ ایک جھٹکے کے ساتھ رُک کر اُس نے اپنی گردن ٹٹولنی چاہی، لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک مضبوط ہاتھ اُس کے مُنہ پر پڑا۔ ساتھ ہی اُس کے ہاتھ بھی کسی کی گرفت میں آ گئے۔ اُس نے تڑپ کر اس جال سے نکلنا چاہا، مگر ممکن نہ ہُوا۔ مُنہ پر ہاتھ کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ اُس کا دَم گھٹنے لگا تھا۔ ایسی صُورت میں حلق سے آواز کیا نکلتی۔
وہ زمین پر گرا دیا گیا، لیکن بے حس و حرکت... شاید بیک وقت کئی آدمیوں نے اُسے دبا رکھا تھا، پھر آہستہ آہستہ اُس کے کانوں میں گونجنے والی جھائیں جھائیں گہری ہوتی گئی۔ ایک بار آنکھوں کے سامنے کوندا سا لپکا اور پھر گہری تاریکی چھا گئی۔ کانوں کی جھائیں جھائیں ذہن کے اندھیروں میں مدغم ہو گئی۔
کرنل نادر اچھے ہاتھ پیر اور بہتر صحت کا مالک تھا۔

لیکن پھر بھی جب وہ دوبارہ ہوش میں آیا تو نقاہت کی وجہ سے آنکھیں کھولنے میں بھی دُشواری محسوس کر رہا تھا، لیکن پھر اس طرح اُچھل پڑا جیسے اچانک کوئی چیز چبھ گئی ہو۔ وہ برہنہ تھا۔ جسم پر ایک تار بھی نہیں تھا۔ اُس نے چاروں طرف وحشت زدہ نظروں سے دیکھا اور دیوانوں کے سے انداز میں پورے کمرے میں چکر لگانے لگا۔ وہ کمرے میں تنہا ہی تھا لیکن یہاں اُسے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے وہ اپنا جسم ڈھانپ سکتا۔

اُس کا سر بڑی شدت سے چکرا رہا تھا۔ دفعتاً دروازہ کھولنے کی آواز آئی اور تین آدمی اندر داخل ہوئے... وہ بے تحاشا بیٹھ کر ایک گوشے میں سمٹ گیا۔ آنے والے تینوں سفید فام آدمی پادریوں کی وضع قطع رکھتے تھے۔

"ارے، دیکھو! اس ننگے بے شرم کو۔" ایک نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

"چھی چھی۔" دوسرے نے بُرا سا منہ بنایا۔

"کیا تمھیں شرم نہیں آتی؟" تیسرے نے ڈپٹی سیکرٹری کو مخاطب کیا۔ ڈپٹی سیکرٹری فوجی آدمی تھا، لیکن اس قسم کے حالات سے دوچار ہونا اُس کے لیے بالکل نئی بات تھی اور وہ بُری طرح نروس ہو گیا تھا۔

"اسے کچھ اثر ہی نہیں ہوتا اس پر۔" ایک نے کہا۔

"بہرا ہے شاید۔" دوسرا بولا۔

"کیوں کیا تم بہرے ہو؟" تیسرے نے ڈپٹی سیکرٹری کو مخاطب کیا۔

"میرے کپڑے لاؤ... سُور کے بچّو!" ڈپٹی سیکرٹری نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "ورنہ چن چن کر قتل کر ڈالوں گا۔ میرے کپڑے لاؤ... لاؤ جلدی نکلو یہاں سے... سُور کے بچّو!"

"پاگل معلوم ہوتا ہے۔" تیسرے نے دوسروں کی طرف دیکھ کر خوف زدہ آواز میں کہا۔ "بھاگو یہاں سے۔"

اور وہ سچ مچ بھاگتے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔ انھوں نے دروازہ بھی نہیں بند کیا۔ ڈپٹی سیکرٹری اُٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا کہ اُسے بند کر کے اندر سے چٹخنی چڑھا دے، لیکن پھر وہ جھجک کر پیچھے ہٹ آیا۔ ایک لمبا سا آدمی دروازے میں کھڑا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں ڈپٹی سیکرٹری کے کپڑے تھے۔ اُس نے انھیں اُس کی طرف اُچھالتے ہوئے کہا۔ "کپڑے پہن لو۔" اور پھر وہ کمرے سے نکل گیا۔ ڈپٹی سیکرٹری نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کپڑے پہنے اور پھر دروازے کی طرف بڑھا۔ اب اُس کی آنکھیں غصّے سے سُرخ ہو رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اس وقت پہاڑ سے بھی ٹکرا جائے گا۔ اُس نے اپنی پوری قوت سے لمبے آدمی پر حملہ کر دیا، لیکن اپنے ہی زور میں مُنہ کے بَل فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ کیونکہ لمبے آدمی نے بڑی پھرتی سے وار خالی دیا تھا اور پھر اُسے اُٹھنے کی مہلت نہ مل سکی۔ لمبا آدمی اُس پر سوار ہو گیا۔

"تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو دوست۔" اُس نے ڈپٹی سیکرٹری کی گردن دباتے ہوئے سفاکانہ انداز میں کہا اور پھر اُچھل کر ہٹ گیا۔ ڈپٹی سیکرٹری زمین سے اُٹھا تو لیکن چُپ چاپ کھڑا رہا۔

"تم اب بوڑھے ہو چلے ہو۔" لمبے آدمی نے کہا۔ "اس لیے اس قسم کی ورزشیں تمھارے اعصاب کے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہیں۔"

"مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟" ڈپٹی سیکرٹری غرّایا۔

"ایک بہت ہی معمولی بات کے لیے، جو ذاتی طور پر تمھارے لیے ذرّہ برابر بھی نقصان دہ نہیں ہو سکتی۔ تم صرف اتنا بتا دو کہ ریڈ اسکوائر کا غذات کہاں رکھے گئے ہیں؟"

"اوہ...!" ڈپٹی سیکرٹری اُسے گھورنے لگا۔

"میں یہ سننا پسند نہیں کروں گا کہ تم اُس سے لاعلم ہو۔" لمبے آدمی نے کہا۔

"یہ حقیقت ہے کہ میں اُن کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔"

"تم اچھی طرح جانتے ہو۔"

ڈپٹی سیکرٹری کچھ نہ بولا۔ لمبے آدمی نے مسکرا کر کہا۔ "اگر تم نہیں بتاؤ گے تو کپڑے پھر اُتار لیے جائیں گے اور ایک مجمع ہوگا تمھارے گرد۔"

"میں ایک آدھ کو جان سے مار دوں گا۔" ڈپٹی سیکرٹری غرّایا۔ "میں بوڑھا ضرور ہو چلا ہوں، لیکن قوت ہے میرے جسم میں۔"

"تم احمقوں کی سی گفتگو کر رہے ہو۔ تمھیں پچھتانا پڑے گا۔"

ڈپٹی سیکرٹری خاموشی سے اُسے گھورتا رہا۔

"تم کسی پاگل کتے کی طرح بھونکنے لگے ہو۔" لمبا آدمی بولا۔ "تم! ہم سے اور ہمارے طریق کار سے ناواقف ہو۔ ہم تم پر تشدد نہیں کریں گے۔ اس کے باوجود بھی تم اُگل دو گے۔"

"جب مجھے کچھ معلوم ہی نہیں ہے تو میں بتاؤں گا کیا؟"

"دیکھو دوست! پھر سوچ لو۔ تمھارے کپڑے اُتار لیے جائیں گے۔"

"تمھاری مرضی۔" ڈپٹی سیکرٹری نے بے پروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

"میں تمھارے پورے خاندان کو اسی طرح یہاں اکٹھا کر سکتا ہوں۔ ذرا سوچو تو اگر وہ سب تمھاری ہی طرح برہنہ کر کے اسی کمرے میں تمھارے ساتھ بند کر دیے گئے تو...؟"

ڈپٹی سیکرٹری سر سے پیر تک لرز گیا۔ اُس کی کھال اُتار دی جاتی، تب بھی کاغذات کے متعلق کچھ نہ بتاتا، لیکن یہ حرکت، خُدا کی پناہ۔ اس کے تصور ہی سے اُس کا دل بیٹھنے لگا۔

"نہیں۔" وہ اُس نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "تم ایسا نہیں کر سکتے۔"

"نمونہ تو تم دیکھ ہی چکے ہو۔" لمبا آدمی بیدردی سے ہنسا۔ "میرے لیے یہ ناممکن نہ ہوگا۔"

"وہ کاغذات اسٹیٹ بینک کی سیف کسٹڈی میں ہیں۔"

"تم سمجھدار آدمی ہو۔" لمبے آدمی نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن تمھیں اس وقت تک یہاں رہنا پڑے گا، جب تک کہ کاغذات ہمارے قبضے میں نہ آ جائیں۔"

"تم کون ہو؟" ڈپٹی سیکرٹری نے خوف زدہ آواز میں پوچھا۔

"الفانسے!" لمبے آدمی نے آہستہ سے کہا اور اُس کے پتلے پتلے ہونٹ پھیل گئے۔ طوطے کی طرح جھکی ہوئی ناک کچھ اور زیادہ خم دار معلوم ہونے لگی۔

فون کی گھنٹی دیر سے بج رہی تھی۔ چونکہ یہ عمران کا وہ فون تھا جس کے نمبر ٹیلی فون ڈائرکٹری میں بھی پائے جا سکتے تھے۔ اس لیے اُس نے کوئی پروا نہ کی اور گھنٹی بجتی رہی۔

عمران کا خیال تھا کہ یہ وہی لڑکی ہوگی جو اُسے اکثر فون پر بور کرتی رہتی تھی۔ اس لیے اُس نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا، لیکن جب گھنٹی کسی طرح بند ہونے کو نہیں آئی تو اس نے جھلا کر ریسیور اُٹھا لیا اور چنگھاڑتی ہوئی سی آواز میں بولا۔ "ہیلو۔"

"کیا عبدالجبار صاحب موجود ہیں؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

عمران کا مُنہ اور زیادہ بگڑ گیا۔ غالباً کسی نے غلط نمبر ڈائل کیے تھے۔

"ہیلو۔" دوسری طرف سے پھر آواز آئی۔ "میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کیا عبدالجبار صاحب گھر پر موجود ہیں؟"

"موجود ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"ذرا فون پر بُلا دیجیے۔"

"میں عبدالجبار ہی بول رہا ہوں۔"

"آخاہ، جبار بھائی... سلام علیکم۔ پہچانا آپ نے؟" دوسری طرف سے بولنے والے نے چہک کر کہا۔

"پہچان لیا۔"

"اچھا... ہی ہی ہی۔ کہیے بھائی صاحب میرا کام ہوا یا نہیں؟"

"ہو گیا۔"

"نہیں آپ مذاق کر رہے ہیں۔ ہی ہی ہی۔"

"ہی ہی ہی ہی۔" عمران نے بھی اُس کی نقل کی اور چند سیکنڈ تک دونوں میں ہی ہی کا تبادلہ ہوتا رہا۔

"جبار بھائی! مطلب یہ ہے کہ آپ کو یقین ہے نا کہ کام ہو گیا ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں مجھے یقین ہے کہ کام ہو گیا ہے اور تم گدھے ہو۔"

"جی...!"

"تم گدھے ہو۔"

"یعنی کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"یُو آر اے ڈنکی۔ یہ تو ہوا انگریزی میں... یعنی اب اور جس زبان میں کہو یعنی کر دوں۔"

"آپ نے شاید مجھے نہیں پہچانا۔ میں نواب کرامت علی بول رہا ہوں۔"

"تم ملکہ وکٹوریہ کے بھتیجے سہی لیکن ہو گدھے۔"

"اے جبار! تم ہوش میں ہو یا نہیں؟"

"میں بالکل ہوش میں ہوں نواب کرامت علی! تم ایک بار پھر گدھے ہو۔"

"شٹ اپ یُو ڈرٹی سوائن۔"

"میں ڈرٹی سوائن ہی سہی نواب نرامت... اوہ... نواب کرامت علی مگر تم گدھے ہو۔"

"میں تمھیں دیکھ لوں گا سُور کے بچے۔" دوسری طرف سے دہاڑنے کی آواز آئی۔

"میں سُور کا بچہ ہی سہی لیکن تم سو فی صد گدھے ہو۔"

"اچھا، اچھا۔" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

عمران ریسیور رکھ کر میز کے پاس سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ پھر

گھنٹی بجی۔

"اب کون ہے بھئی؟" عمران ریسیور اٹھا کر دہاڑا۔

"میں جولیانا فٹنر واٹر بول رہی ہوں اور تم شاید عمران ہو، لیکن اس طرح حلق کیوں پھاڑتے ہو۔ اگر لائن خراب ہو گئی تو..."

"تم کیوں کان کھا رہی ہو میرے؟"

"میرے پاس تمھارے لیے ایک سنسنی خیز خبر ہے۔"

"کیا میرے ڈیڈی نے مسکرانا سیکھ لیا؟"

"ششش... وزارتِ خارجہ کے ڈپٹی سیکرٹری کرنل نادر پُراسرار طور پر غائب ہو گئے۔"

"بڑا اچھا ہوا۔ اُن کا پیچھا ٹیلی فون سے چھوٹ گیا۔ اب وہ دُنیا میں کوئی ڈھنگ کا کام کر سکیں گے۔ میری طرف سے اُن کے گھر والوں کو مبارک باد دو۔"

"ریڈ اسکوائر کا غذات اُنھی کی تحویل میں تھے۔" جولیا نے اُس کی بکواس کی پروا کیے بغیر کہا۔

"اوہو... تمھیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ لاپتا ہو گئے ہیں؟"

"گھر والوں کا بیان ہے کہ وہ اطلاع دیے بغیر کہیں نہیں جاتے تھے۔"

"ممکن ہے اس بار بغیر اطلاع ہی کے چلے گئے ہوں۔"

"یہ ناممکن ہے... آج صبح اُن کی خواب گاہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا، جو کھیتوں کی طرف کھلتا ہے اور وہ ابھی تک غائب ہیں۔ اُن کے سلیپر اور سونے کا لباس خواب گاہ میں نہیں ہے۔"

"ریڈ اسکوائر کا غذات کہاں ہیں؟"

"اس کا علم سر سلطان اور کرنل نادر کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے۔"

"ہمپ... تو تم مجھے کیوں بور کر رہی ہو؟"

"[illegible]ت کی مصیبت تو تمھاری ہی لائی ہوئی ہے۔"

"وہ مصیبت تو میں نے اپنے لیے مول لی تھی... تم سے کس نے کہا تھا کہ تم تھریسیا کا بیگ لے بھاگو؟"

"اس قصے کو ختم کرو۔ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"میرے پاس برباد کرنے کے لیے وقت نہیں ہے... میں اب اس چکر میں نہیں پڑوں گا۔"

"تمھیں وقت نکالنا پڑے گا، ورنہ تمھاری زندگی تلخ کر دی جائے گی۔"

"دیکھی جائے گی۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ اب وہ بڑی تیزی سے سر سلطان کے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ گھر پر وہ نہ مل سکے۔ لہٰذا اُس نے آفس کے نمبر ڈائل کیے، لیکن وہاں بھی اُن سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ یہ چیز عمران کے لیے تشویش کُن تھی۔ آفس میں معلوم ہوا کہ وہ ابھی آفس پہنچے ہی نہیں اور گھر سے معلوم ہوا تھا کہ وہ دو گھنٹے قبل آفس جا چکے ہیں... درمیان میں کہیں رُکنا کم از کم آفس کے اوقات میں سر سلطان کے لیے ناممکن ہی تھا، کیونکہ وہ ایک با اصول آدمی تھے۔

عمران نے سوچا کہ کاغذات کے متعلق سر سلطان... کرنل نادر کے علاوہ اور کسی کو علم نہیں تھا۔ لہٰذا اگر ڈپٹی سیکرٹری اسی سلسلے میں غائب ہوا ہے تو سر سلطان بھی محفوظ نہیں ر سکتے۔ اُس نے دس منٹ کے اندر ہی اندر فلیٹ چھوڑ د سب سے پہلے وہ سر سلطان کے گھر پہنچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ سر سلطان کو اُن کا ڈرائیور لے گیا تھا۔ وہ خود کار ڈرائیو نہیں کرتے تھے۔ ڈرائیور بھی کوئی نیا آدمی نہیں تھا، بلکہ سر سلطان کے ہاں اُس کی ملازمت کو تقریباً بیس سال گزر چکے تھے۔

مگر ایک نئی بات بھی معلوم ہوئی۔ سر سلطان آفس جانے سے قبل کسی سے دیر تک فون پر گفتگو کرتے ر تھے۔ گفتگو سُنی نہیں گئی تھی، لیکن اُن کے بھتیجے نے بتایا وہ اس لمبی گفتگو کے بعد کچھ متفکر سے نظر آنے لگے تھے۔

"کیا انھوں نے اس کے بعد گھر والوں سے کوئی گفتگ کی تھی؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔" جواب ملا۔

"پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ آفس ہی گئے تھے؟"

"کیونکہ اُن کے معمولات میں کبھی فرق نہیں آیا۔ وہ رو اسی وقت آفس کے لیے روانہ ہوتے ہیں۔"

"انھوں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ آفس جانے سے پ کہاں جائیں گے؟"

"نہیں۔"

"کچھ اندازہ ہے آپ کو کہ وہ فون کس کا رہا ہو گا؟"

"یہ بتانا بہت مشکل ہے۔"

پھر عمران نے وہیں سے جولیانا فٹنر واٹر کو فون کیا۔ وہ دراصل ڈپٹی سیکرٹری کرنل نادر کے گھر جانا چاہتا جولیانا نے شاید پہلے اُسے اسی لیے فون کیا تھا۔ لہٰذا ہو گئی۔ اُس نے بتایا کہ وہ ڈپٹی سیکرٹری کے بنگلے کے قر ہی ملے گی۔ کچھ دیر بعد عمران کی ٹو سیٹر سر سلطان کے کمپاؤنڈ سے نکل رہی تھی اور اُس کا ذہن شاید اسی رفتار سے سوچ رہا تھا جس رفتار سے اُس کی ٹو سیٹر سڑکیں ناپ رہی تھی۔

الفانسے اور تھریسیا لازمی طور پر یہیں ہیں... لہٰذا کاغذات کسی وقت بھی اُن کے ہاتھوں میں پہنچ سکتے ہیں۔ اتنے دِنوں کی خاموشی یقیناً کسی طوفان ہی کا پیش خیمہ تھی۔ ممکن ہے اب انھوں نے پھر کاغذات کے حصول کے لیے جدوجہد شروع کر دی ہو اور پھر ابھی حال ہی میں تنویر پر حملہ بھی ہو چکا تھا اور فی الحال سیکرٹ سروس کے ممبران جن مجرموں کی نظر میں تھے۔ وہ تھریسیا کے ساتھی ہی ہو سکتے تھے۔ ڈپٹی سیکرٹری کے بنگلے کے قریب اُسے جولیانا فٹنر واٹر کی کار نظر آئی۔ اُس نے بھی اپنی ٹو سیٹر روک دی، لیکن نیچے نہیں اُترا۔ جولیانا نے اپنی کار اسٹارٹ کی اور عمران کو بھی گاڑی کمپاؤنڈ میں لے چلنے کا اشارہ کیا۔

بحیثیت عمران وہ یہاں تنہا نہیں آ سکتا تھا۔ ورنہ اُسے علم تھا کہ کاغذات ڈپٹی سیکرٹری ہی کی تحویل میں تھے اور اسی لیے اُس نے بحیثیت ایکس ٹو، جولیا کو ہدایت کی تھی کہ وہ ڈپٹی سیکرٹری پر نظر رکھے۔

جولیا آج ہی ایک بار پہلے بھی ڈپٹی سیکرٹری کے اس کمرے کا جائزہ لے چکی تھی جہاں سے وہ غائب ہوئے تھے۔ وہ عمران کو بھی اپنے ساتھ وہاں لے گئی۔ عمران کافی دیر تک کمرے کا جائزہ لیتا رہا، پھر اُس نے وہ دروازہ کھولا، جو میدان کی طرف تھا۔

"ادھر سے تو اندر کے اکھاڑے کی پریاں بھی آ سکتی ہیں۔" عمران نے جولیا کو آنکھ مار کر کہا، پھر یک بیک چونک کر بولا۔

"ہائیں... تو کیا وہ کاغذات کرنل نادر نے گھر پر رکھے ہوں گے؟"

"میں انھیں اتنا احمق نہیں سمجھتی۔"

"پھر وہ کہاں رکھے ہوں گے؟"

"سر سلطان کے علاوہ شاید کسی کو بھی علم نہ ہو۔"

"ہا ہمپ... کیا تمھارے چیف ایکس ٹو کو بھی علم نہ ہو گا؟"

"پتا نہیں۔"

"اس سے پوچھو، ورنہ کاغذات ہاتھ سے گئے۔"

"آج کل ہمارا چیف آفیسر لاپتا ہے۔ اُسے کئی بار فون کر چکی ہوں، لیکن جواب نہیں ملتا۔"

عمران سوچنے لگا۔ وہ اُلّو کا پٹھا کیا بتائے گا؟ جب خود اُسے ہی علم نہیں ہے کہ کاغذات کہاں ہوں گے۔ یہ حقیقت تھی کہ اُسے علم نہیں تھا۔ سر سلطان کی زبانی اُسے صرف اتنا ہی معلوم ہوا تھا کہ کاغذات کرنل نادر کی تحویل میں ہیں، لیکن شاید انھوں نے یہ بتانے کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی کہ کرنل نادر نے انھیں کہاں رکھا ہے؟

"ان کے گھر والوں کا کیا خیال ہے؟"

"وہ بے چارے اتنے بدحواس ہیں کہ انھیں کوئی خیال ظاہر کرنے کا موقع ہی نہیں مل سکا۔"

"کرنل نادر کے لیے یہ پہلا واقعہ ہے؟ یا پہلے بھی کبھی ایسا ہو چکا ہے؟"

"میں نے بھی گھر والوں سے یہی سوال کیا تھا، لیکن کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملا۔ سارے گھر والے پریشان ہیں، لیکن کرنل نادر کی بیوی بڑے غصے میں معلوم ہوتی ہے۔ اُس نے مجھ سے بات تک نہیں کی۔"

"تمھیں وہ کس حیثیت سے جانتی ہے؟" عمران نے سوال کیا۔

"اوہ... میں نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ میرا تعلق محکمۂ سُراغ رسانی سے ہے۔"

"اور اس کی بیوی نے یقین نہیں کیا؟"

"میں نہیں کہہ سکتی کہ اُسے یقین آیا تھا یا نہیں، لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"میں اس کی بیوی سے ملنا چاہتا ہوں۔"

جولیا نے پھر کوئی سوال نہیں کیا۔ کچھ دیر بعد عمران، کرنل نادر کی بیوی سے گفتگو کر رہا تھا۔ وہ ایک بھاری بھرکم اور چڑچڑے مزاج کی عورت تھی۔

"میں نہیں سمجھ سکتی۔" وہ نتھنے پھلا کر بولی۔ "آخر اس معاملے میں محکمۂ سُراغ رسانی کیوں کود پڑا ہے؟ کہیں گئے ہوں گے، واپس آ جائیں گے۔"

"آپ کو اُن کے اس طرح غائب ہو جانے پر تشویش نہیں ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں کسی سوال کا جواب نہیں دینا چاہتی۔"

"جواب نہ دے کر آپ نقصان میں رہیں گی۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "ہو سکتا ہے، کرنل کی زندگی خطرے میں ہو۔"

"کیا مطلب؟" عورت یک بیک چونک پڑی۔

"زندگی خطرے میں ہونا بجائے خود ایک بہت بڑا مطلب ہے۔ میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کل کس وقت خواب گاہ میں گئے تھے؟"

عورت چند لمحے تشویش کن نظروں سے عمران کی طرف دیکھتی رہی پھر بولی "پتا نہیں کس وقت گئے تھے۔ یہ بتانا مشکل ہے۔"

"آپ نے آخری بار انھیں کس وقت دیکھا تھا؟"

"شاید نو بجے... وہ ڈائننگ روم سے اُٹھے تھے، پھر خواب گاہ کی طرف گئے ہوں گے۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ وہ رات بھر بستر پر نہیں لیٹے۔"

"نہ لیٹے ہوں گے۔" عورت نے کچھ اس انداز میں کہا، جیسے کہہ رہی ہو، جہنم میں جائیں۔

"آپ کرنل صاحب سے ناراض معلوم ہوتی ہیں...؟" عمران مسکرایا۔

"میں اب کسی بات کا جواب نہیں دوں گی۔" عورت نے کہا اور اُٹھ کر اسٹڈی سے چلی گئی۔

عمران لان پر نکل آیا۔ جولیا کا اندازہ صحیح تھا۔ گھر کے دوسرے افراد یقیناً بدحواس تھے، لیکن کرنل کی بیوی اس واقعہ سے ذرہ برابر بھی متاثر نہیں معلوم ہوتی تھی۔

عمران نے فرداً فرداً ایک ایک سے سوالات کیے تھے، لیکن حاصل کی ہوئی معلومات تشفی بخش نہیں تھیں۔ آخر میں وہ ایک نوجوان ملازمہ سے جا ٹکرایا۔

"تم تو جانتی ہی ہوگی کہ کرنل صاحب کہاں گئے ہیں؟" عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر آہستہ سے بولا۔

"میں کیا جانوں؟" وہ چہکی۔

"بیگم صاحب کا خیال تو یہی ہے کہ کرنل صاحب تمھیں سب کچھ بتا دیتے ہیں۔"

"اے واہ، میرے منہ پر کہیں تو میں جوتی پہ مارتی ہوں ایسی نوکری کو..."

"اس موٹی پر مجھے بھی بڑا غصہ آیا تھا۔" عمران نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ "خواہ مخواہ تم جیسی شریف لڑکی کو عیب لگاتی ہے۔ بھلا وہ کاہے کو بتائیں گے کہ صاحب بارہ بجے رات تک اس پڑکٹی سے جاپانی زبان سیکھا کرتے تھے۔"

"اچھا!" عمران راز دارانہ لہجے میں سر ہلا کر بولا۔

"ہاں صاحب! اوپر ہی ہونے کے کمرے میں۔"

"کون ہے وہ پڑکٹی؟"

"میم ہے... اب بیگم صاحبہ کا خیال ہے کہ اُسی کے ساتھ کہیں چل دیے ہوں گے۔"

"ضرور یہی بات ہوگی۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "کیا وہ میدان کی طرف کے دروازے سے آیا کرتی تھی؟"

"اور کیا؟ اُدھر سے ہی تو آتی ہوگی۔ ایک رات بیگم صاحبہ نے دیکھ لیا تھا۔ خوب گرجیں برسیں۔ صاحب نے کہا کہ وہ تو روز آتی ہے کیونکہ وہ اُس سے جاپانی سیکھتے ہیں۔ یہ زبان سیکھنے کے بعد اُن کی ترقی ہو جائے گی۔ عہدہ بڑھا کر انھیں جاپان بھیج دیا جائے گا۔"

"واہ بھئی، اپنا صاحب بھی چالاک معلوم ہوتا ہے۔" عمران پھر اُسے آنکھ مار کر مسکرایا اور وہ اِٹھلا کر بولی۔

"اب جانے دیجیے مجھے... مگر بیگم صاحبہ کو یہ نہ بتائیے گا۔"

"کبھی نہیں! میں اب اس موٹی خونخوار عورت سے بات نہیں کروں گا، مگر سنو تو کیا وہ دن میں بھی آتی رہی ہے؟"

"نہیں، میں نے بھی اُسے دیکھا نہیں ہے۔ گھر میں ہلڑ ہوا تھا۔ میں نے بھی سن لیا۔"

"ہلڑ کب ہوا تھا؟"

"تین چار دن ہوئے۔"

"اُس پڑکٹی کا نام تو سنا ہی ہوگا تم نے؟"

"نہیں، میں نام دام نہیں جانتی۔"

"اچھا جاؤ، خدا تمھیں کوئی سعادت مند دُلھا نصیب کرے۔"

"اے واہ! ہم سے مذاق نہ کرنا۔ بڑے آئے کہیں کے۔" وہ عمران کا منہ چڑا کر بھاگ گئی۔

عمران نے ایک بار پھر کرنل نادر کی بیوی سے رجوع کرنا چاہا لیکن اُس نے ملنے سے انکار کر دیا۔ آخر عمران نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھا۔

"مجھے بھی جاپانی زبان سے بہت دلچسپی ہے، لیکن کرنل صاحب جاپان نہیں بھیجے جا سکتے۔ البتہ وہ عورت انھیں جہنم میں ضرور پہنچا سکتی ہے۔"

یہ تحریر بیگم نادر کو بھیج دی گئی اور پھر وہ تھوڑی دیر بعد اسٹڈی میں موجود تھی، لیکن اُس کی آنکھیں سرخ تھیں

اور پلکیں کچھ متورم سی نظر آ رہی تھیں۔ شاید وہ روئی تھی۔

"مجھے افسوس ہے محترمہ۔" عمران نے مغموم آواز میں کہا۔ "دُنیا کی کوئی طاقت اِسے برداشت نہیں کر سکتی۔"

"کام کی بات..." عورت ہاتھ اُٹھا کر بولی۔ "مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اوہ... یقیناً! میں اُس عورت کا نام معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"نام مجھے نہیں معلوم۔"

"حلیہ بتا سکیں گی آپ؟"

"میں نے صرف ایک بار ایک جھلک دیکھی تھی۔ اس لیے حلیہ بھی نہ بتا سکوں گی۔"

"کیا وہ پچھلی رات بھی اُن کے کمرے میں تھی؟"

"مجھے علم نہیں۔"

"کیا آپ مجھے اُن کی خواب گاہ کی تلاشی لینے کی اجازت دیں گی؟"

"آخر محکمۂ سراغ رسانی کو اُن کے کہیں غائب ہو جانے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟"

"یہ ایک بہت ہی خاص قسم کا معاملہ ہے ورنہ کہیں اُن کے غائب ہو جانے سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔"

دفعتاً جولیا ہانپتی ہوئی اسٹڈی میں داخل ہوئی۔

"کیا بات ہے؟" عمران نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"چلو جلدی!"

"کیوں؟... کوئی خاص بات؟"

"سر سلطان مل گئے ہیں۔ اُن کی کار ایک ویران مقام پر ملی ہے۔ وہ خود بے ہوش ہیں اور ڈرائیور لاپتا ہے۔"

"اوہ..." عمران نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑے۔ "تم تو یہاں تھیں۔"

"ابھی ابھی جعفری نے فون پر کہا ہے۔ اُسے علم ہے کہ ہم یہاں ہیں۔"

"تو اب کہاں ہیں سر سلطان؟"

"اسپتال... سول اسپتال میں۔"

"خیر... انھیں وہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ میں فی الحال اِن کی خواب گاہ کی تلاشی لوں گا۔"

"یہ کیا قصہ ہے؟" بیگم نادر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ "سر سلطان وہی نا... جو کرنل کے آفیسر ہیں۔"

"جی ہاں وہی... اتفاق سے وہ بھی اسی عورت سے جاپانی سیکھتے تھے۔"

بیگم نادر نے حیرت سے منہ کھولا اور پھر بند کر لیا۔ عمران کو کمرے کی تلاشی لینے کی اجازت مل گئی تھی۔ اُس نے ذرا سی دیر میں پورا کمرا اُلٹ پلٹ کر کے رکھ دیا۔ جولیا اُسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ نہیں سمجھ سکتی تھی کہ عمران کیا کر رہا ہے۔

اُس کا خیال تھا کہ سر سلطان والی خبر عمران کے لیے بڑی سنسنی خیز ثابت ہوگی اور شاید وہ بوکھلاہٹ میں جوتے اُتار کر سول اسپتال کی سمت دوڑنا شروع کر دے گا۔ کچھ دیر بعد اُس نے دیکھا کہ عمران ایک بڑی سی کنجی ہاتھ میں لیے اُسے اس طرح گھور رہا تھا جیسے اُس پر ایک گندی سی گالی تحریر ہو۔ عمران جولیا کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور کنجی جیب میں ڈال لی پھر وہ فون کی طرف بڑھا۔ کسی کے نمبر ڈائل کیے اور جب گفتگو شروع ہوئی تو جولیا کو معلوم ہوا کہ وہ اسٹیٹ بینک کے آفیسر سے ہمکلام ہے، لیکن عمران نے خود کو محکمۂ سراغ رسانی کا ایک آفیسر ظاہر کیا تھا۔ جب وہ ریسیور رکھ کر جولیا کی طرف مڑا تو اُس نے اُس کے ہونٹوں پر فاتحانہ انداز کی مسکراہٹ دیکھی۔

"کاغذات اسٹیٹ بینک کی سیف کسٹڈی میں ہیں۔" اُس نے آہستہ سے کہا۔

"اوہ... تو کیا وہ کنجی..."

"وہ کنجی اسی سیف کی ہے جس میں کاغذات رکھے ہوئے ہیں۔" عمران نے کہا۔ "کسی اور نے بھی تیرہ نمبر کی تجوری کے متعلق ابھی ابھی بینک سے گفتگو کی تھی اور اُس نے خود کو محکمۂ سراغ رسانی کا ایک آفیسر ظاہر کیا تھا، لیکن بھلا محکمۂ سراغ رسانی کو ان کاغذات کے متعلق کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟ کیوں کیا خیال ہے؟"

"اوہ... تو پھر یہ سمجھا جائے کہ کرنل نادر الفانسے کی قید میں ہیں اور کاغذات کے متعلق بتا چکے ہیں۔"

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ صحیح ہے تو یقین رکھو کہ سر سلطان بھی آسانی سے ہوش میں نہیں آئیں گے کیونکہ وہ کاغذات کے متعلق اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا کرنل نادر کو ہے اور سنو، آج رات کوئی نہ کوئی اس کنجی کو حاصل کرنے کے لیے عمارت میں ضرور گھسے گا۔"

"کیا تم نے اس کنجی کے لیے تلاشی لی تھی؟"

"نہیں، میں کسی ایسی چیز کی تلاش میں تھا جس سے اس عورت پر روشنی پڑ سکے۔ کنجی تو اتفاقاً ہاتھ آگئی اور اپنی محنت برباد نہیں ہوئی۔"

"اور اس عورت کے متعلق کیا معلوم ہوا؟"

"کچھ بھی نہیں، ایسی کوئی چیز نہیں مل سکی جس سے اس کے بارے میں کچھ معلوم ہوتا۔"

"اب کیا ارادہ ہے؟"

"ایک بکری کا بچہ پال کر اُسے جوان کرنے کی کوشش کروں گا۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"وہ کنجی میرے حوالے کر دو۔"

"تمہارے فرشتے بھی مجھ سے نہیں لے سکتے۔"

"تب تم اس عمارت سے بھی نہیں نکل سکو گے۔ میں کرنل کے گھر والوں سے کہہ دوں گی کہ محکمہ سراغ رسانی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"کہہ کر دیکھو، پھر دیکھنا تمہارا کیا حشر ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی وقت میں کرنل کی بیوی کو یہ اطلاع دوں گا کہ جاپانی سکھانے والی عورت یہی ہے۔"

"وہ کیا بگاڑ سکے گی میرا؟"

"بس دیکھ لینا۔ جاؤ کہہ دو۔ اسے میری طرف سے پوری اجازت ہے۔"

"بیکار بات نہ بڑھاؤ۔ کنجی تم نہیں لے جا سکتے۔"

"ہو سکتا ہے دیر ہو جانے پر سر سلطان کبھی ہوش میں نہ آ سکیں۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور کمرے سے نکلا چلا گیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے تیزی سے قدم اٹھا رہی تھی... عمران اُس سے پہلے ہی اپنی کار تک پہنچ گیا۔

سر سلطان کو نو بجے رات تک ہوش نہیں آیا تھا، پھر عمران سول اسپتال سے چلا آیا۔ ڈاکٹروں کی رائے تھی کہ اُن کے جسم میں کوئی گہری خواب آور دوا پہنچائی گئی ہے جس کا اثر جلد زائل ہوتا ہوا نہیں معلوم ہوتا، لیکن خود اُن کے علم میں کوئی ایسی خواب آور دوا نہیں تھی جس کا اثر اتنا دیرپا ثابت ہو سکتا ہو۔

عمران سول اسپتال سے کرنل نادر کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا۔ اُسے یقین تھا کہ آج رات اُس کے بنگلے میں گھسنے کی کوشش ضرور کی جائے گی اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جولیا اور اُس کے ساتھی یقینی طور پر بنگلے کی نگرانی کر رہے ہوں گے کیونکہ اُس نے جولیا پر اپنا یہ خیال ظاہر کر دیا تھا کہ آج رات کرنل نادر کے بنگلے پر کاغذات کے خواہش مند ریڈ کر سکتے ہیں۔ اُس نے اپنی ٹو سیٹر بنگلے سے کافی فاصلے پر چھوڑ دی تھی اور خود پیدل چلتا ہوا کرنل نادر کی خواب گاہ کے دروازے پر پہنچا، جو میدان کی طرف تھا۔

میدان تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ عمران خود رو جھاڑیوں میں چھپ گیا، پھر اُسے خیال آیا ممکن ہے اُس کا یہ اقدام احمقانہ ہو، وہ سوچ رہا تھا کہ اُس کے ماتحت آج یہاں موجود نہیں معلوم ہوتے حالانکہ جولیا کے انداز سے معلوم تھا کہ وہ اس سلسلے میں احتیاطی تدابیر ضرور اختیار کرے گی۔

عمران جھاڑیوں میں بیٹھا رہا۔ اُس کے خیال کے مطابق جولیا اتنی گدھی نہیں ہو سکتی تھی کہ ایک وقوعے کا امکان ہوتے ہوئے بھی وہ اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتی۔

وقت گزرتا رہا۔ تقریباً دس بجے عمران کو کچھ آہٹیں سنائی دیں اور وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں اُسے نہایت احتیاط سے کھسک جانا پڑا کیونکہ چار آدمی سینے کے بل زمین پر رینگتے ہوئے جھاڑیوں کے قریب سے گزر رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے اُن کا رُخ جھاڑیوں کی طرف ہو گیا اور وہ اندر چلے آئے۔ عمران نے سانس روکی اور ایک طرف کھسکتا چلا گیا۔

چاروں جھاڑیوں میں داخل ہو چکے تھے۔ عمران اُن کی سرگوشیاں سنتا رہا۔ اُس نے تھوڑی ہی دیر میں انہیں پہچان لیا، وہ اُس کے ماتحت ہی تھے۔ کیپٹن جعفری، کیپٹن خاور، سارجنٹ ناشاد اور لیفٹیننٹ چوہان۔

پھر اُس کی ریڈیم ڈائل کی گھڑی نے گیارہ بجائے اور وہ آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا جھاڑیوں کے سرے پر پہنچنے کی کوشش کرنے لگا اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ کرنل نادر کی خواب گاہ کے عقبی دروازے سے زیادہ دور نہیں تھا۔ وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ وہ اپنے ماتحتوں سے تقریباً سو گز کے فاصلے پر تھا۔

دفعتاً بنگلے کی کمپاؤنڈ سے شور و غل کی آوازیں بلند ہوئیں۔ عمران چونکا، لیکن پھر جہاں تھا وہیں رُک گیا۔ اُس کے ماتحت جھاڑیوں سے نکل کر کمپاؤنڈ کی طرف جا رہے تھے۔ شور بڑھتا رہا، لیکن میدان ویران پڑا تھا۔ شاید عمارت کے کسی حصے میں آگ لگ گئی تھی، شور و غل سے یہی معلوم ہو رہا تھا۔ عمران کے ذہن نے اُسے فوراً ہی معنی پہنا دیے اور وہ وہیں بیٹھا رہا۔

دفعتاً اُسے خواب گاہ کے عقبی دروازے کے قریب ایک سایہ نظر آیا، پھر وہ متحرک نظر آنے لگا۔ تاروں کی روشنی میں وہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دروازے پر تھوڑی دیر کے لیے جھکا رہا، پھر ایسا معلوم ہوا کہ جیسے زمین اُسے نگل گئی ہو۔ غالباً وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو چکا تھا۔ کمپاؤنڈ سے شور و غل کی آوازیں برابر چلی آ رہی تھیں۔

عمران تھوڑے توقف کے ساتھ اٹھا اور سینے کے بل رینگتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ وہ بہت آہستگی سے اٹھا اور دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ پھر کھلا اور ایک آدمی باہر نکلا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران اُس پر سوار تھا۔ اُسے سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ اُس کی گردن پر عمران کی گرفت مضبوط ہوتی گئی اور پھر وہ کسی وزنی تھیلے کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ کچھ دیر بعد عمران کی ٹو سیٹر دانش منزل کی طرف جا رہی تھی اور اُس کی اسٹپنی میں ایک بے ہوش آدمی پڑا ہوا تھا۔

اُسے ٹو سیٹر تک لے جانے میں عمران کو بڑی محنت کرنی پڑی تھی۔ اس کے لیے اُسے آگ بجھانے والوں کی نظروں سے کترا کر نکلنا پڑا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ تدبیر کارگر ہی تھی۔ عمارت کے اگلے حصے میں ایسی جگہ آگ لگائی گئی تھی کہ اثر دور تک نہ پھیلے۔ لوگوں کو الجھا لیا گیا تھا۔ اس طرح اُس آدمی کے کام میں خلل پڑنے کے امکانات نہیں رہ گئے تھے، جو خواب گاہ کا عقبی دروازہ کھول کر اندر گیا ہوا تھا۔ عمران یہ دیکھنے کے لیے نہیں رکا تھا کہ آگ کہاں لگی تھی، لیکن اُسے یقین تھا کہ اس کے لیے ان لوگوں نے نوکروں کے کوارٹروں ہی کو منتخب کیا ہوگا جو عمارت سے کافی فاصلے پر تھے۔

کچھ دیر بعد ٹو سیٹر دانش منزل کی تاریک کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ سیکرٹ سروس والوں میں اس عمارت کو ایکس ٹو کا ہیڈ کوارٹر سمجھا جاتا تھا، لیکن اُن میں سے کوئی بھی ایکس ٹو کی اجازت حاصل کیے بغیر اُس کی کمپاؤنڈ میں بھی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔

عمران بے ہوش آدمی کو کمر پر لادے ہوئے عمارت میں داخل ہوا اور جب وہ ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچا تو روشنی میں شکار پر نظر پڑتے ہی اُس کا چہرہ کھل اٹھا۔ یہ تھریسیا کا آدمی سیبرو تھا۔ وہی اندھا، جس نے ایک بار اُسے بہت زچ کیا تھا۔ عمران نے اُسے ایک کرسی پر ڈال دیا اور خود بھی ایک کرسی کے ہتھے پر ٹک کر چیونگم کا پیکٹ پھاڑنے لگا۔ اُس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔

کچھ دیر بعد سیبرو کو ہوش آگیا اور وہ اس طرح کرسی سے اچھلا، جیسے کسی نے اُس پر حملہ کر دیا ہو، لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی اُس کا منہ کھل گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے کوئی مشین چلتے چلتے رک گئی ہو۔

"تم... تم..." عمران ہکلایا۔

سیبرو خاموشی سے اپنی پلکیں جھپکاتا رہا۔ غالباً بُری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"کنفیوشس نے کہا تھا۔" عمران اُسے آنکھ مار کر مسکرایا اور تھوڑے توقف کے ساتھ بولا۔ "مگر کنفیوشس نے غلط کہا تھا... اس کے برعکس دھوبالالا نے ٹھیک کہا ہے کہ لکس ٹائیلٹ صابن کی ٹکیہ چبانے سے فلم اسٹاروں کی رنگت نکھر آتی ہے۔"

دفعتاً سیبرو نے عمران پر چھلانگ لگائی، لیکن نہایت اطمینان سے سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"ارے خدا تمہیں غارت کرے۔" عمران اُس کی طرف مڑ کر بولا۔ "تمہاری رنگت تو نہ نکھرے گی۔ خواہ تم سوڈا کاسٹک کی پوری بالٹی چڑھا جاؤ۔"

تقریباً پندرہ منٹ تک یہ اچھل کود جاری رہی... لیکن سیبرو، عمران کو ہاتھ نہ لگا سکا۔ آخر وہ تھک کر رک گیا اور کسی کتے کی طرح ہانپنے لگا۔

"کنفیوشس۔" عمران نے کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ۔" سیبرو حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"آہستہ... ذرا آہستہ۔" عمران نے مسمی صورت بنا کر کہا۔ "میں کمزور دل کا آدمی ہوں، میرا ہارٹ فیل بھی ہو سکتا ہے۔"

"تم کسی حقیر کیڑے کی طرح فنا کر دیے جاؤ گے۔" سیسرو ہانپتا ہوا بولا۔

"نہیں دوست ایسا نہ کرنا۔" عمران گھگھیایا۔ "لو یہ کنجی حاضر ہے، مجھے معاف کر دو۔" عمران نے جیب سے تجوری کی کنجی نکال کر اُسے دکھائی۔

سیسرو پھر جھپٹا، شاید وہ اسی چکر میں تھا کہ عمران اس بار بھی جھکائی دے کر الگ ہٹ جانے کی کوشش کرے گا۔ اسی لیے اُس نے اپنے ذہن کو کافی چاق و چوبند کر کے حملہ کیا تھا۔

لیکن وہ غلطی پر تھا۔ اس سے سرزد ہونے والا ہر فعل اُس کے حریفوں کے لیے عموماً غیر متوقع ہی ثابت ہوا کرتا تھا۔ سیسرو پھر دھوکا کھا گیا، نہ صرف دھوکا، بلکہ چوٹ بھی۔ عمران نے اُچھل کر دونوں پیر اُس کے سینے میں مارے تھے۔ سیسرو کے حلق سے ایک طویل کراہ نکلی اور وہ بڑی میز سے پھسلتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ اس بار اُس کا پھرتیلا پن جواب دے گیا تھا۔ وہ فوراً ہی نہ اُٹھ سکا۔

"معاف کرنا پیارے!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "اس بار میں نے گدھوں کی سی حرکت کی۔ اپنا دل میری طرف سے صاف کر ڈالو، آئندہ ایسا نہ ہوگا۔"

"میں تجھے مار ڈالوں گا۔" سیسرو دونوں مُٹھیاں بھینچ کر چیخا۔

"کنفیوشش نے کہا تھا..."

سیسرو نے کنفیوشس کو ایک گندی سی گالی دی اور پھر جھپٹا اور عمران نے جھک کر اُس کے پیٹ پر ٹکر ماری، مگر اس بار وہ خود بھی نہ سنبھل سکا اور دونوں نیچے اوپر فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

عمران نے گرتے گرتے اپنی کہنیاں اُس کے سینے پر ٹیکا دی تھیں۔ اس لیے اُسے سیسرو کی گرفت سے نکل آنے میں کوئی دُشواری نہیں پیش آئی، ورنہ سیسرو نے اُس کی گردن اپنے بازوؤں میں جکڑ لینے کی کوشش کی تھی۔

یہ ٹکر آخری ثابت ہوئی اور اس نے سیسرو کے کس بل نکال دیے۔ وہ اُٹھا، لیکن کھڑا نہیں ہوا۔ میز کے پائے سے ٹیک کر اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

"اب بتاؤ پیارے سیسرو کہ محکمہ خارجہ کا ڈپٹی سیکرٹری کرنل نادر کہاں ہے؟" عمران نے مضحکہ اُڑانے کے سے انداز میں پوچھا۔ سیسرو نے آنکھیں کھول دیں، جو انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ وہ اس وقت کسی درندے سے مشابہ معلوم ہو رہا تھا۔

"تم..." اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "تمھارے فرشتے بھی مجھ سے نہیں معلوم کر سکتے۔"

"میرے فرشتے تو اس وقت پنگ پانگ کھیل رہے ہوں گے۔ میں معلوم کروں گا۔"

"کوشش کرو۔" سیسرو غرّایا۔

"کوشش تو بہت بڑی چیز ہے، تم کوشش کے بغیر ہی بتا دو گے۔" عمران نے بے تعلقی سے کہا، پھر شکے سے قہقہے کے ساتھ بولا۔ "سوٹل آگ لگانے والی اسکیم تو بڑی شاندار تھی، مگر تم لوگ ہمیشہ بھول جاتے ہو کہ مقابلہ عمران جیسے بے وقوف سے ہے۔"

"تمھاری موت قریب آ گئی ہے۔ الفانسے تمھیں بڑی بیدردی سے مار ڈالے گا۔" سیسرو نے کہا۔

"تم الفانسے سے کم تو نہیں ہو۔"

"میں الفانسے کے پیروں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوں۔" سیسرو نے کہا۔

"تب تو مجھے افسوس ہے کہ میں نے ایک کمتر آدمی پر ہاتھ اُٹھایا تھا۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "اچھا سیسرو اب میں تمھارے لیے ہاتھ کبھی نہ استعمال کروں گا۔ چلو بتاؤ کرنل نادر کہاں ہے؟"

"میں کسی کرنل کو نہیں جانتا۔"

"تب پھر کیا تم مُرغیاں چُرانے کے لیے اُس گھر میں گھسے تھے؟"

"میں کسی کے گھر میں نہیں گھسا تھا، تم جھوٹے ہو۔"

"اچھی بات ہے۔ یہ کمرا تمھاری قبر بنے گا۔" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سیسرو اُس کی طرف جھپٹا اور دوسرے ہی لمحے اُس کے پیٹ پر عمران کی لات پڑی۔ وہ پیٹ دبائے ہوئے دُہرا ہو گیا۔

"میں وعدہ کر چکا ہوں پیارے سیسرو کہ تمھارے ہاتھ استعمال نہیں کروں گا۔ کمتر آدمیوں سے اسی طرح ملتا ہوں۔" عمران نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔ خود کار دروازہ بند ہو کر مقفل ہو گیا۔

اب وہ ایک ایسے کمرے میں آیا، جہاں ایک بڑی میز پر تین فون رکھے ہوئے تھے۔ اُس نے ایک پر جولیانا فٹزواٹر کے نمبر ڈائل کیے۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے جولیا کی کپکپاتی ہوئی سی آواز آئی۔

"میرے سارے ماتحت گدھے ہیں۔"

"زبردست غلطی ہوئی جناب!"

"مگر ہوئی کیوں؟... کیا اُن کی مدد کے بغیر آگ نہ بجھتی؟"

"میں نہیں کہہ سکتی کہ اُن سے یہ حماقت کیسے سرزد ہوئی؟ میں تو آپ کے احکامات کے انتظار میں گھر پر ہی رُک گئی تھی۔"

"خیر... دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں الفانسے کا نائب سیسرو بند ہے۔ اس سے معلوم کرو کہ کرنل نادر کہاں ہے؟"

"سیسرو؟" جولیا نے حیرت سے دُہرایا۔

"ہاں اور دوسرا کام تمھیں عمران سے اسٹیٹ بینک کے سیف کی کنجی حاصل کرنا ہے۔"

"دوسرا کام بہت مشکل ہے جناب!"

"کیوں؟"

"ہم بس ایک اُسی سے نہیں نپٹ سکتے۔"

"تم سب نالائق ہو... اچھا خیر میں ہی دیکھوں گا۔"

"مگر سیسرو آپ کو کہاں ملا؟"

"کرنل کی خواب گاہ میں۔ اگر میں سب کچھ تم لوگوں پر چھوڑ دوں تو نہ میری چیف آفیسری قائم رہ سکتی ہے اور نہ ہی تم لوگوں کی ملازمتیں..." عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

سیسرو نے اپنے گرد کھڑے ہوئے نقاب پوشوں کو خونخوار نظروں سے دیکھا، لیکن چُپ چاپ بیٹھا رہا۔

"سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔" ایک نے اُس سے کہا۔

لیکن سیسرو نے دوسری طرف مُنہ پھیر لیا۔ نتیجے کے طور پر اُسے ایک معز ہلا دینے والا تھپڑ برداشت کرنا پڑا۔ لفظ برداشت مناسب نہیں ہے، کیونکہ تھپڑ کھاتے ہی سیسرو کسی بھوکے بھیڑیے کی طرح بپھر گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اسی وقت موت یا زندگی کا فیصلہ کر دے گا۔

ایکس ٹو کے چاروں ماتحت شاید اس خیال میں تھے کہ وہ اُسے ایک خارش زدہ چوہے سے بھی کمتر پائیں گے، لہٰذا اُس کا یہ حملہ اُن کے لیے غیر متوقع بھی تھا۔ جتنی دیر میں وہ سنبھلتے سیسرو دروازے تک پہنچ چکا تھا۔ پھر اُس نے چاروں پر ایک کرسی کھینچ ماری۔ شاید وہ پہلے ہی عمران کو دروازہ... کھولتے ہوئے دیکھ چکا تھا، اس لیے اس خود کار دروازے کو کھولنے میں اُسے کوئی دُشواری پیش نہ آئی۔

دوسرے ہی لمحے میں وہ باہر تھا۔ چاروں اُس کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ وہ کمپاؤنڈ میں پہنچ گیا اور اب اُسے پا لینا مشکل تھا، کیونکہ کمپاؤنڈ کافی کشادہ تھی اور اس میں جگہ جگہ مختلف قسم کی گھنی بیلیں اور جھاڑیاں تھیں اور پھر اندھیرا تو تھا ہی۔ ایکس ٹو کے ماتحتوں کی بوکھلاہٹ قابلِ دید تھی۔ وہ اندھیرے میں اِدھر اُدھر سر مارتے رہے، لیکن اُن میں سے کسی کو بھی اتنی عقل نہیں آئی کہ پھاٹک پر پہنچ جاتا۔ کمپاؤنڈ کی دیواریں کافی اُونچی تھیں۔ لہٰذا انھیں سوچنا چاہیے تھا کہ فرار کے لیے وہ پھاٹک ہی کو ترجیح دے گا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک سر مارنے کے باوجود بھی وہ اُسے نہ پا سکے۔

"اب کیا ہوگا جعفری صاحب؟" سارجنٹ ناشاد نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"ہوگا کیا؟ سب تمھاری ہی بدولت ہوا۔ تم نے اُسے تھپّڑ کیوں مارا تھا؟"

"اے سبحان اللہ تو کیا میں اُسے سجدہ کرتا؟" ناشاد بگڑ گیا۔

"دراصل ہمیں مغالطہ ہوا تھا۔" لیفٹیننٹ چوہان نے کہا۔

"پھر اب کیا کیا جائے؟" کیپٹن خاور نے کہا۔

"کھا جائے گا وہ... زندہ نہیں چھوڑے گا۔" جعفری بولا۔

"کوئی بہانہ سوچو۔" ناشاد بڑبڑایا۔

"بہانہ!" خاور نے غصیلی آواز میں کہا۔ "بہانہ سوچ کر کیا کرو گے؟ تمھی نے کام بگاڑا ہے۔"

"خُدا کی پناہ! تم لوگ تو ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئے ہو۔ یہ کہاں کی انسانیت ہے، مارے بغیر وہ کیسے بتاتا۔ دیے اگر اُسے مٹھائیاں پیش کرنے کا ارادہ تھا تو مجھے پہلے ہی بتا دیا ہوتا۔"

"اور دوسری غلطی سب سے ہوئی ہے۔" لیفٹیننٹ چوہان

بولا۔ "ہم میں سے کسی نہ کسی کو پھاٹک پر ضرور رہنا چاہیے تھا۔"
"وہ سب کچھ ہُوا، مگر اب کیا ہوگا؟" کیپٹن جعفری بڑبڑایا۔
"سُنو یارو! " سارجنٹ ناشاد نے ہانک لگائی۔ "اب دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں یا تو ہم اس ملازمت سے سبکدوش کر دیے جائیں گے یا نہ کیے جائیں گے۔ لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ اس وقت کسی اچھے سے بار میں بیٹھ کر غم غلط کیا جائے کیا سمجھے؟"
"تم ضرور غم غلط کرو۔" خاور نے غصیلی آواز میں کہا۔ "ہمارا بیڑا تو غرق کر ہی چکے۔"
"یار تم سب بڑے ڈرپوک ہو۔" ناشاد نے بُرا سا منہ بنایا۔ "میں تو چلا۔ تم لوگ یہیں ٹھہرے رات بھر جھک مارتے رہو... ٹاٹا۔" ناشاد نے کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہُوا کمپاؤنڈ سے نکل گیا۔

◆

عمران نے جب یہ سُنا تو سر پیٹ لیا۔ اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ اُن چاروں کی بوٹیاں اُڑا دے۔ ابھی ابھی اُسے جولیانا فنٹرواٹر نے فون پر اس واقعے کی اطلاع دی تھی اور ریسیور عمران کے ہاتھ میں ہی تھا۔
"تم خود وہاں کیوں نہیں موجود تھیں؟" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اور جب یہ چاروں گدھے کچھ ہی دیر پہلے ایک بڑی حماقت کر چکے تھے۔ تم نے انھیں بھیجا ہی کیوں؟ سیسرو معمولی آدمیوں میں سے نہیں ہے۔ وہ کوئی گھٹیا قسم کا چور یا اچکا نہیں ہے کہ تشدد کے ذریعے اُس سے کچھ معلوم کیا جا سکے۔ اچھا اب تم جہنم میں جاؤ۔ ایکس ٹو تنہا یہ کام انجام دے گا۔"
"آپ سُنیے تو سہی۔"
"شٹ اپ!" عمران غرایا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔
اب وہ پھر اندھیرے میں تھا اس نے سوچا تھا کہ سیسرو کے ذریعے نہ صرف کرنل نادر کا سُراغ مل سکے گا، بلکہ اسی طرح تھریسیا اور الفانسے تک بھی اُس کی رسائی ممکن تھی مگر اب وہ اپنے ماتحتوں کے ناکارہ پن پر دانت پیس رہا تھا۔
"سزا!" وہ بڑبڑایا۔ "انھیں اس کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔"
اُس نے فون پر سارجنٹ ناشاد کے نمبر ڈائل کیے۔
"ہِق... ہِق..." دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کا فون بولتا پڑا ہے... سالا۔"
"اوہ، تو تم نے پی رکھی ہے۔" عمران دانت پیس کر بولا۔
"ہاں... ہاں... پی رکھی ہے... پھر سالا تم کون ہے؟"
"ایکس ٹو..."
"ہو ہیں گا سالا... ہمارے ٹھینگے سے... مغزمت کھاؤ۔"
"اچھا... اچھا..." عمران سرہلا کر بولا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔
اب اُس نے خاور کے نمبر ڈائل کیے، لیکن جواب نہیں ملا شاید وہ گھر پر نہیں تھا۔ جعفری اور چوہان بھی نہیں ملے۔ آخر عمران خود ہی اس مہم پر روانہ ہو گیا۔ اُسے کم از کم ناشاد کو تو سزا دینی ہی تھی۔

◆

پھر وہ تقریباً چار بجے گھر واپس آیا۔ اُس نے ناشاد کے ساتھ جو کچھ بھی برتاؤ کیا تھا، اُس پر مطمئن تھا۔ اُس نے دروازہ بند کیا اور پھر کپڑے اُتارنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔
"اب کون مرا؟" اُس نے بڑبڑاتے ہوئے فون اُٹھایا۔
"ہیلو..."
"کون؟... عمران؟" دوسری طرف سے کوئی عورت بول رہی تھی، لیکن عمران آواز نہیں پہچان سکا۔
"ہاں... عمران... آپ کون ہیں؟"
"تھریسیا۔"
"ہا ہپ... ہلو... یس... ہاؤ ڈو وائی ڈو؟"
"او کے ڈارلنگ! تم نے سیسرو کو پکڑا تھا؟"
"اگر وہ مچھروں کی نسل سے ہے تو یقیناً پکڑا گیا ہوگا۔ کیونکہ میں تو صبح سے فلٹ کی پچکاری لیے بیٹھا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر مچھر نہ ہوں تو عشاق بھی گہری نیند سو سکتے ہیں۔"
"احمقوں کے بچا! تم بہت جلد غرق ہونے والے ہو۔"
"بھتیجوں کو فائدہ پہنچے گا، کیونکہ کروڑوں کا بینک بیلنس چھوڑنے کا ارادہ ہے۔"
"آج کل تم سے سوزی نام کی ایک لڑکی مل رہی ہے اُس سے ہوشیار رہو۔"
"کرنل نادر کہاں ہے ڈارلنگ؟" عمران نے بڑے پیار سے پوچھا۔

"پتہ نہیں بتا سکتی کیونکہ وہ پارٹی کے مفاد کا معاملہ ہے۔"
"تو پھر مجھ پر اتنا کرم کیوں ہے؟"
"تمھاری موت سے پارٹی کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا اس لیے میں اسے فضول سمجھتی ہوں۔"
"ہائیں! اُم مجھے فضول سمجھتی ہو۔"
"تمھیں نہیں، تمھاری موت کو۔ لیکن اگر تمھارا بس چلے تو میرے ہتھکڑیاں لگا دو۔"
"ہرگز نہیں ہوسکتی! اُم کیسی باتیں کر رہی ہو۔ میں تو تم پہ جان چھڑکتا ہوں، مگر پٹخنا نہیں، لاحول ولا... چھڑکنا... میں تم پر جان چھڑکتا ہوں۔ کرنل نادر کہاں ہے؟"
"تم مکار ہو عمران! تمھاری کسی بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ تم اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے سب کچھ کر سکتے ہو۔ تم میں جمالیاتی حِس بالکل نہیں ہے۔"
"میں بذات خود جمالیاتی ہوں، کیونکہ میرے دادا کا نام جمال احمد جمالی تھا۔"
"بس مجھے اتنا ہی کہنا تھا کہ سوزی سے ہوشیار رہنا۔" تھریسیا کی آواز میں بیزاری تھی اور پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

◆

سارجنٹ ناشاد اتنی زیادہ پی گیا تھا کہ اُس کے حواس جواب دے گئے تھے۔ ایکس ٹو کو فون پر اوٹ پٹانگ سُنانے کے بعد وہ اور زیادہ مسرور نظر آنے لگا تھا۔ پھر اُس نے تھوڑی اور چڑھائی۔ کچھ دیر حلق پھاڑ پھاڑ کر اپنی کوئی غزل ریکتا رہا، پھر سو گیا۔ پتا نہیں کب تک شراب اُس کے ذہن پر حاوی رہی، لیکن جب آنکھ کھلی تو اُس نے اپنے نیچے کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں سُنیں، پھر اُس نے پیر پھیلانے چاہے، لیکن ممکن نہ ہُوا۔ ہاتھ پھیلانے چاہے، لیکن یہ بھی دُشوار ثابت ہُوا۔ اُسے ایسے محسوس ہونے لگا جیسے وہ کسی چھوٹے سے صندوق میں بند ہو، لیکن اُس نے کن انکھیوں سے اوپر دیکھا، سر پر تاروں بھرا آسمان تھا۔ وہ کن انکھیوں ہی سے دیکھ سکتا تھا، کیونکہ وہ بائیں کروٹ پر پڑا ہُوا تھا اور سیدھا ہونا محال... جنبش ہی نہ کر سکتا تھا، پھر بھی وہ خود کو متحرک محسوس کر رہا تھا... بغیر ڈھکن کا وہ چھوٹا سا صندوق دوڑ رہا تھا۔
دفعتاً سارجنٹ کے حلق سے بے اختیارانہ انداز

میں چیخیں نکلنے لگیں اور متحرک صندوق رک گیا، لیکن ناشاد برابر چیختا رہا۔ یکایک کسی نے صندوق میں ٹھوکر مار کر کہا۔
"کاہے چلاوت ہے رہے... گھنٹی دبائے دیئوں۔ دیکھوں بیچ ہے ہو گردن دبا دئوں گا۔"
"شٹ اپ یو ڈرٹی سوائن۔" ناشاد دہاڑا۔ "ابے تو ہے کون؟"
"انگریزی وگریزی ناچلی سرو... پچھے پڑے رہیو"... "پچھے پڑے رہنا انگریزی وگریزی نہیں چلے گی"، اور صندوق پھر حرکت میں آ گیا۔
ناشاد سوچنے لگا کہ یہ کیا مصیبت ہے۔ وہ پھر کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح اٹھ کر بیٹھ جائے۔ لیکن پھر اسے مایوسی ہوئی۔ وہ کچھ اس طرح اس میں پھنسا ہوا تھا کہ نہ تو وہ ہل سکتا تھا اور نہ ہلنے کی کوشش کر سکتا تھا۔ صندوق دوڑ رہا تھا اور ناشاد کا ذہن ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔ نشے سے پہلے کے واقعات بہت تیزی سے اسے یاد آ رہے تھے۔ پہلی شکست، بدمزگی اور پھر شراب نوشی۔ اس نے جعفری وغیرہ کے سامنے ایکس ٹو کو برا بھلا کہا تھا اور پھر دفعتاً ذہن کے دھندلکوں سے کچھ سوئی سوئی سی یادداشت ابھری، ایکس ٹو کا فون بھی تو آیا تھا شاید... لیکن اس نے نشے کی ترنگ میں اس کی توہین کرنے کی کوشش کی تھی۔ ناشاد کانپ گیا اور ایک بار پھر اسے محسوس ہونے لگا جیسے اس پر غشی طاری ہو رہی ہو۔
دفعتاً قریب ہی کوئی چیخنے لگا۔ "اللہ کے نام پر بابا... اندھے، گونگے، بہرے لاچار کے لیے..."
صندوق رک گیا تھا۔ ناشاد نے محسوس کیا کہ اجالا پھیل گیا ہے۔ بے ہنگم سی تیز اسی آوازیں اس کے کانوں سے ٹکراتی رہیں۔
"بابا... نور کے تڑکے... اللہ کے نام پر... جگ جگ جیو... بچے آباد رہیں... اندھے، گونگے، بہرے لاچار کے لیے۔"
"ابے او فقیر..." ناشاد نے ہانک لگائی۔ "ذرا مجھے نکالنا تو... انعام دوں گا۔" منہ مانگا۔ اسے اپنی آواز سے اجنبیت سی محسوس ہو رہی تھی، اس میں بہت زیادہ گھبراہٹ تھی۔ غالباً یہ بے تحاشا پینے کا اثر تھا۔
"ابے دقیشہ... آج کیا ہو گیا ہے تجھے؟" کسی نے صندوق میں ٹھوکر مار کر کہا۔ "جوتے کھلوائے گا؟"

"شٹ اپ یو باسٹرڈ... سن آف اے بچ۔" ناشاد دانت پیس کر غرایا۔ "مجھے اس صندوق سے نکال، ورنہ بلاتا ہوں پولیس کو۔"
دفعتاً اس نے محسوس کیا کہ کوئی اس پر جھکا ہوا ہے اور پھر اس نے کسی کو کہتے سنا۔
"ابے تو کون ہے؟... میرا بابا کہاں ہے؟"
"جہنم میں... اور تجھے بھی جہنم میں پہنچا دوں گا، ورنہ نکال مجھے۔" ناشاد نے کہا اور چند لمحوں کے بعد اس نے ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ سنی اور اس کے پیر خود بخود پھیلتے چلے گئے۔ شاید اس طرف کا تختہ نیچے گرا دیا تھا۔ ناشاد نیچے کھسکا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے سامنے ایک شکستہ حال نوجوان فقیر کھڑا تھا اور خود ناشاد بھی کوئی بھک منگا ہی معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے جسم پر ایک ایسا کوٹ تھا، جس کے چیتھڑے جھول رہے تھے اور نیکر کی ساخت بھی یہی کہتی تھی کہ وہ کبھی پتلون رہی ہو گی۔
"تو کون ہے... رے؟" نوجوان فقیر نے اسے نیچے سے اوپر تک گھورتے ہوئے پوچھا۔
"تو کون ہے؟" ناشاد نے اسے للکارا۔
"جگو کا بیٹا مداری۔ تو نے میرے بابا کا کیا بنایا؟ اس کے کپڑے تو نے کیوں پہنے ہیں؟"
"یو انفرنل بیسٹ۔" ناشاد دانت پیس کر رہ گیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ اسے غصہ نہیں آیا تھا۔ اس کا ذہن تو اس فکر میں الجھا ہوا تھا کہ اگر کسی شناسا نے اسے اس حال میں دیکھ لیا تو کیا سمجھے گا۔
"بول کہاں ہے میرا بابا؟" فقیر اس پر جھپٹ پڑا۔ ناشاد شاید اس کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس کے لیے سنبھلنا دشوار ہو گیا، پھر بھی اس نے حتی الامکان بچنے کی کوشش کی اور اس کے گھٹنے زمین سے جا لگے تھے۔ فقیر اس پر چھا گیا۔ ناشاد اٹھنے کے لیے زور لگانے لگا تھا، لیکن فقیر خاصا طاقتور ثابت ہوا۔ اچھی طرح اجالا پھیل گیا تھا۔ ادھر آمد و رفت شروع ہو گئی تھی۔ کچھ لوگ بیچ بچاؤ کرانے کے لیے دوڑ پڑے، لیکن اتنی ہی دیر میں ناشاد کا چہرہ داغدار ہو چکا تھا۔ فقیر کے بڑھے ہوئے ناخنوں نے خاصے نقش و نگار بنا دیئے تھے۔ اچانک اس دوران میں ناشاد کی نظر بائیں جانب والی ایک عمارت کی طرف

اٹھ گئی اور وہ سناٹے میں آ گیا، پھر اسے اس کا بھی ہوش نہیں رہ گیا کہ وہ پٹ رہا ہے۔ بس ایک بار اس نے چھلانگ لگائی اور مجمع سے باہر تھا، پھر وہ اپنی پوری قوت سے ایک سمت دوڑنے لگا۔ اسے اچھی طرح یاد نہیں کہ وہ کیسے اپنے گھر تک پہنچا، نہ اسے گھورتی ہوئی آنکھوں کا ہوش تھا اور نہ پڑوسیوں کے استعجاب زدہ چہروں کا۔ البتہ ایک آواز اس کے کانوں میں برابر گونجتی رہی تھی۔
"میرا بابا... میرا بابا۔" اور دروازہ بند کر لینے کے بعد بھی اسے یہ آواز سنائی دیتی رہی۔ فقیر جو اس کے پیچھے دوڑتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا، دروازہ پیٹ پیٹ کر چیخ رہا تھا۔
"صاحب آپ کے گھر میں چور گھسا ہے... ڈاکو گھسا ہے... قاتل گھسا ہے۔"
لیکن ناشاد اب اس حال میں دوبارہ دروازہ نہیں کھولنا چاہتا تھا۔ وہ سیدھا اپنی خواب گاہ میں چلا گیا، تاکہ جلد سے جلد کم از کم سلیپنگ سوٹ ہی ڈال لے لیکن اسے دروازے پر ہی ٹھٹھک جانا پڑا کیونکہ ایک میلا کچیلا بوڑھا اس کا سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے مسہری پر خراٹے لے رہا تھا۔
ناشاد آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پھر یک لخت اس پر ٹوٹ پڑا۔
"ارے باپ رے۔" بوڑھا رو دینے والی آواز میں چیخا۔
"کون ہے بے تو؟" ناشاد اس کے بال پکڑ کر جھنجھوڑتا ہوا بولا۔
"ارے سرکار، مار ڈالا۔ بال چھوڑیے... اچھا ہوا آپ واپس آ گئے۔ ڈر کے مارے میرا دم نکلا جا رہا تھا، مگر نیند بڑی اچھی آئی۔ جگ جگ جیو مالک... اب مجھے جانے دو۔" ناشاد کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ بوڑھا اس کے ہاتھ ہٹا کر مسہری سے اتر آیا۔
"اب انعام دلوایئے نا صاحب۔" بوڑھے نے مسکرا کر کہا۔ اور ناشاد نے محسوس کیا کہ وہ اندھا ہے۔ بوڑھا کہہ رہا تھا۔
"اپنے کپڑے لیجیے اور میرے کپڑے لا دیجیے... بھلا ان کپڑوں میں مجھے کون بھیک دے گا؟"
سارا معاملہ ناشاد کی سمجھ میں آ گیا۔ یہ لازمی طور پر

"کلاس ٹیچر بس نہیں سنتی ہے"

ایکس ٹو ہی کا کارنامہ تھا۔ یقیناً اسے اس کی طرف سے سزا ملی تھی۔ ایک بار پہلے بھی ایسا ہو چکا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ناشاد نے اسے رخصت کر دیا۔ اس سے دس روپے کے انعام کا وعدہ کیا گیا تھا۔ لہٰذا ناشاد کو چپ چاپ نکال کر دینے پڑے۔ اندھا باہر کھڑے ہوئے نوجوان فقیر کو ڈانٹتا پھٹکارتا ہوا، وہاں سے لے گیا۔
ناشاد کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے۔ اس کے پاس ایک سنسنی خیز اطلاع تھی، ایسی کہ اس سے ایکس ٹو کے ماتحتوں کی غلطیوں کا ازالہ بھی ہو سکتا تھا۔ پہلے تو وہ دل ہی دل میں ایکس ٹو کو گالیاں دیتا رہا، پھر سوچنے لگا کہ اگر وہ ملازمت سے مستعفی بھی ہو جائے تو ضروری نہیں کہ ایکس ٹو اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لے۔ وہ تو ہر جگہ اور ہر حال میں اسے سزا دے سکتا تھا۔ بہرحال وہ "بہرا فقیر" اٹھا اور فون پر ایکس ٹو کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔
"ہیلو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔
"ناشاد اسپیکنگ سر!" ناشاد گھگھیایا۔
"آہا... فرمایئے ناشاد صاحب! کیسے مزاج ہیں؟"
"میں کان پکڑ اور ناک رگڑ کر معافی چاہتا ہوں جناب!"
"پھر اس طرح پیو گے؟"
"نہیں جناب کبھی نہیں! میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں... مگر میں نے کچھ کام بھی کیا ہے۔"
"اچھا..."
"جی ہاں، میں نے سیسرو کو پیرا ماؤنٹ بلڈنگ میں دیکھا ہے۔ وہ اسی کھڑکی میں تھا جہاں انتھرے اینڈ کو کا بورڈ لگا ہوا ہے۔"

"اگر یہ اطلاع غلط ثابت ہوئی تو...!"
"میں نے اُسے وہیں دیکھا تھا جناب!"
"اچھی بات ہے... اور کچھ؟"
"ایک گزارش ہے"
"کہو..."
"اس واقعہ کی اطلاع میرے ساتھیوں کو نہ ہونے پائے۔"
"نہ ہوگی" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ ناشاد ریسیور رکھ کر اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے کسی پہاڑی پر چڑھتے چڑھتے دم لینے کے لیے رُکا ہو۔

عمران نے معلوم کر لیا کہ الفتھرے اینڈ کو فارورڈنگ اینڈ کلیئرنگ ایجنٹس ہیں لیکن نہ تو الفتھرے کی شکل دیکھ سکا اور نہ وہاں سیسر وہی کا سُراغ مل سکا۔ ایک کلرک اور چپراسی وہاں موجود تھے، پھر بھی اُس نے لیفٹیننٹ چوہان کو اس بلڈنگ کی نگرانی پر مامور کر دیا۔

تفتیش کرنے پر الفتھرے کا جو حلیہ معلوم ہوا تھا یقیناً مشتبہ تھا۔ اُدھر سے فرصت حاصل کر کے وہ سر سلطان کی طرف متوجہ ہوا جو اب ہوش میں آ گئے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ اُس دن اُن کے ڈرائیور کا بھتیجا انھیں آفس پہنچانے کے لیے آیا تھا لیکن انھوں نے پہلے اُسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس سے معلوم ہوا تھا کہ ڈرائیور اچانک بیمار ہو گیا ہے۔ حالانکہ... انھیں کرنل نادر کی گمشدگی کی اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی، لیکن انھوں نے اس کے امکانات پر غور نہیں کیا تھا۔ آفس جانے سے کچھ دیر پہلے انھیں کرنل نادر کی بیوی کا فون موصول ہوا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ کرنل نادر کسی غیر ملکی لڑکی کے ساتھ کہیں وقت گزارنے گیا ہے۔ اُس نے یہ بھی بتایا تھا کہ کرنل نادر اپنی خواب گاہ میں اُس سے جاپانی سیکھا کرتا تھا۔

عمران نے اسٹیٹ بینک کے سیف کی کنجی سر سلطان کے سپرد کرنی چاہی لیکن انھوں نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے، ویسے انھوں نے محکمۂ سُراغ رسانی کو ضرور ہدایت کر دی کہ اسٹیٹ بینک کے اسٹرانگ رُوم کی گہری نگرانی کی جائے۔

اب سوزی کی فکر ہو گئی تھی چونکہ اس کے سلسلے میں تھریسیا نے اُسے خبردار کیا تھا۔ لہٰذا وہ اُسے چیک کرنا چاہتا تھا۔ اس دوران میں تقریباً ہر شام وہ اُس سے ملتی رہتی تھی، لیکن عمران نے اُسے اپنی قیام گاہ کا پتا نہیں بتایا تھا۔

آج عمران کا ذہن بُری طرح اُلجھا ہوا تھا۔ اگر سوزی کی حقیقت معلوم کرنے کا خیال نہ ہوتا تو شاید آج عمران نائٹ کلب کا رُخ ہی نہ کرتا۔ سوزی حسبِ معمول وہاں موجود تھی، لیکن عمران نے محسوس کیا کہ وہ آج کچھ نڈھال سی ہے۔ اُس کی آنکھوں میں خوشیوں کی بے چین لہریں نہیں تھیں اور وہ اپنی عمر سے دس سال زیادہ معلوم ہو رہی تھی۔ اُس نے ایک مضمحل سی مسکراہٹ کے ساتھ عمران کا خیر مقدم کیا۔ کچھ دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر یک بیک سوزی کچھ نروس سی نظر آنے لگی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی خاص بات کہنے کے لیے مضطرب ہو، لیکن ہمت ساتھ نہ دے رہی ہو۔ آخر اُس کے ہونٹ ہلے۔

"کیا تمھیں علم ہے کہ جولیانا فٹزواٹر ایک شادی شدہ عورت ہے؟"
"ہائیں" عمران آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔ "کیا مطلب؟"
"تو تم اُسے ایک شادی شدہ عورت کی حیثیت سے نہیں جانتے؟"
"ہرگز نہیں، وہ کنواری ہے۔ تم مذاق کر رہی ہو۔"
"وہ شادی شدہ ہے" سوزی نے سنجیدگی سے کہا اور اپنے ہونٹ بھینچ لیے، پھر آہستہ سے بولی "وہ تمھیں اب تک دھوکا دیتی رہی ہے۔ وہ کنواری نہیں ہے۔ اُسے خود کو جولیانا الفتھرے لکھنا اور کہنا چاہیے لیکن وہ تمھیں دھوکا دینے کے لیے اپنے نام کے ساتھ باپ کا نام استعمال کر رہی ہے۔"
"اے باپ رے" عمران اپنے سینے پر ہاتھ پھیرتا ہوا مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔ "جولیانا الفتھرے خدا اُسے غارت کرے... وہ اب تک مجھے دھوکا دیتی رہی۔"
"کیا تم اُس سے محبت کرنے لگے ہو؟"
"ہرگز نہیں، کبھی نہیں، وہ مجھے بالکل اچھی نہیں لگتی۔"
سوزی کے چہرے پر اطمینان کی لہریں نظر آنے لگیں اور اُس نے مسکرا کر کہا "تم اُس سے کہہ دو کہ تم سے نہ ملا کرے۔"
"مگر میں یہ کیوں کہہ دوں؟ اگر وہ شادی شدہ ہے تو میرا اس سے کیا نقصان ہے؟ اگر نہیں ہے تو فائدہ کیا ہو سکتا ہے؟"
"ایک شریف آدمی کی زندگی تلخ ہو سکتی ہے۔" سوزی نے کہا "مسٹر الفتھرے اُسے کھونا نہیں چاہتے۔ اگر تم اُسے

دھتکار دو الفتھرے کی زندگی برباد ہونے سے بچ جائے گی۔ ورنہ ایک شریف آدمی کا خون تمھاری گردن پر ہوگا۔"
عمران بوکھلا کر اپنی گردن ٹٹولنے لگا۔ ساتھ ہی اُس کے چہرے پر اس قسم کے آثار نظر آئے جیسے وہ خون کی... چپچپاہٹ محسوس کر رہا ہو۔
"نہیں" وہ خوف زدہ آواز میں بولا۔ "ہرگز نہیں... اگر وہ مجھ سے ملنا چاہے گی تو نہیں ملوں گا۔ نہ مانے گی تو اُس پر شہد کی مکھیاں چھوڑ دوں گا۔ میرے پاس تقریباً پانچ ہزار شہد کی مکھیاں ہیں۔" سوزی اس خیال پر بے ساختہ ہنس پڑی۔ کچھ دیر خاموش رہی، پھر بولی۔
"ہم دونوں بہت اچھے دوست بن سکتے ہیں۔"
"کیا اب بُرے ہیں؟" عمران نے پوچھا۔
"نہیں، یہ میں نے کب کہا ہے۔ دیکھو عمران... دوست میں بھی ابھی تک دھوکا دیتی رہی ہوں۔"
"ہائیں..." عمران آنکھیں پھاڑ کر اُچھل پڑا۔ "تم بھی دھوکا دے رہی ہو؟"
"ٹھہرو! ڈیئر! اتنی جلدی سمجھنے کی کوشش نہ کرو۔ پوری بات سُن لو۔ میں نے یہ دھوکا ایک نیک مقصد کے حصول کے لیے دیا تھا۔ میں صرف یہ چاہتی تھی کہ مسٹر الفتھرے کی زندگی برباد نہ ہو۔ میں نے آج تک ملایا کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ ہمیشہ اسی شہر میں رہی ہوں۔ مسٹر الفتھرے میرے پاس ہیں..."
"اوہ... ہو" عمران نے اُلوؤں کی طرح دیدے گھمائے۔
"ہاں! انھوں نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ کسی طرح عمران کو مسز الفتھرے سے جدا کر دو، پھر انھوں نے کہا کہ اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اُس سے دوستی کرو... پھر اُسے اپنے ساتھ لاؤ۔"
"کہاں لاؤ؟"
"یہ بھی مجھے آج ہی معلوم ہوا ہے۔ انھوں نے آج صبح مجھے وہ جگہ بتائی ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ وہ تم سے کوئی ایسی تدبیریں کریں گے جس کی وجہ سے تم پھر کبھی جولیانا کی طرف رُخ نہ کر سکو۔"
"تو پھر چلو، میں چل رہا ہوں" عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا۔
"تم کیا سچ مچ اُلو ہو؟" سوزی نے حیرت سے کہا۔
"نہیں، میں ایک شریف آدمی ہوں۔ تمھارے ساتھ چل کر مسٹر الفتھرے کی غلط فہمی رفع کر دوں گا۔"
"تم پاگل ہوئے ہو... کیا اتنی بھی عقل نہیں رکھتے کہ اگر تمھیں دیکھ کر مسٹر الفتھرے کو غصہ آ گیا تو کیا ہوگا؟"
"میں اُن سے صاف کہہ دوں گا کہ مجھے مسز الفتھرے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو روڈ انسپکٹر ہوں۔"
"تم واقعی احمق ہو۔"
"لیکن اگر تم مجھے وہاں نہ لے گئیں تو مسٹر الفتھرے کیا سوچیں گے؟"
"کچھ بھی نہیں۔ جب مقصد ہی حاصل ہو گیا ہے تو اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ میں انھیں اطمینان دلا دوں گی کہ اب تم مسز الفتھرے سے نہیں ملو گے۔ وہ تو میں اُسی دن سمجھ گئی تھی کہ تمھیں اُس کی ذرہ برابر بھی پروا نہیں ہے۔ وہ خود ہی تمھاری طرف دوڑی ہوگی۔ مگر اب میں سوچتی ہوں کہ وہ حق بجانب ہے۔ تم انتہائی دلچسپ آدمی ہو اور مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم وہ ہرگز نہیں ہو، جو نظر آتے ہو۔"
"ہائیں۔ کیا بات ہوئی... یعنی کہ میں عمران ہوں... علی عمران ایم ایس سی پی ایچ ڈی۔"
"تم جو کچھ بھی ہو... لیکن میرے لیے بہت پُراسرار ہو۔"
"خدا کی پناہ۔ الجھن میں میری ممی بھی یہی کہا کرتی تھیں۔ لیکن میں اسے مذاق سمجھتا تھا۔ آج تم بھی... کمال ہے مگر تم مجھے وہاں لے چلو، میں مسٹر الفتھرے کو مطمئن کر دوں گا۔"
"نہیں ضد مت کرو۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔"
"ہو کر رہے گا۔ تمھیں چلنا پڑے گا۔ ورنہ میں یہیں سب کے سامنے خودکشی کر لوں گا۔"
"خودکشی! اچھا کر لو" سوزی ہنسنے لگی۔
"میں سچ مچ کر لوں گا۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ یہاں خودکشی کے لیے مجھے میٹریل نہ ملے گا۔ دو چھریاں، تین چمچے اور ایک آدھا کانٹا نگل جاؤں گا۔ خودکشی ہو جائے گی۔"
"نگل جاؤ... میں تمھاری مدد کروں گی۔"
"اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے اپنا ارادہ کیوں ملتوی کر دیا۔ ظاہر ہے کہ تم اب تک مجھ سے اسی لیے ملتی رہی ہو کہ مجھے الفتھرے کے بتائے ہوئے مقام پر لے جاؤ۔"
"میں نے سوچا کہیں الفتھرے کوئی غیر قانونی حرکت نہ کر بیٹھے۔ عورتوں کی وجہ سے دُنیا میں بہت کشت و خون

ہُوا ہے۔"

"ایک اور سہی محترمہ سوزی!"

"بکواس نہ کرو۔ تم کافی پیو گے یا چائے؟"

"ٹھنڈا پانی ہر حال میں مجھے سکون پہنچاتا ہے۔ کیا یہ الفریے کوئی فوجی ہے؟"

"نہیں، بزنس مین... فارورڈنگ اینڈ کلیئرنگ ایجنٹ ہے۔"

"ارے، وہ الفریے اینڈ کو... پیرا ماؤنٹ بلڈنگ والی؟"

"ہاں وہی... کیا تم نے اُن کے ذریعے کبھی کوئی کلیرنگ کرا چکے ہو؟"

"ہاں... آں، پچھلے سال میری کار انھیں کی معرفت مجھے ملی تھی۔"

"تو تم مسٹر الفریے سے ذاتی طور پر واقف ہو؟"

"نہیں، میں نے تو آج تک شکل بھی نہیں دیکھی اُس کی۔ مگر اب دیکھوں گا وہ مجھے بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں اُسے دیکھوں گا۔"

"تم عجیب آدمی ہو۔"

"اُس کے دفتر میں ہی ہنگامہ برپا کروں گا۔ وہاں اُس کی زیادہ بے عزتی ہو گی۔ ورنہ تم مجھے وہیں لے چلو جہاں اُس نے بلوایا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ وہاں تنہا ہو گا۔ لہٰذا اُس کی یا میری بے عزتی کا سوال ہی نہ پیدا ہو سکے گا۔ صرف تم ہو گی۔ اگر تم سے کسی کی بے عزتی نہ دیکھی جائے تو اپنی آنکھیں بند کر لینا۔"

"کیا تم سنجیدگی سے گفتگو کر رہے ہو؟" سوزی نے حیرت سے کہا۔

"قطعی، سو فی صد۔"

"الفریے تمھیں توڑ مروڑ کر رکھ دے گا۔ وہ آدمی نہیں جن ہے۔"

"میں اسی طرح مرنا چاہتا ہوں۔ تم مجھے لے چلو... ورنہ مسز الفریے کو مجھ سے شادی کرنی پڑے گی۔ میری ایک معمولی سی ٹوہ جا اُسے میرے قدموں میں لا ڈالے گی، سمجھیں؟"

"اچھا... چلو، لیکن وہاں جو کچھ بھی ہو، اس کی تمام تر ذمے داری تم پر ہو گی۔ میں تمھیں خطرات سے آگاہ... کر چکی ہوں۔"

"ہاں، تم مجھے خطرات سے آگاہ کر چکی ہو۔ اگر میں اپنا ایک ہاتھ پیر وہیں چھوڑ آیا تو مجھے تم سے کوئی شکایت نہ ہو گی۔ چلو اُٹھو۔"

"ارے ابھی تو بہت وقت ہے۔ ہم دس بجے تک وہاں پہنچیں گے، مگر تم ایک بار پھر سوچ لو۔"

"میں نے اچھی طرح سوچ لیا ہے۔ اس کا تصفیہ ہو جانا چاہیے۔ میں بدنامی کا داغ لے کر قبر میں نہیں جانا چاہتا۔"

"تمھاری مرضی۔" سوزی نے بظاہر بے پرواہی سے کہا، لیکن اُس کی آنکھوں میں گہری تشویش صاف پڑھی جا سکتی تھی۔

"مگر ہمیں جانا کہاں ہو گا؟"

"ماڈل ٹاؤن، ہیولیشام لاج۔" سوزی نے غالباً... بے خیالی میں کہا اور پھر اس طرح چونک پڑی... جیسے نادانستگی میں کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو۔ وہ چند لمحے عمران کی آنکھوں میں دیکھتی رہی، پھر بولی۔ "دیکھو! اس قصے کو یہیں ختم کر دو۔ مجھ سے بڑی غلطی ہُوئی کہ اس کا تذکرہ لے بیٹھی۔ میں مسٹر الفریے کو دوسری طرح بھی ٹال سکتی ہوں۔"

"اگر تم تذکرہ نہ کرتیں تو میں مرتے دم تک تمھیں معاف نہ کرتا۔ کنفیوشس نے کہا تھا..."

"کہا ہو گا کنفیوشس نے... آخر تم... سنجیدگی سے کیوں نہیں سوچتے، اگر مسٹر الفریے کو غصہ آ گیا تو...؟"

"میں اُس کے لیے ایک ڈبا آئس کریم لے چلوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

"وہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے عمران، وہ کسی ہاتھی کی طرح مضبوط ہے۔ میں نے آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو اپنے جسم کے کسی حصے سے خود ہی رائفل کی گولی نکالے اور خود ہی زخم کی ڈریسنگ کرے اور اسی عالم میں اپنے پیروں سے چل کر کسی کو رخصت کرنے کے لیے صدر دروازے تک جائے۔"

"اوہ... تو کیا الفریے ایسا ہی ہے؟"

"ہاں عمران! میں جھوٹ نہیں کہتی۔"

"پرواہ مت کرو... بچپن میں ایک بار میں نے توپ کا گولا نگل لیا تھا اور اب تک شہزادوں کی سی زندگی بسر کر رہا ہوں۔"

"تم سے خدا سمجھے۔" سوزی دانت پیس کر رہ گئی۔

عمران کچھ دیر تک بیٹھا رہا، پھر اُٹھتا ہُوا بولا۔ "میں ابھی آیا، دس منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔"

سوزی نے بڑی خوش دلی سے اُسے اجازت دے دی۔ غالباً اُس نے سوچا تھا کہ یہ اسی بہانے سے ٹل جائے تو بہتر ہے۔

عمران کلب سے نکل کر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ میں آیا اور وہاں سے اپنے ماتحتوں کے پے بعد دیگرے نمبر ڈائل کیے اور انھیں جلدی جلدی مختلف ہدایات دے کر بوتھ سے باہر نکل آیا۔ دفعتاً اُس کی نظر سوزی پر پڑی جو کلب سے نکل کر تیزی سے ایک طرف جا رہی تھی۔ عمران نے بھی قدم بڑھائے اور جلد ہی اُسے جا لیا۔

"اوہو... تو تم بھی خود کو دھوکے باز ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔"

سوزی رُکی اور چند لمحے بے حس و حرکت کھڑی رہی، پھر ایک بے جان سی مسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر نظر آئی اور اُس نے کہا۔

"میں بھی تھی، شاید تم اسی بہانے سے ٹل گئے۔"

"ارے جاؤ، کیا میں ڈرپوک ہوں؟ کنفیوشس..."

"خدا کے لیے...!" وہ ہاتھ اُٹھا کر بولی۔ "کنفیوشس نہیں، مجھے اس نام سے ہی اختلاج ہوتا ہے۔"

"اچھا تو چلو، واپس چلو... ہم ٹھیک دس بجے ہیولیشام لاج پہنچیں گے۔"

"چلو۔" سوزی مُردہ سی آواز میں بولی اور وہ پھر کلب کی طرف واپس ہو گئے۔

سوزی پاگل ہُوئی جا رہی تھی۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ اُس نے ہر طرح اُسے باز رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ نہ مانا۔ اس وقت ساڑھے نو بج رہے تھے اور عمران کی ٹو سیٹر ماڈل ٹاؤن کی طرف اُڑی جا رہی تھی۔

"عمران! میں تمھیں پھر سمجھاتی ہوں۔"

"بہت مشکل ہے، اگر تم خوف محسوس کر رہی ہو تو یہیں سے واپس جاؤ۔ میں ہیولیشام لاج تو ضرور جاؤں گا۔... میں چاہتا ہوں کہ الفریے اپنی غلطی تسلیم کر کے مجھے بدنام کرنے سے باز آ جائے۔"

"میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ اُسے اس پر آمادہ کر لوں گی، مگر تم اس وقت اُس کے سامنے نہ جاؤ۔ معلوم نہیں اُس نے تمھارے لیے کس قسم کا جال تیار کیا ہے؟ میرے خدا! میں نے سخت غلطی کی۔ تم جیسا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ ٹو سیٹر ہوا سے باتیں کرتی رہی۔

آخر وہ ماڈل ٹاؤن کی حدود میں داخل ہُوئے اور عمران نے محسوس کیا کہ سوزی کی سانسیں معمول سے زیادہ تیز ہو گئی ہیں۔

"ہیولیشام لاج غالباً تیسرے بلاک میں ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں وہیں ہے اور عمران تم آخر اپنی عقل کیوں کھو بیٹھے ہو؟ اب بھی غنیمت ہے، واپس چلو۔"

"یہ ناممکن ہے ڈیئر... بائیں! اسے پسند نہیں کرتا کہ کسی کی بیوی کا عاشق سمجھا جاؤں۔"

سوزی پھر چپ ہو رہی۔ ٹو سیٹر تیسرے بلاک کی طرف مُڑ رہی تھی۔

"میرا دل بہت شدت سے دھڑک رہا ہے۔" سوزی نے کچھ دیر بعد کہا۔

"چلو شکر ہے کہ تم زندہ ہو... میں تو سمجھا تھا کہ اُس نے دھڑکنا چھوڑ دیا ہے۔"

ٹو سیٹر ایک عمارت کے سامنے رُک گئی۔

"چلو اُترو! اوہو... یہاں تو جشن ہو رہا ہے۔ شاید کوئی کھڑکی بھی ایسی نہیں ہے، جس سے روشنی نہ جھانک رہی ہو۔"

"عمران! پھر سوچ لو۔" سوزی ہذیانی انداز میں بڑبڑائی۔

"سوچ لیا۔" عمران نے کہا اور سوزی کو کھینچتا ہُوا گاڑی سے اُتر آیا۔

عمارت کے صدر دروازے پر ایک دربان نے اُن کا استقبال کیا اور وہ ہاتھوں ہاتھ اندر پہنچا دیے گئے۔ وہ ایک کافی طویل و عریض کمرا تھا، انتہائی شاندار اور قیمتی ساز و سامان سے مزین اور آتش دان کے قریب تقریباً مضمحل کھڑی تھی۔ سوزی اُسے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ تقریباً بہت حسین لگ رہی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ اُس کے چہرے پر پائے جانے والے اضمحلال ہی نے اُس کی دلکشی میں اضافہ کر دیا ہو۔

عمران اُسے آنکھ مار مسکرایا اور تقریباً نے ہونٹ سکوڑ کر منہ پھیر لیا۔ دفعتاً اُن کی پشت سے ایک قہقہے کی

گونج سنائی دی اور وہ چونک کر مُڑے۔ دروازے میں طویل قامت الفانسے کھڑا ہنس رہا تھا اور سیسرو اُس کے پیچھے تھا۔

"مسٹر الفرے کہاں ہے؟" سوزی نے گھبرائے ہُوئے لہجے میں پوچھا۔

"الفرے...؟" الفانسے نے حیرت سے دُہرایا "یہاں کوئی الفرے نہیں رہتا۔"

"میرے خدا!" سوزی نے متحیرانہ انداز میں کہا "آپ کی آواز تو مسٹر الفرے ہی کی سی ہے، مگر آپ...؟"

"تمہیں کسی نے غلط پتا بتایا ہے لڑکی! میرا نام الفرے نہیں الفانسے ہے۔"

"اور میں ان کا سوتیلا چچا لگتا ہُوں۔" عمران نے دوبارہ تھریسیا کو آنکھ مار کر کہا۔ سیسرو دفعتاً اُس پر چڑھ دوڑا۔

"ٹھہرو!" الفانسے نے روکتے ہُوئے کہا "اسے وہاں لے چلو جہاں ہم جشن منائیں گے۔"

"اور یہ لڑکی؟" سیسرو نے سوزی کی طرف اشارہ کیا۔

"اسے بھی لے چلو۔" الفانسے بولا "فی الحال اس کا باہر جانا مناسب نہیں ہوگا۔"

"مسٹر الفرے! آپ کیا کر رہے ہیں؟" سوزی ہذیانی انداز میں چیخی۔

"تم پھر غلطی کر رہی ہو... میرا نام الفانسے ہے۔"

"ہرگز نہیں... اگر آپ نے اپنی گھنی مونچھیں نہ صاف کر دی ہوتیں تو..."

"چلو یہی سہی، مگر تمہیں خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں... تمہیں اس کام کا معقول معاوضہ ملے گا۔"

"سُنا تم نے پاگل کتے...!" سوزی عمران کو جھنجوڑ کر پاگلوں کی طرح چیخی۔

"میں اب بھی یہی سمجھ رہا ہُوں کہ یہ سب کچھ ایک دلچسپ مذاق ہے۔" عمران نے نہایت اطمینان سے جواب دیا اور ایک بار پھر تھریسیا کو آنکھ ماردی۔

"چلو... اپنے ہاتھ اُوپر اُٹھاؤ!" سیسرو ریوالور نکال کر دہاڑا۔

"ہشت۔" الفانسے نے کراہت سے کہا "ایک حقیر سے کیڑے کے لیے خواہ مخواہ اپنی انرجی کیوں برباد کرتے ہو؟ ریوالور جیب میں رکھ لو... یہ یونہی چلے گا۔"

"چلو... چلو۔" عمران مسکرا کر بولا "میں اس جشن سے کافی لطف اندوز ہوں گا۔"

وہ ایک بہت بڑے کمرے میں لائے گئے۔ یہاں ایک طرف تقریباً سو مربع فٹ کے رقبے میں بڑے بڑے انگارے دہک رہے تھے اور اُس کے قریب ہی کرنل نادر ایک کُرسی میں بندھا ہُوا تھا۔ اس کے علاوہ چھ عورتیں اور چھ مرد بھی وہاں موجود تھے۔

"یہ آگ تم دیکھ رہے ہو؟" الفانسے نے عمران سے کہا۔

"معاف کرنا پیارے! میں اپنی عینک گھر بھول آیا ہُوں۔ کہو تو دوڑ کر لیتا آؤں۔"

"اے احمق آدمی!" دفعتاً تھریسیا نے اُسے مخاطب کیا "اگر تم وہ کنجی ہمارے حوالے کر دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ بی تھری بی کا وعدہ ہے۔"

"آپ ایسا کوئی وعدہ نہیں کر سکتیں مادام!" سیسرو بول پڑا۔ وہ خونخوار نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا۔

"تو تیری آواز بھرا اپنی آواز بند کر دلمبے۔" تھریسیا غضب ناک ہو گئی۔

سیسرو نے بے پروائی کے اظہار میں اپنے شانوں کو جنبش دی اور تھریسیا کی خونخوار نظریں الفانسے کی طرف اُٹھ گئیں۔

الفانسے خاموش کھڑا تھا۔ اُس نے سیسرو کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا "معافی مانگو۔"

"میں آپ سے معافی چاہتا ہوں مادام!" سیسرو کا لہجہ بہت تلخ تھا "لیکن اس سے میری ذاتی پرخاش ہے۔"

تھریسیا عمران سے کہہ رہی تھی "یہ آگ تم دونوں کے لیے روشن کی گئی ہے اور اُس وقت تک بھڑکائی جاتی رہے گی جب تک کاغذات یہاں نہ آجائیں۔ سیف کی کنجی تم نے کہاں رکھی ہے؟"

"ایک جزیرے میں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "وہاں ایک سُرخ رنگ کا گنبد ہے، جو دن رات تیزی سے گردش کرتا رہتا ہے۔ اس پر ایک نیلے رنگ کا پرندہ بیٹھا ہر آیند و روند کو آواز دیتا ہے۔ باش اے رہروان مال روڈ آگے کافی ٹاوس ہے۔ ذرا سنبھل کر..."

"سلاخیں گرم کرو!" الفانسے دانت پیس کر چیخا۔

سیسرو نے دو بڑی بڑی سلاخیں، جن میں لگے ہُوئے دستے لکڑی کے تھے، آگ میں ڈال دیں۔ عمران کی نظر اس گراموفون پر پڑی، جو ایک طرف ایک میز پر رکھا ہُوا تھا۔

"یہ یہاں کس لیے رکھا گیا ہے؟" عمران نے الفانسے سے پوچھا۔

"جشن کے لیے... تم دونوں کو آگ میں پھینک کر ہم لوگ رمبا ناچیں گے۔" الفانسے نے مسکرا کر جواب دیا۔

...اور سوزی کانپ گئی۔ اُس نے کہا۔

"مسٹر الفرے! پلیز... رحم کیجیے۔"

"تم بالکل محفوظ ہو بے بی!" الفانسے نے ہنس کر کہا۔

عمران گراموفون کی طرف بڑھا۔ اُس پر ریکارڈ رکھا ہُوا تھا۔ اُس نے ٹرن ٹیبل کو متحرک کر کے ساؤنڈ بکس رکھ دیا۔ ہال میں موسیقی گونجنے لگی۔ وہ سب اُسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ عمران مسکراتا ہُوا سوزی کے قریب آیا اور اُسے بازوؤں میں لے کر رمبا ناچنے لگا۔

"پاگل ہو گئے ہو، تم پاگل ہو گئے ہو۔" سوزی اس کی گرفت سے نکلنے کے لیے مچلی۔

"تم بھی پاگل ہو جاؤ۔" عمران ہنستا ہُوا بولا "قبل اس کے یہ لوگ مجھے بھون کر کھا جائیں، میں تین منٹ تک رمبا ناچنا چاہتا ہُوں۔"

"خُدا تم سے سمجھے... میں پہلے ہی منع کر رہی تھی۔"

"مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں ہے... دوسری دُنیا میں ہم ضرور ملیں گے۔"

تھریسیا حیرت سے مُنہ کھولے انھیں حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ریکارڈ کے ختم ہوتے ہی وہ رُک گئے تو دفعتاً تھریسیا چیخی۔

"الفانسے! کیا تم بھی اسی کی طرح احمق ہو گئے ہو۔ یہ وقت ٹالنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"میں سمجھتا ہُوں مادام!"

اچانک عمران نے قہقہہ لگایا اور پھر گراموفون کی طرف بڑھتا ہُوا بولا۔ "ایک راؤنڈ اور سہی بی تھری بی... کیا اس بار تم میری پارٹنر بننا پسند کرو گی؟"

سیسرو، عمران کی طرف جھپٹا۔ شاید وہ اُسے گراموفون تک نہیں جانے دینا چاہتا تھا، لیکن قبل اس کے کہ وہ عمران کو ہاتھ بھی لگا سکتا، عمران نے پلٹ کر ایک گھونسا اس کی پیشانی پر جڑ دیا۔ اُس نے سنبھلنا چاہا، لیکن ممکن نہ ہُوا۔ اتنی دیر میں عمران کی لات بھی اُس کے پیٹ پر پڑ چکی تھی۔ سیسرو کسی زخمی بھینسے کی طرح ڈکرا کر ڈھیر ہو گیا۔

"ٹھہرو الفانسے!" تھریسیا کی آواز سناٹے میں گونجی۔ "اِس چھوکرے کو سیسرو ہی ٹھیک کرے گا۔ سیسرو! اسے اٹھا کر آگ میں جھونک دو۔"

سیسرو اُس کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی عمران پر ٹوٹ پڑا تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ اُسے رگیدتا ہُوا آگ تک لے جائے۔

"عمران! خُدا کے لیے کنجی کا پتا بتا دو۔" دفعتاً کرنل نادر نے چیخ کر کہا۔

عمران نے سیسرو سے نپٹتے ہُوئے جواب میں ہانک لگائی۔ "نہ مجھے جاپانی سیکھنے کا شوق ہے اور نہ میں تمھاری طرح بوڑھا ہُوں۔ میرے کباب یہ لوگ بڑے شوق سے کھائیں گے..."

پھر کرنل نادر کو سانپ سونگھ گیا۔ سوزی کھڑی بُری طرح کانپ رہی تھی اور تھریسیا کی آنکھوں سے تشویش ہویدا تھی، لیکن الفانسے اس لڑائی کو بالکل اسی انداز میں دیکھ رہا تھا، جیسے آدمی نہیں بلکہ دو مُرغ لڑ پڑے ہُوں۔

دفعتاً عمران کے پاؤں اُکھڑ گئے اور سیسرو اُسے رگیدتا ہُوا آگ کی طرف لے جانے لگا۔

"ارے... بچاؤ... بچاؤ۔" سوزی ہذیانی انداز میں چیخی۔

"خاموش!" الفانسے غرّایا۔

"ارے، یہ کیا ہو رہا ہے؟" سوزی کسی ننھی سی بچی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ہائیں..." یک وقت سب کی زبانوں سے نکلا اور جگر خراش چیخ ہال میں گونج اُٹھی۔ کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ یک بیک نقشہ کیسے بدل گیا تھا۔ بس آگ کے قریب پہنچتے ہی انھوں نے سیسرو کو اُچھلتے دیکھا، جو اپنے ڈیل ڈول سمیت عمران کے سر پر سے گزرتا ہُوا آگ میں جا پڑا تھا۔

"اب تم سب اپنے ہاتھ اُوپر اُٹھا لو۔" عمران نے اُن کی طرف مُڑ کر کہا۔

اُس کے ہاتھ میں ریوالور تھا، جو شاید اُس نے اسی دوران میں سیسرو کے ہولسٹر سے کھینچ لیا تھا۔ سیسرو آگ سے کُود کر عمران کے قریب آ پڑا۔ اب اُس کے مُنہ سے

آوازیں نہیں نکل رہی تھیں، لیکن وہ کسی زخمی جانور کی طرح تڑپ رہا تھا۔ ان لوگوں نے چپ چاپ ہاتھ اُٹھا دیے۔ چونکہ حالات غیر متوقع طور پر بدلے تھے، اس لیے انھیں کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع نہ مل سکا۔

"یہ تیسرا اور شاید آخری موقع ہے الفانسے!" عمران مسکرا کر بولا۔ "لہٰذا قبل اس کے کہ ہم رخصت ہوں، جشن ہو جائے۔ میری طرف سے دعوت ہے۔ سوزی! تم اس شریف آدمی کو کھول دو، جو کرسی پر بندھا ہوا ہے۔"

سوزی کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کرنل نادر کو کھولنے لگی اور عمران نے پھر الفانسے کو مخاطب کیا۔ "تم سونے کی مُہر میرے حوالے کر دو، جس کے بغیر ریڈ اسکوائر کاغذات نامکمل ہیں تو میں تمھیں نکل جانے دوں گا۔ یہ عمران کا وعدہ ہے۔"

"کیا یہ حقیقت ہے کہ مُہر ان کاغذات کے ساتھ نہیں تھی؟" الفانسے نے آہستہ سے پوچھا۔

"نہیں۔"

"تب تو ہم اب تک بیکار ہی اپنا وقت ضائع کرتے رہے۔" الفانسے بڑبڑایا۔

"ہاہا..." عمران نے قہقہہ لگایا۔ "تم کسی بے وقوف آدمی کو بے وقوف نہیں بنا سکتے الفانسے!"

الفانسے کچھ نہ بولا۔ عمران نے سوزی سے کہا۔ "ریکارڈ لگا دو... جشن ضرور ہو گا۔" پھر وہ سیسرو کو آواز دینے لگا، جو اب بھی ہاتھ پیر پٹخ رہا تھا۔ اس کی شکل بڑی ڈراؤنی لگ رہی تھی۔ سر کے بال غائب ہو گئے تھے، بھویں صاف اور چہرہ مسخ ہو گیا تھا۔ موسیقی کی لہریں ہال میں منتشر... ہونے لگیں۔

"ناچو!" عمران چیخ کر بولا۔ "ناچتے رہو... ورنہ ایک ایک کو گولی کا نشانہ بنا دوں گا۔" رقص شروع ہو گیا، مگر وہ اس طرح لڑکھڑا رہے تھے، جیسے بہت زیادہ پی چکے تھے۔ صرف ایک جوڑا ایسا تھا جو اس حالت میں بھی ڈھنگ سے ناچ رہا تھا۔ یہ تھریسیا اور الفانسے تھے، ویسے الفانسے کی آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں اور تھریسیا کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"بند کرو یہ پاگل پن!" سوزی پاگلوں کی طرح چیخنے لگی۔ "تم سب پر خبیث روحیں منڈلا رہی ہیں... بند کرو... بند کرو۔"

اُس کی چیخیں موسیقی کی لہروں سے اُلجھ اُلجھ کر لڑکھڑاتی رہیں اور پھر وہ چکرا کر ڈھیر ہو گئی۔ شاید بے ہوش ہو گئی تھی۔

وہ اسے عمران کا پاگل پن سمجھی تھی، لیکن اُسے اس کا علم نہیں تھا کہ عمران خود بھی دل ہی دل میں اپنی بوٹیاں نوچ رہا تھا۔ اُسے توقع تھی کہ اس کے ماتحت جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے، لیکن اُن کا ابھی تک کہیں پتا نہ تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس بار بھی تھریسیا اور الفانسے بچ کر نکل جائیں۔ وہ اُن کی بھیڑ میں تنہا تھا۔ اس لیے انھیں اُس وقت تک اُلجھائے رکھنا چاہتا تھا، جب تک اُس کے ماتحت وہاں پہنچ نہ جائیں۔

کرنل نادر سے بھی وہ کام لے سکتا تھا، مگر اُس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ اُس پر اعتماد کیا جا سکتا۔ اُس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اپنے ذہن کو قابو میں رکھنے کے لیے کافی جدوجہد کر رہا ہے، ورنہ شاید اُس کا بھی وہی انجام ہوتا، جو سوزی کا ہوا تھا۔

ریکارڈ ختم ہو گیا اور رقاص رُک گئے۔ اُدھر سیسرو بھی ساکت ہو گیا تھا۔ ٹھیک اُسی وقت عمارت کے کسی حصے سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آئیں۔ عمران صرف پل بھر کے لیے اُدھر متوجہ ہو گیا اور اُن میں سے کسی نے کوئی چیز چھت سے لٹکے ہوئے ایک بلب پر کھینچ ماری۔ ہلکے سے دھماکے کے ساتھ ہال نیم تاریک ہو گیا۔

"خبردار! اگر کسی نے جنبش بھی کی۔۔۔" عمران دہاڑا اور ایک ہوائی فائر بھی کر دیا۔ ایک گوشے میں بکھری ہوئی آگ کی روشنی اتنے بڑے ہال کے لیے ناکافی تھی۔

"خبردار... جو جہاں ہے، وہیں ٹھہرے۔" اچانک کئی آوازیں آئیں۔ "ہمارے پاس ٹارچیں ہیں۔"

پھر کئی ٹارچوں کی روشنیاں اندھیرے میں آڑی ترچھی لکیریں بنانے لگیں۔

"ارے، وہ دونوں تو نکل ہی گئے۔ ایکس ٹو کے بچّو!" عمران چیخا اور پاگلوں کی طرح چاروں طرف دوڑنے لگا۔ ان لوگوں میں اُسے تھریسیا اور الفانسے نظر نہیں آئے، پھر اُس نے دروازے کا رُخ کیا۔ پوری عمارت چھان ماری، لیکن اُن دونوں کی پرچھائیاں بھی نہ ملیں۔

ویسے اُس کے ماتحت دوسرے لوگوں کے ہتھکڑیاں

لگا چکے تھے۔ عمران نے مزید تگ و دو فضول سمجھی اور پھر ہال میں واپس آ گیا۔ یہاں اب بھی اندھیرا تھا، یوں تو پوری عمارت ہی تاریک ہو گئی تھی، مگر انگاروں کی مدھم سی سُرخ روشنی میں ہال کی فضا کچھ عجیب سی لگ رہی تھی۔

عمران نقاب پوشوں پر برس پڑا۔ "کس اُلّو کے پٹھے نے تمھیں یہاں بھیجا تھا؟ میرا سارا کھیل بگاڑ دیا۔"

"یہاں ایک جھلسی ہوئی لاش بھی ہے برخوردار!" کیپٹن خاور نے کہا۔ "تمھیں اس کے لیے جواب دہ ہونا پڑے گا... تم ہو کس چکر میں؟"

"فکر نہ کرو، یہاں وزارتِ خارجہ کے ڈپٹی سیکرٹری بھی موجود ہیں۔ وہ مجھ سے اچھا اور کئی زبانوں میں جواب دے سکیں گے۔ حتیٰ کہ جاپانی میں بھی..."

وہ سچ مچ اپنے ان نالائق ماتحتوں پر بُری طرح بگڑا ہوا تھا۔ اُس کا بس چلتا تو اُن سب کو بھی اس دہکتی ہوئی آگ میں جھونک کر خود اُن کے کفن کے لیے چندہ اکٹھا کرنے نکل کھڑا ہوتا۔

تھریسیا اور الفانسے ایک بار پھر چوٹ دے گئے۔ سیسرو سچ مچ ختم ہو چکا تھا۔ مجبوری کا نام شکر ہے، لہٰذا اُس نے بھی سوچا... چلو ایک تو کم ہوا۔

پھر وہ پوری رات عمران کو آنکھوں میں کاٹنا پڑی۔ سوزی کو ہوش تو آ گیا تھا، لیکن اُس کا ذہنی توازن بگڑا ہوا تھا۔ وہ ساری رات اسپتال میں ہی رہا۔ اور دوسری صبح جب گھر واپس آیا تو اُسے ایک لفافہ ملا، جس پر اُس کا نام تحریر تھا۔ عمران نے اُسے چاک کر کے اندر رکھا ہوا پرچہ نکالا۔

"عمران! فی الحال ہم یہاں سے رخصت ہو رہے ہیں۔ پچھلی رات ہی تو تم نے مجھے بھی پاگل کر دیا تھا۔ میں نہیں سمجھی تھی کہ میرے متنبہ کرنے کے باوجود بھی تم سوزی کے ساتھ وہاں چلے آؤ گے۔ خدا کے لیے مجھے بتاؤ کہ تم ہو کیا بلا؟ تم جیسا آدمی شاید روئے زمین پر نہ ملے۔ میں تو تمھیں آدمی ہی سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میں سیسرو کا یہی انجام چاہتی تھی۔ وہ شبہ کرنے لگا تھا کہ میں تمھیں بچانے کی کوشش کرتی ہوں۔ جب وہ تمھیں دھکیلتا ہوا آگ کی طرف لے جا رہا تھا تو میں پاگل ہوئی جا رہی تھی۔ پھر جب تم نے اُسے آگ میں جھونک دیا تو میرا دل چاہا کہ تمھیں گود میں اُٹھا کر ناچنے لگوں۔ کاش میں ایسا کر سکتی۔ سونے کی مُہر ہر وقت الفانسے کی جیب میں رہتی ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ وہ کسی نہ کسی طرح تم تک پہنچ جائے۔ کاش تم آدمی بن سکتے، مجھے سمجھ سکتے۔" ٹی تھری بی۔

"ابے یہ لفافہ یہاں کیسے آیا؟" عمران نے سلیمان کو مخاطب کیا۔

"پتا نہیں صاحب! یہیں فرش پر پڑا تھا، شاید کسی نے دروازے کی جھری سے ڈالا ہو۔"

"کسی دن کوئی دروازے کی جھری سے یہاں بم ڈال کر چلا جائے گا۔" عمران بگڑ گیا۔

"اتنی باریک جھری سے بم کیسے ڈالے گا؟"

"ابے بم کا سفوف بھی ہے، کبوتر کے بچے... اس ایٹمی دور میں سب کچھ ممکن ہے۔ میں تیری دُم پر بیٹھ کر مریخ کی طرف بھی پرواز کر سکتا ہوں۔ بس تمھیں ایک ایٹمی پڑیا چاٹنی پڑے گی۔"

اُس نے تھریسیا کا لفافہ توڑ مروڑ کر آتش دان میں ڈال دیا۔ شام کو پھر اسپتال پہنچا۔

سوزی کی حالت اب بہتر تھی۔ اُس نے عمران کو دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیے اور بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولی۔

"تم جاؤ یہاں سے، خدا کے لیے چلے جاؤ... ورنہ میری طبیعت پھر خراب ہو جائے گی۔ مجھے تم سے خوف معلوم ہوتا ہے!"

عمران چپ چاپ کمرے سے نکل آیا۔ وہ دل ہی دل میں تھریسیا اور سوزی کا موازنہ کر رہا تھا۔

سکا ہونے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں۔"

"میں سچ بول رہی ہوں! بیہودہ...."

"چلو.... ! جلدی کرو۔" بدصورت آدمی دہاڑا۔

لیکن ٹھیک اسی وقت وہ دونوں آدمی جھونپڑے میں داخل ہوئے جو کچھ دیر پہلے باہر گئے تھے۔

"گڑھا کھودا جا رہا ہے جناب...." ایک نے کہا۔

"ٹھیک ہے...." بدصورت آدمی بڑبڑایا۔ "پھر ہمیں اسے بہت احتیاط سے ذبح کرنا ہے۔ یہاں بھی ایک گڑھا کھود دو تاکہ خون اس میں دبا دیا جائے...."

ایک آدمی ایک گوشے سے ایک چھوٹی سی کدال اٹھا کر گڑھا کھودنے لگا.... اُن میں سے ایک.... چھرے کی دھار دیکھ رہا تھا.... اور جوریا کا یہ عالم تھا کہ اس کے جسم کا ایک ایک ریشہ کانپنے لگا تھا۔ اس نے بدصورت آدمی کی طرف دیکھا لیکن اس کے چہرے پر بے آب و گیاہ چٹانوں کی سی سختی نظر آئی.... اس کی آنکھیں کچھ ایسی ہی تھیں کہ جوریا اس سے رحم کی توقع نہیں کر سکتی تھی....

"بہترین طریقہ یہ ہے...." بدصورت آدمی ڈان فریز سے کہہ رہا تھا۔ "کہ ان سبھوں کو ایک ایک کر کے اسی طرح ختم کر دیا جائے۔ یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔"

جوریا کے ہونٹ خشک ہو گئے.... زبان تالو سے جا لگی اور حلق میں کانٹے پڑنے لگے۔ وہ کچھ اس قسم کی تھکن محسوس کر رہی تھی جیسے سیکڑوں میل کا لمبا سفر دوڑ کر طے کیا ہو۔

وہ یہ بھی محسوس کر رہی تھی کہ وہ لوگ اس کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے اور اس قسم کی گفتگو محض اس لیے کی جا رہی ہے کہ وہ سب کچھ اگل دے....

"سینورا...." ڈان فریز نے اسے مخاطب کیا۔ "اگر آپ اس وقت ذبح کر دی گئیں تو میں زندگی بھر آپ کا ماتم کرتا رہوں گا۔"

"تو پھر.... مجھے بچا.... بچا لیجیے!" جوریا نے بدقت کہا۔

"اگر آپ سچ بول رہی ہیں تو.... یہ ناممکن بھی نہیں ہے۔"

"وہ.... تسیبو۔" جوریا اس آدمی کی طرف ہاتھ اٹھا کر چیخی جو ایک چمکدار چھرے کی دھار پر آہستہ آہستہ انگلی پھیر رہا تھا۔

"رک جاؤ...." بدصورت آدمی نے اُن دونوں آدمیوں کو مخاطب کیا جو وہاں گڑھا کھود رہے تھے۔

جوریا نے ایک طویل سانس لی.... اور جھوٹ بولنے کے لیے تیار ہو گئی۔

"ایک ایسے شخص نے مجھے اس حرکت پر آمادہ کیا تھا جو عرصے سے مجھے بلیک میل کر رہا ہے۔ وہ سینٹر براؤن یعنی میرے شوہر کا دوست ہے۔ اس کے پاس میری کچھ ایسی تصویریں ہیں جو میرے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتی ہیں! بہرحال اس بلیک میلر نے میری زندگی تلخ کر رکھی ہے۔"

"جاری رکھو۔" بدصورت آدمی نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس نے اشارہ دے کر مجھے وائٹم نگر سے یہاں بلوایا تھا۔ میں اس کے اشاروں پر ناچنے پر مجبور ہوں۔ پہلے اس نے مجھے یہاں بلا کر سینٹرو کے گروہ نمبر ستر میں شہرت کو کہا۔ مگر ڈان فریز کو اس نے پہلے ہی گرا دیا تھا۔

پھر اس نے مجبور کیا کہ میں سینیور ڈان فریز کے متعلق ہر قسم کی معلومات فراہم کروں۔ قرنطینہ کی صورت ہے یہ.... اس سے پہلے بھی مجھ سے بہتیرے گندے قسم کے کام لیتا رہا ہے۔"

"لیکن وہ ڈان فریز کے متعلق کیا معلوم کرنا چاہتا ہے؟"

"کوشش یہ کروں اس کی عمر ہے کہ اس حرکت کا مقصد کیا ہے۔ آپ لوگ یقین کیجیے کہ میں ایک مظلوم عورت ہوں.... اگر آپ اس مردود سے میرا پیچھا چھڑا سکیں تو زندگی بھر دعائیں دیتی رہوں گی۔"

"وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔" بدصورت آدمی نے پوچھا۔

جوریا نے نہایت اطمینان سے عمران کا نام اور پتہ بتلایا۔

"پتا نوٹ کرو۔" بدصورت آدمی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا اور جیب سے نوٹ بک نکال کر.... اور پتا تحریر کرنے لگا۔

"تم نے ابھی تک ڈان فریز کے متعلق کیا معلومات بہم پہنچائی ہیں۔"

"ابھی کچھ بھی نہیں۔ آج ہی تو یہاں آئی ہوں۔" جوریا بولی۔ "اس وقت اس نے مجھے فون پر اطلاع دی تھی کہ ڈان فریز اس وقت کہیں جانے والے ہیں تب سے ان کا تعاقب کر رہی تھی۔"

"تم نے ابھی تک اس بلیک میلر کو کچھ نہیں بتلایا؟" سوال

کیا آپ

"کچھ بھی نہیں۔ جب میں کچھ معلوم ہی نہیں کر سکی تو اُسے کیا بتاؤں گی۔"

کچھ دیر کے لیے سناٹا چھا گیا.... ڈان فریز اور بدصورت آدمی معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ جوریا نے پھر کہا۔ "اب آپ بتائیے اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میں اپنا راز چھپانے کے لیے سب کچھ کر سکتی ہوں۔ غالباً اس مردود بلیک میلر نے مجھے اچھی طرح پھنسانے کی کوشش کی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میں بدنامی سے بچنے کے لیے سب کچھ کر گزروں گی۔"

"وہ کب سے تمہیں بلیک میل کر رہا ہے۔"

"دو سال سے۔" جوریا نے جواب دیا۔

"اور تم نے آج تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔"

"کیسے کرتی۔ وہ مجھے ذرا سا دھمکا کر رہتا ہے۔"

"خیر۔" بدصورت آدمی نے ایک لمبی سانس لے کر کہا۔ "جب تک وہ بلیک میلر ہمارے ہاتھ نہ آ جائے ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔"

"یہ تو موت سے بھی بدتر ہے کیونکہ میں نے اپنے شوہر سینٹر براؤن سے صرف تین دن کے لیے کہا تھا.... چوتھا دن میرے گھر کی تباہی کا دن ہو گا۔ اس لیے میرے حال پر رحم کیجیے۔"

"ہو سکتا ہے ہم کل ہی تمہیں چھوڑ دیں لیکن اس بلیک میلر کو قابو کیے بغیر ہم ایسا نہ کر سکیں گے۔ لہٰذا اب رحم کی بھیک مانگنا تمہیں فضول وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ نہ ہو گا۔"

جوریا خاموش ہو گئی! ویسے اُسے خوشی تھی کہ وہ انہیں الو بنانے میں کامیاب ہو گئی ہے لیکن وہ دل ہی دل میں ہنس رہی تھی کہ.... کیونکہ اس نے انہیں عمران کا پتہ بتا دیا تھا۔

اس کی دانست میں عمران کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ ہو گا کہ جوریا نا قابلِ فراموش کیا کرتی پھر رہی ہے.... ویسے بھی اطمینان تھا کہ عمران کسی نہ کسی طرح ان سے نپٹ ہی لے گا....

"تم ادھر کھڑی ہو جاؤ۔" بدصورت آدمی نے ایک طرف اشارہ کیا.... جوریا نے چپ چاپ تعمیل کی۔ پھر بدصورت آدمی نے کسی غیر ملکی زبان میں اپنے ایک ساتھی سے کچھ کہا اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے تھیلے سے ایک کیمرہ نکل آیا۔

"سیدھی کھڑی رہو.... اور کیمرے کے لینس کی طرف دیکھو۔" بدصورت آدمی نے جوریا سے کہا....

دوسرا آدمی کیمرہ سیدھا کیے کھڑا تھا۔

چند لمحے بعد فلیش کا جھماکا ہوا اور تصویر لے لی گئی....

"بیٹھ جاؤ...." بدصورت آدمی ایک طرف پڑے ہوئے پیال کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا۔ "ہم ابھی معلوم کیے لیتے ہیں کہ تمہارے بیان میں کتنی صداقت ہے...."

"معلوم کر لیجیے۔" جوریا نے بے پروائی سے کہا اور پیال پر بیٹھ گئی۔

دفعتاً ایک آدمی بولا۔ "میرا خیال ہے کہ میں اس نام کے آدمی کو جانتا ہوں! مگر وہ پولیس کے لیے کام کرتا ہے۔"

"تمہیں یقین ہے...." بدصورت آدمی اس کی طرف مڑا۔

"جی ہاں.... مجھے یقین ہے.... وہ پولیس کے لیے کام کرتا ہے! عمران.... ایک پاگل سا آدمی ہے.... اور ساتھ ہی خطرناک بھی۔ آپ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کب کیا کر بیٹھے گا....!"

"کیوں؟" بدصورت آدمی جوریا کو گھورنے لگا۔

"بھلا میں کیا بتا سکتی ہوں.... میں تو اسے بلیک میلر.... کی حیثیت سے جانتی ہوں اور اس نے مجھے اچھی طرح سے تباہ کیا ہے۔"

"یہ ٹھیک کہہ رہی ہے دوستو۔" دفعتاً جھونپڑے کے دروازے کی طرف سے آواز آئی اور وہ سب بیک وقت اچھل پڑے۔ عمران دروازے میں کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا۔ اس کے داہنے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

"یہی ہے!" اس آدمی کے منہ سے بے اختیار نکلا جس نے کہا تھا کہ وہ عمران سے واقف ہے....

"ہاں میں ہی ہوں۔ تم لوگ اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ...."

سب نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیے لیکن بدصورت آدمی جوں کا توں کھڑا رہا.... اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں.... اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ عمران کے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور کی طرف دیکھ ہی نہ رہا ہو....

"تم بھی اپنے ہاتھ اٹھاؤ.... آہا.... شاید تم مجھے تنہا

سمجھتے ہو۔" عمران نے کہا۔ "ذرا آنکھیں کھول کر اپنے چاروں طرف دیکھو۔"

بدصورت آدمی نے اِدھر اُدھر دیکھا... جھونپڑے کی پھوس کی دیواروں پر کئی ریوالوروں کی نالیں نظر آ رہی تھیں۔

"دوسری طرف میرے انتہائی وفادار دوست موجود ہیں۔ تم میں سے اگر کسی نے بھی اپنی جگہ سے جنبش کی تو اپنے پیروں پر کھڑا نہ رہ سکے گا...!"

بدصورت آدمی نے بھی اپنے ہاتھ اُٹھا دیے۔

"مسز بلیک... ارر... براؤن تم ان سب کی ٹائیاں کھولو... اور ان کے ہاتھ پشت پر باندھ دو..."

"جلدی کرو... ورنہ تمہارا مستقبل برباد ہو جائے گا۔"

جولیا چپ چاپ آگے بڑھی اور ایک ایک کے ہاتھ باندھنے لگی... جب وہ پانچ آدمیوں کو باندھ چکی تو ہانپتی ہوئی بولی "اسے کس طرح باندھوں اس کے گلے میں تو ٹائی ہی نہیں ہے۔"

اس نے بدصورت آدمی کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"پہلے ان کی جیبوں سے ان کے ریوالور نکال لو۔"

جولیا نے ان کی جیبیں ٹٹولنی شروع کیں۔ صرف دو آدمیوں کے پاس سے ریوالور برآمد ہوئے۔ بقیہ غیر مسلح تھے۔ ایک کے پاس چھرا تھا جو وہ پہلے ہی نکال چکا تھا۔

"اوہ... تم وہ تھیلی تو بھول ہی گئیں جس میں کیمرہ تھا۔"

تھیلا زمین پر پڑا ہوا تھا... جولیا اس کی تلاشی لینے لگی۔

"اس میں کیمرہ ہے... اور کچھ کاغذات... اور ریشم کی ڈور کا ایک بنڈل..."

"واہ... تب تو تم ان کے پیر بھی باندھ سکتی ہو۔" عمران بچوں کی طرح خوش ہو کر بولا۔ "اب یہ کام شروع کر دو۔"

جولیا انہیں دھکیل دھکیل کر زمین پر گرانے لگی۔

"دوستو!" عمران نے انہیں مخاطب کیا۔ "بہتری اسی میں ہے کہ چپ چاپ اپنے ہاتھ پیر بندھوا لو۔ میں بلاشبہ پولیس کے لیے بھی کام کرتا ہوں لیکن یہ پولیس کا کام نہیں ہے۔ تمہارا آقا خوب سمجھتا ہے کہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟" بدصورت آدمی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کچھ نہیں۔ تم جیسے حقیر آدمی سے کیا بات کروں۔ یہ تو تمہارا آقا ہی پوچھے گا کہ میں کیا چاہتا ہوں تب میں اس کو

بتاؤں گا کہ مجھے ایک درجن شتر مرغ کے انڈے درکار ہیں...!"

"سیٹوور ڈوان فریزر... پلیز..." جولیا اس سے کہہ رہی تھی۔ "اگر آپ خود ہی لیٹ جائیں تو بہتر ہے کیونکہ ابھی تک میں آپ کا بہت احترام کرتی رہی ہوں۔"

وان فریزر خاموشی سے بیٹھ گیا اور جولیا اس کے پیر باندھنے لگی۔ وہ سب ہی ان ریوالوروں کو خوف زدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے جو پھوس کی دیواروں سے نکلے ہوئے تھے۔

جولیا ان سبھوں کو باندھنے کے بعد پھر عمران کی طرف مڑی۔

"اب ان کی خاطر بھی ہونی چاہیے۔" عمران نے بدصورت آدمی کی طرف اشارہ کیا لیکن جیسے ہی جولیا اس کے قریب پہنچی اس نے اسے پکڑ کر عمران کے ریوالور کے سامنے کر دیا۔

"مار دو گولی... وہ دہاڑا "یہ سب بکواس ہے اور جھونپڑے کے باہر کوئی بھی نہیں ہے...!"

"ہاں... ہاں!" عمران نے نہایت اطمینان سے کہا۔ "باہر کوئی بھی نہیں ہے... اور یہ ریوالور بھی خالی ہیں۔ آخر نہایت احتیاط سے دیوار کے باہر نکالا گیا تھا... اتنی احتیاط سے کہ تم لوگوں کو خبر بھی نہ ہو سکی لیکن میرے بیس منٹ صرف ہوئے تھے۔"

"ریوالور زمین پر پھینک دو... ورنہ اس کا گلا گھونٹ دوں گا۔"

"نہیں زمین پر کیوں پھینکوں۔ میں اسے بڑی حفاظت کے ساتھ جیب میں رکھوں گا...!" جیسے ہی عمران نے ریوالور جیب میں رکھا۔ بدصورت آدمی جولیا کو ایک طرف دھکیل کر عمران پر ٹوٹ پڑا۔ عمران اُسے ہاتھوں پر روک کر بڑبڑایا۔

"واہ دوست تو گویا تم اسی کے منتظر تھے" لیکن عمران اُسے اس کا موقع نہ دیا کہ وہ اس کے جسم کے کسی حصے کو اپنی گرفت میں لے سکتا۔

وہ لوگ جو زمین پر بندھے پڑے تھے اُچھلنے کے لیے کرنے لگے۔ شاید انہیں اس لیے اور بھی غصہ آ گیا تھا کہ وہ اب تک دیواروں والے ریوالوروں کے متعلق دھوکے میں رہے تھے۔

"جولیا انہیں دیکھنا" عمران نے کہا... اور بدصورت آدمی پر پل پڑا۔ لیکن وہ بھی کافی جاندار معلوم ہوتا تھا... بلکہ نیم دیوانہ بھی تھا۔ نہ جانے کس طرح وہ چاہتا تو اس کے ہاتھ لگ گیا جو دور سے زمین پر پڑا ہوا مومی شیشوں کی روشنی میں چمک رہا تھا

جولیا کا دل دھڑکنے لگا کیونکہ عمران اُسے چھوڑ کر الگ ہٹ گیا تھا... اور وہ اس پر حملہ کرنے کے لیے کسی مرغ کی طرح پر تول رہا تھا۔ پھر تو اس کی گرفت میں پہنچا ہوا تھا۔ جولیا نے محسوس کیا کہ عمران کچھ خوف زدہ سا نظر آ رہا ہے... وہ سوچ رہی تھی کہ آخر یہ احمق جیب سے ریوالور کیوں نہیں نکال لیتا۔

دفعتاً بدصورت آدمی نے عمران پر چھلانگ لگائی اور پیٹ کے بل دھپ سے زمین پر گرا۔ پھر قبل اس کے اپنی جگہ سے ہل بھی سکتا... عمران اس پر کھڑا اُسے بُری طرح روند رہا تھا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا کہ بدصورت آدمی چیخنے اور کراہنے کے علاوہ اور کچھ نہ کر سکا...

عمران اس پر سے اُترتا ہوا بولا۔ "پھر کوشش کرو...!"

لیکن وہ کسی ایسے سانپ کی طرح اپنا جسم زمین پر پٹخ رہا تھا جس کی کوئی ہڈی جوڑ سے الگ ہو گئی ہو۔

جولیا نے عمران کی طرف دیکھا اور ایک ٹھنڈی سی لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی... یہ اس احمق کا چہرہ تو نہیں تھا جسے جولیا بات بات پر اُلّو بنانے کی کوشش کرتی تھی۔ احمق عمران... اس عمران میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔

"اب یہ چیخنا بند کرو... ورنہ گردن شانوں سے کھینچ کر باہر پھینک دوں گا" وہ اپنے شکار کو گھورتا ہوا غرّایا...

دوسرے قیدی ساکت و صامت پڑے رہے۔

بدصورت آدمی زمین پر پڑا ہاتھ پیر پھینکتا رہا لیکن... اب اس کی آواز آہستہ آہستہ مضمحل ہوتی جا رہی تھی۔

"کیا تم سچ مچ تنہا ہو...؟" جولیا نے آہستہ سے پوچھا اور عمران اس طرح چونک پڑا جیسے اب تک خود کو تنہا محسوس کرتا رہا ہو...

"کک... کیا... ہاں... میں تنہا ہوں..." اس نے بوکھلا کر کہا اور یک بیک پھر اس کے چہرے پر حماقت طاری ہو گئی۔

"ان کا کیا ہو گا؟" جولیا نے قیدیوں کی طرف اشارہ کیا...

"تم ان کی پرورش کرنا... میں زیادہ سے زیادہ پیسے پیدا کرنے کی کوشش کروں گا۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا... "بس اب تم یہیں ٹھہرو... میں انہیں ایک ایک کر کے گاڑی تک پہنچاتا ہوں۔"

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک بڑی کار سنسان سڑک پر فرّاٹے بھر رہی تھی جس میں چھ قیدی اس طرح ٹھونسے گئے تھے جیسے مرتبان میں اچار ڈالا گیا ہو۔ عمران اسٹیئرنگ پر بیٹھا ڈرائیو کر رہا تھا اور جولیا اس کے برابر بیٹھی ہوئی تھی۔

"مگر تم یہاں پہنچے کس طرح...؟" جولیا نے پوچھا۔

"بس اس طرح کہ اپنی موٹر سائیکل بھی یہیں چھوڑے جا رہا ہوں...!"

"اوہ... مجھے یاد آ رہا ہے... شاید میں نے کسی موٹر سائیکل کی آواز سُنی تھی۔"

"ضرور سُنی ہو گی۔"

"کیا ایکسٹو سے تمہیں ہدایت ملی تھی؟"

"کیا بتاؤں..." عمران مغموم آواز میں بولا۔ "میں ایک بہت بڑے جنجال میں پھنس گیا ہوں۔"

"کیسا جنجال؟"

"یہی ایکس ٹو... یہ حقیقت ہے کہ مجھے اس کی ذرہ برابر بھی پروا نہیں ہے مگر کیا کروں آج کل میری مالی حالت بقول کنفیوشس سخت پتلی ہے... مگر سنو میں اس طرح نہیں رہ سکتا جس طرح تم لوگ رہتے ہو... میرے ساتھ لازمی طور پر دو ایک ملازم رہیں گے۔"

"ایکسٹو سے اس کی اجازت نہ مل سکے گی۔"

"نہ ملے۔ کیا میں اس سے کمزور ہوں۔"

"خیر میں بھی دیکھوں گی..."

"ضرور دیکھنا اور جو کچھ نظر آئے مجھے بھی بتا دینا۔"

جولیا خاموش ہو گئی۔ پچھلی نشست پر بدصورت آدمی ہولے ہولے کراہ رہا تھا۔ شاید اب وہ ہوش میں آ گیا تھا۔

★★

تین بج چکے تھے لیکن جولیا اب بھی جاگ رہی تھی... اور ابھی تک میٹرو ہوٹل کے اسی کمرے میں اس کا قیام تھا۔ وہ عمران کے متعلق سوچ رہی تھی... اس نے اُسے میٹرو ہوٹل میں چھوڑ دیا تھا اور قیدیوں کو لیے ہوئے دانش منزل کی طرف چلا گیا تھا۔

جولیا سوچ رہی تھی کہ کہیں اُسے بھی عمران کی ماتحتی میں نہ رہنا پڑے۔ ابھی تک تو ایکس ٹو کے بعد خود جولیا ہی کا نمبر تھا... سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبروں تک ایکسٹو کے احکامات اس کی معرفت پہنچا کرتے تھے۔ اس لیے اُس کا خیال تھا کہ اُسے سب پر برتری حاصل ہے۔ وہ کافی دیر تک اس مسئلے پر غور کرتی رہی۔ پھر سونے کا ارادہ کر ہی رہی تھی کہ

فون کی گھنٹی بجی۔
"ہیلو..." اس نے ریسیور اٹھا کر کہا۔
"سیٹ نمبر..." دوسری طرف سے ہوٹل کے آپریٹر کی آواز آئی: "مسٹر براؤن پلیز۔"
"مسٹر براؤن اسپیکنگ۔"
"آپ کی کال ہے..."
"کنیکٹ کر دیجیے!"
چند لمحوں کے بعد ایکس ٹو کی آواز آئی... "ہیلو... مسٹر براؤن۔"
"اوہ... یس... ہاؤ ڈو یو ڈو..."
"تم بخیریت ہو، مسٹر براؤن...؟"
"یس پلیز..."
"مسٹر براؤن کینسل اٹ... پلیز..."
"بہتر..." جولیا نے سلسلہ منقطع کر دیا! "کینسل اٹ" کا مطلب یہ تھا کہ اسے ٹیلی فون کی بجائے ٹرانسمیٹر پر بات کرنی چاہیے۔ اس نے سوٹ کیس سے سفری ٹرانسمیٹر نکالا اور احتیاطاً باتھ روم میں چلی آئی۔
"جولیا..." ٹرانسمیٹر سے آواز آئی۔
"یس سر۔"
"اپنے آدمیوں سے کہو کہ جیفرسن اسٹریٹ کی سیما لاج پر ریڈ کریں۔ اس عمارت میں پائے جانے والے کتوں کو بھی نہ چھوڑا جائے... اگر وہاں کے مکینوں میں سے ایک آدمی بھی بچ کر نکل گیا تو بہت سختی سے جواب طلب کروں گا۔"
"بہت بہتر جناب... لیکن کیا عمران کو بھی فون کیا جائے؟"
"فون... کیا بک رہی ہو۔ تم وہاں اس ہوٹل سے فون کرو گی؟... نہیں... کسی پبلک بوتھ سے تنویر سے رابطہ قائم کرو۔ وہ سب کو مطلع کر دے گا۔"
"بہت بہتر جناب۔"
"اس کے بعد تم وہیں ہوٹل میں ٹھہرو گی۔ کیا تم سو رہی تھیں؟"
"نہیں جناب۔ سونے کا ارادہ کر رہی تھی۔"
"بس اس کے بعد سو جانا۔ اوور اینڈ آل۔"
گفتگو ختم ہو گئی۔
کچھ دیر بعد جولیا باہر جانے کی تیاری کر رہی تھی... کلاک ٹاور نے چار بجائے... اور اس نے سوچا کہ اب وہ کسی روک ٹوک کے بغیر باہر جا سکے گی۔ چار بجے سے قبل باہر جاتے وقت اسے رجسٹر میں درج کرنا پڑتا کہ وہ اتنی رات گئے کہاں اور کیوں جانا چاہتی ہے۔ وہ باہر نکلی اور چوراہے کی طرف چل پڑی کیونکہ پبلک ٹیلی فون بوتھ چوراہے کے قریب ہی تھا۔ بوتھ میں پہنچ کر اس نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ پھر بیگ سے ریسیور نکال کر فون کو ٹیسٹ کیا اس میں کرنٹ موجود تھا۔
سب کچھ ہوا لیکن وہ نہ ہو سکا جس کے لیے وہ یہاں تک آئی تھی۔ یکے بعد دیگرے ہر ایک کے نمبر ڈائل کیے لیکن کہیں سے بھی جواب نہ ملا۔ آخر اس نے عمران سے رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن وہاں بھی سناٹا تھا۔ وہ جھنجھلا کر باہر نکل آئی۔ ایکس ٹو نے بہت زور دے کر کہا تھا کہ اس عمارت پر ریڈ کیا جائے... لیکن جب کوئی بھی نہ مل سکا تو وہ کیا کرتی۔ بہر حال اس نے سوچا کہ اب جلد از جلد ایکسٹو کو اس کی اطلاع ہو جانی چاہیے۔
وہ فٹ پاتھ سے نیچے اتری تھی کہ کوئی ٹھنڈی سی چیز اس کی گردن سے آ لگی اور وہ بے اختیار اچھل پڑی۔
"خاموشی سے چلتی رہو۔" کسی نے آہستہ سے کہا... "ورنہ یہ ریوالور ہے... آئس کریم نہیں۔"
جولیا سناٹے میں آ گئی۔ لیکن چلتی رہی اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ آخر وہ ایک کار کے قریب پہنچی اور اسی سے اس میں بیٹھنے کو کہا گیا۔
"پچھلی نشست پر..." نامعلوم آدمی نے کہا۔
جولیا نے خاموشی سے تعمیل کی۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ اس غیر متوقع حملے پر حواس باختہ ہو گئی تھی۔ نامعلوم آدمی بھی اس کے برابر جا بیٹھا اور کار چل پڑی۔
"اس کا مقصد کیا ہے؟" کچھ دیر بعد جولیا نے پوچھا۔
"اگر مجھے معلوم ہوتا تو ضرور بتا دیتا محترمہ۔" اس آدمی کا لہجہ بہت شریفانہ تھا۔
جولیا حیران رہ گئی... وہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ اب کیا ہوگا آخر ایکسٹو نے کس قسم کا کھیل شروع کر رکھا ہے۔
کار کی کھڑکیوں میں سیاہ پردے چڑھے ہوئے تھے۔ اس لیے راستوں کا اندازہ کرنا بھی محال تھا... جولیا تقدیر پر بھروسہ کیے بیٹھی رہی۔ ویسے بھی اسے اطمینان تھا کہ ایکسٹو ہزار آنکھوں سے اس کی نگرانی کر رہا ہوگا۔ اسی رات کا ایک تجربہ شاید تھا کہ انتہائی مایوسیوں کے عالم میں بھی غیر متوقع طور پر اس کی صرف جان بچ گئی تھی۔ بلکہ وہ لوگ بھی قابو میں آ گئے تھے جو شاید اپنی دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے کی قوت بھی رکھتے تھے۔ جولیا اپنے ذہن کو پرسکون رکھنے کے لیے

اسی پہلے واقعے کے متعلق سوچنے لگی۔ شاید اسے بیٹھے بٹھائے ہی بھیجا؟ مقصد ڈان فریزر کی نگرانی نہیں تھا۔ بلکہ ایکسٹو ان لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کر دینا چاہتا تھا۔ گویا اس نے ان پر یہ بات جتا دی تھی کہ ڈان فریزر کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ انہوں نے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ اس نگرانی کی پشت پر کون ہے جولیا کو اغوا کیا... اور پھر وہ خود ہی اپنے جال میں پھنس گئے۔ ویسے اس کا مطلب یہی تھا۔ ڈان فریزر کوئی بہت بڑی شخصیت ہے۔ اسی بنا پر خود اسی کے ساتھی اس کی نگرانی کرتے رہے تھے... اگر یہ بات نہ ہوتی تو ڈان فریزر کے فرشتوں کو بھی جولیا کے وجود کا علم نہ ہو سکتا۔
پھر اسے عمران یاد آیا۔ جس نے اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا۔ کتنی شاندار چال تھی۔ اگر ان لوگوں کو شروع ہی میں پتہ چل جاتا کہ عمران تنہا ہے تو وہ اس کی [illegible] کر ڈالتے۔ پھر ایک دوسرا نکتہ اس کے ذہن میں ابھرا... آخر عمران والے ریوالور کہاں سے مل گئے تھے۔ اگر وہ انہیں ساتھ لایا تھا تو یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ ایکسٹو کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہ اسی جھونپڑی کی طرف لے جائی جائے گی۔ لیکن اگر اسے اس کا علم تھا تو آخر جولیا کو شکار کا ذریعہ کیوں بنایا گیا تھا۔ مگر نہیں۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ اسے صرف یہی کا علم رہا ہو۔ لیکن یہ نہ معلوم رہا ہو کہ اس گروہ میں کتنے اور کس قسم کے آدمی ہیں۔
اب یہ بھی ممکن ہے کہ اس بار پھر ایکسٹو نے اس گروہ کے بچے کھچے آدمیوں کے لیے بھی کسی قسم کا جال پھیلایا ہو۔ جولیا ابھی سب کچھ سوچ ہی رہی تھی... اور پھر یہ ٹھیک اسی [illegible] کیا جب کار ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔
"چلو"... اس نے کار کا دروازہ کھولا اور اس سے نیچے اترنے کو کہا۔ جولیا بلا چون و چرا اتر آئی۔
وہ کسی عمارت کے کمپاؤنڈ میں تھی جس کے گرد [illegible]
جولیا نے دیکھا کہ دو آدمی چل رہے تھے لیکن ان کے ہاتھ خالی تھے اور اب وہ اپنی گردن پر ریوالور کی ٹھنڈک بھی نہیں محسوس کر رہی تھی۔
وہ عمارت میں داخل ہوئے اور متعدد کمروں سے گزرتے ہوئے ایک ہال میں آئے۔ لیکن جولیا کو ان دونوں آدمیوں کے علاوہ کوئی نظر نہیں آیا۔
"تشریف رکھیے محترمہ۔" ایک آدمی نے ایک آرام کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا: "آپ تھک گئی ہوں گی۔"
"آپ لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟" جولیا نے پوچھا۔
"بس یوں ہی۔" دوسرا آدمی مسکرایا: "کچھ دیر دل بہلیں گے۔ آپ کون سی شراب پسند کرتی ہیں؟"
"مجھے ہر قسم کی شراب ناپسند ہے... مگر..."
"اوہ۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔" پہلے نے کہا۔
"نہیں یہ تیسری شریف عورتیں نہیں پیتیں۔" دوسرا بولا۔
"میں یہ پوچھ رہی تھی کہ مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟"
"آپ پریشان نہ ہوں۔ ہم دونوں شریف آدمی ہیں۔"
"آخر مطلب کیا ہے؟" جولیا جھنجھلا گئی۔
"کوئی خاص مطلب نہیں ہے۔ اگر آپ کو نیند آ رہی ہو تو بے تکلف سو جائیے گا۔"
"میں چیخنا شروع کر دوں گی۔"
"ہم کسی مہذب اور باعزت خاتون سے اس کی توقع نہیں رکھ سکتے۔" ایک آدمی بولا۔
"عجیب آدمی ہیں آپ لوگ..."
دونوں خاموش رہے۔ وہ صورت سے سنجیدہ قسم کے لوگ معلوم ہوتے تھے اور قطعی بے ضرر... جولیا متحیر ہوئے بغیر نہ رہ سکی لیکن یہ طلسم جلد ہی ٹوٹ گیا اور اب اسے معلوم ہوا کہ وہ یہاں کیوں لائی گئی تھی کیونکہ ہال میں چھ آدمیوں کی ایک مختصر سی قطار داخل ہوئی جس کے پیچھے دو آدمی ٹامی گنیں لیے ہوئے چل رہے تھے۔ ان چھ آدمیوں نے ہاتھ اوپر اٹھا رکھے تھے اور عمران سب سے آگے تھا۔
جولیا ایک ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئی۔ کچھ دیر پہلے ایکسٹو نے جو جال ان لوگوں کے لیے بچھایا تھا۔ اب اس کے ساتھی اسی قسم کے ایک دوسرے جال میں آ پھنسے تھے۔ حالانکہ دوسری بار بھی ایکسٹو کو یہی توقع رہی ہوگی کہ اس کا بچھایا ہوا جال بقیہ مجرموں کو پھانسنے کے لیے کارآمد ثابت ہوگا۔
ان دو آدمیوں میں سے ایک نے قہقہہ لگایا جو جولیا کو یہاں لائے تھے۔
"کیوں دوستو... اس بار خود پھنس گئے نا آخر..."
"اے... ذرا... زبان سنبھال کر..." عمران دہاڑ کر بولا۔ "تم لوگ خطرناک قسم کے اٹھائی گیرے معلوم ہوتے ہو۔ پہلے میری بیوی کو پکڑ لائے اور اب ہمیں۔"
"توپ کی گرج بھی اس کمرے سے باہر نہیں جا سکے گی۔"

آدمی بولا۔

عمران نے چاروں طرف اُچٹتی ہوئی سی نظر ڈالی اور جولیا سے پوچھا۔

"ڈارلنگ تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ یہ تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے"

"تم لوگوں کی پشت پر کون ہے" اُس آدمی نے عمران سے پوچھا۔

"دیوار..." عمران پیچھے مڑ کر سیدھا ہوتا ہوا بولا۔

"اچھی بات ہے۔ تو مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ... ہمارے چھ آدمیوں کے عوض تم ساتوں بُرے نہیں رہو گے... لیکن مجھے اس منحنی مگر حسین سی عورت پر رحم آتا ہے"

"اے خبردار... اگر تم نے میری بیوی کے حُسن کی تعریف کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہوگا۔ تم اُسے پھُسلانا چاہتے ہو"

اس آدمی نے اُن دونوں کو اشارہ کیا جن کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں تھیں۔ وہ سامنے آگئے اور گنوں کا رُخ عمران وغیرہ کی طرف ہو گیا۔

"ٹھہرو..." عمران ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "آخر یہ سزا کس بنا پر دی جا رہی ہے۔ پچھلے تمہارے کچھ ساتھی میری بیوی کو پکڑنے گئے... اُنہیں سمجھا بجھا کر راضی کیا تو اب تم لوگ بنے آئے۔ اگر یہ تمہیں اتنی ہی پسند ہے تو میں طلاق دیے دیتا ہوں۔ تم باقاعدہ طور پر اس سے شادی کر لو... پھولو... پھلو... اور مجھے بھی دیکھ کر خوشی ہوگی"

دفعتاً ہال کی دیوار سے لگی ہوئی ایک گھنٹی بول پڑی... وہ سب بُری طرح چونکے... لیکن قبل اس کے ٹامی گنوں والے دوبارہ ان کی طرف متوجہ ہوتے صفدر اور عمران نے ان پر چھلانگیں لگائیں۔

"ٹھٹ... ٹھٹ... ٹھٹ..." بے شمار گولیاں دیواروں اور چھت سے ٹکرائیں۔ عمران ٹامی گن چھین چکا تھا اور صفدر ابھی تک دوسرے آدمی سے لپٹا ہوا تھا۔

"بس کھیل ختم" عمران دہاڑا... "اپنے ہاتھ اوپر اُٹھاؤ۔ اور تم سارجنٹ نعمانی دیکھو باہر کون ہے... لیفٹیننٹ چوہان تم بھی جاؤ..." وہ دونوں چلے گئے... اتنی دیر میں صفدر بھی دوسرے آدمی سے ٹامی گن چھین چکا تھا۔

"ان چاروں کو باندھ لو" عمران غرّایا۔ "صفدر تم بڑے شاندار رہے۔ بہت اچھے... گریٹ..."

ان چاروں کو ہتھکڑیاں لگائی گئیں... اور کچھ دیر بعد چوہان اور نعمانی ایک دُبلے پتلے اور مدقوق سے آدمی کو پکڑے ہوئے اندر آئے۔ قیدیوں میں سے ایک اُسے دیکھ کر دہاڑا...

"او سؤر کے بچے گھنٹی کیوں بجائی تھی"

مگر سؤر کا بچہ صرف ہانپتا رہا...

جولیا ہوٹل سے اپنے فلیٹ میں آگئی تھی... وہ صبح دس بجے بستر پر جو گری تو چار بجے شام سے پہلے اس کی آنکھیں نہ کھل سکیں۔ پچھلی رات کے واقعات اُسے خواب کی طرح یاد آرہے تھے اور اب ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اُسے اُن کی صحت پر یقین ہی نہ آسکے گا۔ ذہن پر اسی قسم کے اثرات محسوس ہو رہے تھے جو کسی ڈراؤنے خواب کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

اتنا سو چکنے کے بعد بھی اس کی طبیعت کچھ گری گری سی تھی۔ آٹھ بجے فون کی گھنٹی بجی اور جولیا سر سے پیر تک لرز گئی... پچھلی رات کے تجربات نے اُس کے اعصاب پر اچھا اثر نہیں ڈالا تھا۔ اُس نے سوچا کہ یہ ایکسٹو ہی کا فون ہوگا اور آج رات پھر...؟

بہرحال اُس نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے ریسیور اُٹھایا اور دوسری طرف سے ایکسٹو کی بھرّائی ہوئی آواز آئی۔

"تم سو چکیں..." وہ کہہ رہا تھا۔

"یس سر! میں اب جاگ رہی ہوں"

"پچھلی رات کے تجربات کیسے رہے..."

"بھیانک اور غیر متوقع"

دوسری طرف سے ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا اور کہا گیا۔

"عمران بڑا اچھا جا رہا ہے جولی۔ نہ تو ابھی تک وہ مجھ سے اُلجھا اور نہ اس کی وجہ سے کوئی کام بگڑا ہے۔ جھونپڑے والے واقعے میں تو اس نے کمال ہی کر دیا... وہ تنہا بھی درجنوں پر بھاری پڑتا ہے... ایسی ہی سوجھ بوجھ رکھنے والے لوگ مجھے پسند ہیں۔ اور ہاں... یہ صفدر سعید بھی کام کا لڑکا ہے... مجھے اس سے اتنی اچھی توقعات نہیں تھیں... اور یہ تمہارے علاقہ کے ریٹائرڈ آفیسر تو بالکل ہی ناکارہ ثابت ہو رہے ہیں۔ میں ان سب کو چھانٹ دوں گا"

"میرا خیال ہے کہ اب آپ اِن لوگوں کو عمران کے ہی ذریعے گورن کریں گے"

"نہیں... تمہاری حیثیت اپنی جگہ پر قائم ہے۔ عمران

کوئی ذمہ داری نہیں سونپ سکتا... کیونکہ وہ اس قابل ہی نہیں"

جولیا نے اطمینان کا سانس لیا... اور پھر بولی۔ "لیکن یہ قصہ میری سمجھ میں نہ آسکا"

"اب یہ قصہ بہت طویل ہو گیا ہے جولی" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اور ہمیں جلد ہی اس کا تدارک کرنا پڑے گا... ہو سکتا ہے ہمیں اس کے لیے سفر بھی کرنا پڑے... یہ لوگ ایک مغربی ملک کے ایجنٹ معلوم ہوتے ہیں۔ کاغذات سے پتا چلتا ہے کہ ان کا مرکز آزاد سرحدی علاقہ شکرال ہے... لیکن یہ شکرال کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے۔ اس سے پہلے ہمیں اس علاقے سے کبھی کوئی شکایت نہیں رہی"

"وہ تو ایک خطرناک علاقہ ہے جناب" جولیا نے کہا۔

"ہے... لیکن اپنی حدود کے اندر... ہمسایہ ممالک سے وہ صرف مویشیوں کی تجارت کرتے ہیں اور اسی پر ان کی زندگی کا انحصار ہے"

"کیا وہ ہمارے ملک کے خلاف کسی سازش میں حصہ لے رہے ہیں؟"

"یقیناً ان لوگوں کے پاس سے جو کاغذات برآمد ہوئے ہیں ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے۔ فی الحال ان کا پروگرام یہ تھا کہ ایک مغربی ملک سے ہمارے تعلقات خراب ہو جائیں۔ اسی کے لیے وہ کام کر رہے تھے اور وہ اسپینی جو میٹرو میں مقیم تھا دراصل شکرال ہی کا باشندہ ہے اس کے علاوہ ابھی ایک اور جتھے بھی گرفتار ہو چکے ہیں۔ دیسی ہی ہیں"

"اُس اسپینی سے آپ نے بہت کچھ معلوم کیا ہوگا"

"کچھ بھی نہیں۔ اُس نے اپنے ہونٹ سی لیے ہیں"

"تو پھر ہم اس سفر پر کب روانہ ہوں گے"

"میں ابھی اس کے متعلق غور کر رہا ہوں۔ اس میں کئی دشواریاں ہیں۔ لیکن یہ بہت ضروری بھی ہے۔ اگر شکرال اس قسم کی سازشوں کا مرکز بنا رہا تو ہمیں ہر وقت خطرات سے دوچار رہنا پڑے گا"

"یہ سفر یقیناً بہت مشکل ہوگا"

"مشکل سے بھی کچھ زیادہ۔ خیر اس کے متعلق تو کچھ سوچنا ہی نہ چاہیے۔ کیونکہ سفر تو ہر حال میں کرنا ہی پڑے گا"

"سوال یہ ہے کہ شکرال میں داخلے کی صورت کیا ہوگی"

"کیوں۔ کیا اس میں بھی کوئی دشواری پیش آئے گی"

"بات یہ ہے کہ وہاں اجنبی لوگ آسانی سے پہچان لیے جاتے ہیں"

"میک اپ..."

"عقل استعمال کرو۔ کیا تم شکرالی بول سکو گی...؟"

"نہیں جناب"

"پھر... میک اپ کس کام کا... کیا گونگوں کی ایک پوری ٹیم وہاں کوئی بستی بسانے جائے گی"

"یقیناً دشواری ہوگی جناب"

"تمہارے ساتھیوں میں سے صرف دو آدمی اچھی طرح شکرالی بول اور سمجھ سکتے ہیں۔ عمران اور صفدر سعید"

"اوہ تو کیا اسٹاف میں حالیہ تبدیلیوں کی وجہ یہی ہے"

"ہاں... یہی سمجھ لو..."

"تو پھر اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ کو اس سازش کا علم بہت پہلے ہو چکا تھا"

"یہی بات ہے۔ بہت دن ہوئے کانوں میں بھنک پڑی تھی۔ پھر جب ڈان فریزر پر نظر پڑی تو مجھ کو چونکنا پڑا۔ وہ اسپینی ضرور بول سکتا ہے۔ لیکن اسپین کا باشندہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے خدوخال شکرالیوں کے سے ہیں۔ البتہ ان میں ہلکی سی جھلک اس قسم کی ضرور ملتی ہے جس کی بنا پر اسپینی ہونے کا دھوکا ہو سکتا ہے"

"تو کیا آپ کی دانست میں پورا گروہ گرفتار ہو چکا ہے"

"کسی حد تک یہ بھی سمجھا جا سکتا ہے مگر یقین کے ساتھ کوئی حکم لگانا درست نہ ہوگا۔ البتہ اگر ڈان فریزر کے ہونٹ کھل سکتے تو لازمی طور پر تصدیق ہو جاتی... اچھا خیر... اس سلسلے میں مزید غور کرنے کے بعد تمہیں اطلاع دی جائے گی۔ فی الحال تم صفدر کو فون کر دو کہ وہ عمران سے مل لے"

"بہت بہتر جناب" جولیا نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

عمران ایک آرام کرسی میں پڑا اونگھ رہا تھا۔ مگر وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اونگھ رہا تھا۔ ممکن ہے اس وقت اس پر چودہ طبق روشن ہو رہے ہوں۔ کیونکہ اس کے ظاہر سے اس کے متعلق کوئی اندازہ لگا لینا آسان کام نہیں تھا۔

دفعتاً وہ کال بیل کی آواز پر چونک پڑا... دروازہ اندر

"جی ہاں" بوڑھا ایک جھٹکے کے ساتھ گردن ہلا کر بولا... "آپ کا نام کیا ہے...؟"

"ہمارا نام" عمران اکڑ کر بولا۔ "بے ادب... گستاخ ہمارا نام پوچھتا ہے... کیا ہم صورت ہی سے ڈیوک آف ڈمپ نہیں معلوم ہوتے..."

"نہیں" بوڑھا پُرمسرت لہجے میں چیخا "یہ آپ ہیں! حضور والا... میری آنکھیں پھوٹ جاتیں تو اچھا تھا۔ وہ آنکھیں کس کام کی جو حضور کو نہ پہچان سکیں... آئیے سرکار دولت مدار مسٹر پیکاک تشریف رکھتے ہیں... اور آپ کو دیکھتے ہی دُم اُٹھا کر ناچنے لگیں گے۔ آئیے... آئیے... میری نظر روز بروز کمزور ہوتی جا رہی ہے... اُن سے نہ کہیے گا کہ میں آپ کو پہچان نہیں سکا تھا..."

"ڈچس آف ڈمپ... پلیز" عمران نے جولیا کی طرف مُڑ کر کہا۔

اور جولیا بُرا سا منہ بناتے ہوئے آگے بڑھی... گفتگو چونکہ اُردو میں ہوئی تھی اس لیے وہ کچھ نہیں سمجھ سکی تھی۔

"آؤ... آؤ..." عمران نے اُس سے کہا۔ "تمہارے پیشے کے لیے یہ سب بھی بہت ضروری ہے۔"

"کیا یہ حقیقتاً تو [illegible] کام ہے" جولیا نے کہا۔

"سو فیصد... تم آؤ تو..."

وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور بوڑھے نے دروازہ بند کر دیا۔ جولیا نے اپنی ناک پر رومال رکھ لیا تھا کیونکہ وہاں عجیب عجیب قسم کی بدبوئیں محسوس ہو رہی تھیں۔ ایک بار تو اُس نے ایسا محسوس کیا جیسے کسی چڑیا گھر میں چل رہی ہو۔ اس قسم کی بدبوئیں اکثر [illegible] کے قریب محسوس کی تھیں۔

بوڑھا انہیں [illegible] لایا... جہاں ایک آدمی پہلے ہی سے موجود تھا۔ وہ ادھیڑ عمر کا ایک یوریشین تھا... اُس کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور لباس بھی میلا تھا... عمران کو دیکھ کر اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ شاید جولیا جو اس کے نزدیک عمران سے بھی زیادہ حیرت انگیز ثابت ہوئی تھی کیونکہ اس پر نظر پڑتے ہی اُس کی زبان سے "ارے" نکل گیا تھا۔

"آپ..." وہ مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "بھلا کیسے تکلیف فرمائی... جناب تشریف رکھیے۔ آپ ہی [illegible]... خوش آمدید...!"

"ڈچس آف ڈمپ" عمران بولا "یہ میری خالہ ہیں اور آپ مسٹر پیکاک...؟"

بوڑھے نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔ طوعاً و کرہاً جولیا کو بھی ہاتھ دینا پڑا۔ لیکن وہ دل ہی دل میں عمران پر بُری طرح خار کھا رہی تھی۔

وہ بیٹھ گئے۔ بوڑھا ہاتھ ملتا ہوا بولا۔ "فرمائیے جناب! شاید ہم تین سال بعد مل رہے ہیں اور آپ کا وہ احسان میں کبھی نہ بھولوں گا۔"

"ارے... وہ" عمران بڑبڑایا۔ "اس کا تذکرہ نہ چھیڑو۔ میں آج بہت اُداس ہوں۔ اس لیے خوشی کی کوئی بات نہیں کر سکتا۔ فی الحال میں ایک غرض سے آیا ہوں۔"

"ضرور فرمائیے! مسٹر علی عمران کی خدمت کرنا اپنے لیے باعث فخر سمجھوں گا... اگر آپ اجازت دیں تو... میں..."

"ہاں ہاں تم شوق سے بیئر پی سکتے ہو" عمران جلدی سے بولا اور بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا۔ "کیا بتاؤں جناب آج کل [illegible] بھی اچھی نہیں مل رہی ہے۔"

اُس نے الماری کھول کر ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور اس کی کارک اُڑا کر اُسی سے ہونٹ لگا دیے۔ پھر دو [illegible] سانس لیے بغیر ہی بوتل خالی کر کے فرش پر رکھ دی۔

ٹھیک اسی وقت جب وہ بوتل فرش پر رکھ رہا تھا جولیا کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی کیونکہ ایک ریچھ پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو کر چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا [illegible]

"اوہ... تم آگئے ناہنجار" بوڑھا غصیلے لہجے میں بولا [illegible] پھر جولیا سے کہا۔ "آپ ڈریے نہیں یہ ایک بچہ ہے بے ضرر ہے اور بیئر کی بُو اسے یہاں لے آئی ہے۔"

ریچھ فرش پر رکھی ہوئی خالی بوتل سونگھ رہا تھا۔ یک بیک اس نے اپنی اگلی ٹانگوں سے سر پیٹنا شروع کر دیا۔ اُس کے حلق سے کچھ اس قسم کی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے کوئی آدمی رو رہا ہو۔

"دیکھا آپ نے" بوڑھا ہنس کر بولا۔ "یہ [illegible] مانگ رہا ہے۔"

"تم نے ریچھوں کا اخلاق بھی برباد کر دیا ہے۔"

بوڑھے نے الماری سے دوسری بوتل نکالی اور اس کا کارک اُڑا کر ریچھ کی طرف بڑھا دیا۔ جولیا نے [illegible] کر دیکھا اگلے ہاتھوں میں بوتل دبا کر بیئر پی رہا تھا۔

جب وہ بوتل خالی کر کے زمین پر پھینک چکا تو عمران نے کہا۔ "میں اب اسے سگریٹ پیش کروں؟"

"نہیں سگریٹ نہیں پیتا" بوڑھا ہنسنے لگا۔ ریچھ باہر جا چکا تھا۔

"ہاں... اب کام کی بات کرو" عمران نے سنجیدگی سے کہا اور یہ کام کی بات زیادہ تر اُردو ہی میں ہوئی۔ بوڑھا یوریشین بہت اچھی اُردو بول رہا تھا۔ اس لیے جولیا گونگوں کی طرح خاموش رہی۔ بہرحال اُن کے انداز سے جولیا نے ضرور معلوم کر لیا کہ وہ کوئی معاملہ طے کر رہے ہیں۔

کچھ دیر بعد پھر انگریزی میں گفتگو ہونے لگی۔ لیکن اب وہ یوریشین عمران کی حیرت انگیز صلاحیتوں کے بارے میں [illegible] کر رہا تھا۔

"ختم کرو اب یہ قصہ اور ہر وقت تیار رہو۔ تمہیں کسی وقت بھی میری طرف سے اطلاع مل سکتی ہے۔"

"حضرات یاد رکھیے گا کہ میرا ایسا ایک کام ہے اور اسی [illegible] تیار بھی ہو گیا ہوں۔ ورنہ آج کل کون دیدہ و دانستہ [illegible] کے منہ میں جانا پسند کرے گا۔"

"پھر تم کیا چاہتے ہو؟"

"وہ کام بھی ہوگا" بوڑھے یوریشین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"[illegible] کی نوعیت کیوں ظاہر نہیں کرتے؟"

"[illegible] نہیں۔ لیکن یقین رکھیے آپ کا کام ہو جانے کے [illegible] اپنا کام شروع کروں گا اور آپ کو میرا ساتھ [illegible]..."

"[illegible] غیر قانونی کام تو نہیں ہوگا؟"

"[illegible] نہیں۔ وہ صرف ہماری محنتوں کا انعام ہوگا اور [illegible] انعام کے لالچ میں میرے آدمی میرے [illegible] سکیں گے۔ ورنہ وہ قریب قریب ناممکن [illegible]"

"[illegible] غیر قانونی کام نہیں ہے تو میں وعدہ کرتا [illegible] ضرور دوں گا۔"

"[illegible] اب آپ مطمئن رہیے۔ جس وقت [illegible] سے کوئی اطلاع ملی ہم تیار ہو جائیں [illegible]"

"[illegible] ہاں"

"اوہ ٹھہریے مسٹر عمران میں آپ سے ایک استدعا اور کروں گا۔"

"ہاں... کیا ہے... کہو..."

"میرے لڑکوں کو یقین نہیں آتا کہ آپ لوہے کے گولوں پر چل سکتے ہیں۔"

"ارے چھوڑو بھی" عمران ہاتھ جھٹک کر بولا۔

"نہیں مسٹر عمران وہ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں اور جب بھی اس کا تذکرہ آتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ میں بہت زیادہ نشے میں ہوں۔"

"پھر میں کیا کروں؟"

"میری خاطر اتنی تکلیف گوارا کیجیے کہ انہیں یقین آجائے۔"

جولیا حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔ لوہے کے گولوں پر چلنے کا مطلب اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

"اچھی بات ہے" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "کہاں ہیں تمہارے لڑکے؟"

"میں انہیں بلواتا ہوں" بوڑھے نے کہہ کر کسی کو آواز دی اور پھر جلد ہی اُس بوڑھے کی شکل دکھائی دی جس نے باہر کا دروازہ کھولا تھا۔

"لڑکوں کو بلاؤ" بوڑھے یوریشین نے اس سے کہا۔ بوڑھا ملازم چلا گیا۔

"مجھے اس فن پر عبور نہ حاصل ہو سکا مسٹر عمران" وہ عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔ "میں تین سال سے مشق کر رہا ہوں۔"

"باقاعدہ شاگردی اختیار کرو" عمران سر ہلا کر بولا۔

"کرنی ہی پڑے گی مسٹر عمران ورنہ [illegible] اس فن میں مہارت تام پیدا کر رہوں گا۔"

"ضرور... ضرور..." عمران سر ہلا کر کچھ سوچنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد تین جوان کمرے میں داخل ہوئے اور... بوڑھا یوریشین عمران اور جولیا کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "مسٹر اور مسز عمران۔"

جولیا دانت پیس کر رہ گئی۔ لیکن کچھ بولی نہیں۔ اُن تینوں نے اُن سے مصافحہ کیا اور بتوں کی طرح کھڑے ہو گئے۔

"یہ وہی حیرت انگیز انسان ہے" بوڑھا بولا۔ "جس کے کارنامے تمہیں اکثر سناتا رہا ہوں... اُن میں سے ایک پر تمہیں یقین نہیں آیا تھا۔ یعنی لوہے کے گولوں پر چلنا۔"

"اوہ..." تینوں کے منہ سے بیک وقت نکلا اور وہ نیچے سے اوپر تک عمران کو گھورنے لگے۔

"اور میری درخواست پر مسٹر عمران تیار ہو گئے ہیں۔ میں ان کا شکر گزار ہوں... گورے لاؤ!"

اُس نے بوڑھے ملازم کی طرف دیکھ کر کہا جو دروازے میں کھڑا تھا۔

پھر عمران سے بولا "مسٹر عمران آپ نے شادی کب کی؟"

"ہائیں... شادی! نہیں تو..."

"پھر..." بوڑھا جولیا کی طرف دیکھ کر بولا۔

"ارے... یہ... یہ تو میرے سرکس میں کام کرتی ہیں" عمران نے کہا۔

"اوہ... محترمہ مجھے معاف فرمایئے گا..." بوڑھے نے جولیا سے کہا۔

"کوئی بات نہیں" جولیا زبردستی مسکرائی... لیکن بے اختیار اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ دونوں سینڈل اتار کر عمران پر پل پڑے۔

بوڑھا نوکر دو چھوٹے چھوٹے گورے لایا جن کا قطر دو انچ سے زیادہ نہ رہا ہوگا۔ عمران نے گوروں کو ہاتھ میں تولا اور... پھر زمین پر ڈال دیا۔ دوسرے لمحے میں وہ ان پر پاؤں رکھے کھڑا تھا۔ ہر پیر کے نیچے ایک گولا... یعنی وہ ان گوروں ہی پر کھڑا تھا... ایڑیاں زمین سے لگی ہوئی تھیں اور نہ پنجے۔

"اب تم لوگ بہت غور سے دیکھتے رہنا" بوڑھے پورشین نے جوان آدمیوں سے کہا "ایڑیاں زمین سے لگیں گی اور نہ پنجے لیکن لارڈ عمران اس طرح کمرے میں دوڑیں گے جیسے اسکیٹنگ کر رہے ہوں... کیا مجال کہ ایک بھی گولا پیر کے نیچے سے نکل تو جائے؟"

حقیقتاً دوسرے ہی لمحے یہ کھیل شروع ہو گیا۔ عمران پورے کمرے میں چکراتا پھر رہا تھا... لیکن اُس کے پنجے یا ایڑیاں زمین سے نہیں لگ رہی تھیں... وہ سب حیرت سے منہ کھولے اُس کے پیروں کی طرف دیکھتے رہے۔ ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی گولا پاؤں کے نیچے سے نکلا ہو۔ یہ دوڑ پانچ منٹ تک جاری رہی پھر عمران گوروں پر سے اتر آیا...

چند لمحے سکوت طاری رہا۔ پھر ایک نوجوان بولا "واقعی جناب آج یقین آگیا"

بوڑھا پورشین ہنسنے لگا۔ عمران ببل گم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا

"اچھا تو... آؤ" وہ ببل گم منہ میں ڈالتا ہوا بولا "ہم چلیں"

"کچھ پی لیجیے مسٹر عمران..."

"نہیں شکریہ! تم جانتے ہو کہ میں ٹھنڈے پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں پیتا"

وہ سب انہیں دروازے تک چھوڑنے آئے۔ کچھ دیر بعد جب ... سڑک پر نکل آئی تھی، جولیا نے کہا۔

"آئے دن تمہاری نئی نئی حرکتیں سامنے آتی ہیں..."

"تو اس میں میرا قصور کیا ہے... اس گدھے نے خود ہی تو اس کا ذکر چھیڑا تھا۔ اگر تمہیں بُرا لگا ہو تو آئندہ کے لئے کان پکڑتا ہوں۔ اب نہیں چلوں گا گوروں پر"

"وہ کون تھا؟"

"ڈی ولسن میرا ایک پرانا دوست شکاری ہے اُس کے پاس سدھائے ہوئے کئی درندے ہیں"

"میں یہی سمجھی تھی۔ ٹھیک ہے۔ تو کیا وہ سفر پر آمادہ ہو گیا ہے؟"

"کیسے نہ ہوتا۔ وہ اندھیرے کا گیدڑ تمہارا ایکسٹو جانتا ہے کہ عمران کیا کرے گا؟"

"کیا تم اُس کے سامنے اُسے اندھیرے کا گیدڑ کہہ سکتے ہو؟"

"ہاں آج کل کہہ سکتا ہوں۔ وہ عمران سے اُلجھنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ کیونکہ یہ مہم عمران کے بغیر نہیں سَر ہو سکتی"

جولیا ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑا کر رہ گئی۔

"اور سنو" عمران بولا "تم سب کو میرے اشاروں پر ناچنا ہوگا"

"یہ ناممکن ہے۔ میں استعفیٰ دے دوں گی"

"شوق سے دے دو۔ آج کل ایکسٹو کو عمران کے علاوہ اور کسی کی پروا نہ ہوگی"

"مجھے دیکھنا ہے کہ تم خود کتنے دن ٹھہرتے ہو"

"اس کی پروا مت کرو"

جولیا خاموش ہو گئی۔ کچھ دیر بعد پھر بولی "اور اس کا کیا کام ہے؟"

"پتا نہیں اُس نے نہیں بتایا... اُسے پھر دیکھا جائے گا"

"لیکن کیا وہ اس سے واقف ہے کہ سفر کیوں کیا جا رہا ہے؟"

"ہاں... وہ یہی جانتا ہے کہ ہم شکرال میں کھیل تماشے کے ذریعے پیسے کمانا چاہتے ہیں"

"اور وہ اس سفر پر تیار ہو گیا ہے؟"

"ہاں... اور میرا خیال ہے کہ وہ صرف سرحد پار کرنا چاہتا ہے جس کے لیے میں نے اُسے اطمینان دلا دیا ہے کہ ہم بہ آسانی سرحد پار کر جائیں گے"

"میں سمجھ ہی نہیں سکی کہ تم کیا کہہ رہے ہو"

"دیکھو! ایسے کسی خطرناک سفر کے لیے تیار ہو جانا آسان کام نہیں ہے۔ یقیناً اس کا بھی کوئی مفاد اس میں پوشیدہ ہوگا۔ اُسے اسی پریشانی میں پایا تھا کہ سرحد پار کرنے کے لیے حکومت سے اجازت نامہ حاصل کر لوں گا۔ کیونکہ اس سرحد سے گذرنے کی اجازت کسی کو بھی نہیں ملتی لیکن شاید وہ عرصہ سے اُدھر جانے کے خواب دیکھتا رہا ہے۔ لہٰذا میری اس تجویز پر فوراً ہی تیار ہو گیا۔"

"آخر وہ اُدھر کیوں جانا چاہتا ہے؟"

"میرا اندازہ ہے کہ وہ جواہرات کی تلاش میں جانا چاہتا ہے... شکرال اور سرخسان کی سرحد پر جہاں دریائے شرسل جنوب کی طرف مڑ جاتا ہے، ہیرے پائے جاتے ہیں۔ ڈی ولسن بڑا شکاری ہے اور ہیروں کی تلاش کا شائق بھی۔ وہ اکثر اس مقصد کے تحت سفر کرتا رہا ہے"

"اوہ..." جولیا نے حیرت ظاہر کی۔

"کیا تمہیں بھی ہیروں سے دلچسپی ہے..."

"کیسے نہ ہوگی..." جولیا بڑبڑائی۔

"عاشقوں کے آنسو جمع کرو... وہ ہیروں سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔ مگر آنسو جمع کرنے سے پہلے اچھی طرح تسلی کر لو کہ کہیں عاشق نزلے میں تو مبتلا نہیں ہے..."

"یہ سفر کب شروع ہوگا" جولیا نے پوچھا۔

"بہت جلد... لیکن ابھی بہت کام پڑا ہے... سرکس کے لیے جانور تو نہیں مل جائیں گے۔ لیکن دو چار ایسے آدمیوں کی بھی تلاش ہے جو پہلے کسی سرکس میں کام کر چکے ہوں..."

"تمہارے بہتیرے ایسے دوست ہوں گے" جولیا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"یقیناً ہیں... ٹھیک ہے تم ابھی حل کر رہی ہو"

❖

ایک ہفتے تک تیاریاں ہوتی رہیں۔ لیکن جولیا کو تفصیل کا علم نہ ہو سکا۔ ان تیاریوں کا تذکرہ وہ عموماً عمران ہی کی زبانی سُنا کرتی تھی... لیکن ایکسٹو سے جب بھی گفتگو ہوتی وہ یہی کہتا کہ عمران کام ضرور کر رہا ہے۔ لیکن زیادہ تر وقت باتوں میں برباد کر دیتا ہے۔

ایک دن جولیا ایکسٹو سے فون پر پوچھ ہی بیٹھی "اگر عمران ناکارہ ہے تو پھر آپ اُسے اتنی بڑی ذمہ داری کیوں سونپ رہے ہیں؟"

"اوہ... وہ اتنا جانتا ہے کہ اُسے کہاں اور کب سنجیدہ ہو جانا چاہیے"

"خیر... اسے تو جانے دیجیے... سب سے زیادہ اہم بات میں نے ابھی تک آپ سے نہیں پوچھی"

"ضرور پوچھو"

"آپ کہاں ہوں گے...؟"

"میں... میں یہیں رہوں گا... میں ہیڈ کوارٹر کسی بھی صورت میں نہیں چھوڑ سکتا"

"جب تو شاید... میں سرحد پار کرتے ہی ختم ہو جاؤں" جولیا نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیوں... کیوں" دوسری طرف سے ایکسٹو کی ہنسی کی آواز آئی۔

"جب بھی میں کسی مشکل میں پھنس جاتی ہوں مجھے یقین ہوتا ہے کہ آپ مجھ سے زیادہ دور نہ ہوں گے"

"اوہ جولیا... یہ بہت بُری بات ہے۔ تم میں اب تک خود اعتمادی نہیں پیدا ہو سکی"

"میں کیا کروں مجبور ہوں..."

"کیا تم اس سفر سے جان چرا رہی ہو؟"

"نہیں جناب... کبھی نہیں ہرگز نہیں... میں نے آج تک آپ کے کسی حکم کی تعمیل سے انکار نہیں کیا"

"ٹھیک ہے... اسی لیے میں تمہاری قدر کرتا ہوں"

"لیکن اس میں میری وہ حیثیت نہیں ہوگی جو اب تک رہی ہے۔ اسی کا مجھے افسوس ہے"

"میں سمجھتا ہوں۔ تمہیں ضرور افسوس ہوگا۔ لیکن کیا تم اس قافلے کی رہبری کر سکو گی"

"اسی لیے تو خاموش ہوں کہ نہیں کر سکتی... ورنہ میں آپ سے لڑ جاتی"

"کیا؟..." دوسری طرف سے غراہٹ سی سنائی دی... اور جولیا سہم گئی۔

"اوہ... وہ؟" جولیا ہکلائی۔ "معاف... فف... فرمایئے گا جناب... میں کسی اور خیال میں تھی۔"

"نہیں... مجھ سے گفتگو کرتے وقت ہوش میں رہا کرو۔"

"میں ایک مرتبہ پھر معافی چاہتی ہوں۔ جناب۔" جولیا روہانسی ہو گئی۔

"اور کچھ...؟"

"ن... نہیں... جناب۔"

"اچھا..." دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ اور جولیا ریسیور رکھ کر بُری طرح ہانپنے لگی۔

نہ جانے کیوں اُس کا دل بھر آیا تھا۔ اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی کوئی پرسوا، پرانی آرزو ریت کی دیوار کی طرح ڈھیر ہو گئی ہو۔ اس میں تو شبہے کی گنجائش ہی نہیں تھی کہ وہ ایکسٹو پر جان دیتی تھی اور شب و روز اسی فکر میں رہتی تھی کہ کسی طرح اُسے دیکھ پائے۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں وہ کبھی کبھی نادانستہ طور پر اُس سے کچھ بے تکلف ہو سکتی تھی۔ لہٰذا اس وقت بھی ایسے ہی کسی جذبے کے تحت اُس کی زبان سے یہ بات نکل گئی تھی۔ لیکن ایکسٹو کی جھڑکی اُسے رومان کی وادیوں سے نکال کر اسی دنیا کے بے رنگ دھوئیں میں پٹخ گئی اور اُسے شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ وہ ایکسٹو کی محبوبہ نہیں بلکہ ماتحت ہے۔

کافی دیر تک اس کی آنکھوں سے آنسو ڈھلکتے رہے اور اُسے احساس تک نہ ہوا... اگر فون کی گھنٹی دوبارہ نہ بجتی تو شاید اسی عالم میں کئی گھنٹے گزر جاتے۔

"ہیلو۔" اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کال ریسیو کی...

"کون بول رہا ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"جولیانا فٹنر واٹر۔"

"اوہ ہم... میں عمران ہوں... کیا تم کیفے گرینڈ تک آ سکتی ہو۔"

"نہیں..." جولیا جھلا گئی۔ نہ جانے کیوں اُسے غصہ آ گیا۔ شاید وہ غیر شعوری طور پر اپنی توہین کا بدلہ کسی دوسرے سے لینا چاہتی تھی۔

"ارے واہ... تم نہ آؤ گی تو کام کیسے چلے گا۔ میں نے تین یوریشین لڑکیاں پھانسی ہیں۔"

"میں نہیں آ سکتی..."

"کیا تم نشے میں ہو! جولی ڈارلنگ۔"

"بکواس بند کرو۔ مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش نہ کیا کرو۔"

"جب کوشش کے بغیر ہی بے تکلف ہو جاتا ہوں تو پھر کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بس آ جاؤ جلدی سے نخرے نہ کرو... میں تم سے کم حسین نہیں ہوں... یہ اور بات ہے کہ لپ اسٹک اور روژ وغیرہ استعمال کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔"

"میں نہیں آؤں گی۔" جولیا ایک ایک لفظ پر زور دیتی ہوئی بولی۔ "کتنی بار کہوں۔"

"اچھا تو پھر... اس نقصان اور وقت کی بربادی کی تمام تر ذمہ داری تم پر ہو گی۔"

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں نہیں آ سکوں گی۔"

"اوہ... اُن تینوں لڑکیوں کو صرف مطمئن کرنا ہے..."

"میں کیسے مطمئن کر سکوں گی۔"

"تمہیں صرف یہ ظاہر کرنا ہو گا کہ تم بھی میرے سرکس میں ملازم ہو۔ وہ دراصل مجھے کوئی فلرٹ سمجھ رہی ہیں..."

"مگر... تم عقل رکھتے ہو یا نہیں۔"

"نہیں یہی تو مصیبت ہے کہ نہیں رکھتا۔ کیوں؟ کیا مجھ سے کوئی حماقت سرزد ہوئی ہے۔"

"موٹی سی بات ہے۔ اگر انہیں شبہ ہو گیا کہ انہیں دھوکا دیا گیا ہے تو وہ کسی موقع پر بھانڈا بھی پھوڑ سکتی ہیں۔"

"انہیں کس بات کا شبہ ہو گا... معلوم ہوتا ہے کہ تم بھنگ پینے لگی ہو... ہم ایک سرکس ترتیب دے رہے ہیں... ہمارا مقصد اپنی روزی حاصل کرنا ہے... اس میں شبہ کیا معنی رکھتا ہے...؟ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ وہ اصل مقصد سے آگاہ ہو سکیں گی۔"

"لیکن ڈینی کو تو اس کا علم ہے..."

"اب تم شاید چرس پینے لگی ہو... ہم آٹھ آدمیوں کے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہو سکتا کہ اس سفر کا اصل مقصد کیا ہے۔"

"پھر اس سے کیا کہا تھا کہ آپ کا کام ہو جانے پر میں اپنا کام کروں گا۔"

"کام سے مراد وہ کام نہیں تھا جو حقیقتاً درپیش ہے... میں نے اُس سے کہا تھا کہ میں ایک لڑکی کی تلاش میں سرگرداں

رہنا چاہتا ہوں جسے منگرالی اغوا کر لے گئے ہیں۔"

"اور اُسے تمہاری اس بکواس پر یقین آ گیا ہو گا؟"

"نہ آیا ہو لیکن وہ ہر حال میں میرے ساتھ جائے گا اور تم خواہ مخواہ وقت برباد کر رہی ہو۔ اگر تمہیں آنا ہو تو آؤ... ورنہ صاف جواب دے دو۔"

"میں آ رہی ہوں..."

نہ جانے کتنے پاپڑ بیلنے کے بعد بالآخر اُن کا سفر شروع ہو گیا... سرحد تک پہنچنے سے قبل ان میں نظم و ضبط نہیں قائم ہو سکا تھا کیونکہ کثیر سامان ساتھ ہونے کی بنا پر انہیں چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم ہو جانا پڑا تھا... بہرحال مختلف ذرائع سے سارا سامان سرحد تک پہنچا دیا گیا...

عمران نے ایسے جانور ساتھ نہیں لیے تھے جنہیں کٹہروں میں لے جانا پڑتا۔ وہ جانتا تھا کہ اکثر ایسے دشوار گزار راستوں سے سابقہ پڑے گا کہ خود اپنا جسم صحیح سلامت آگے نکال لے جانا مشکل ہو جائے گا۔

قافلے میں چار لڑکیاں تھیں... ایک جولیا اور تین یوریشین لڑکیاں جنہیں عمران نے اس سفر پر آمادہ کیا تھا۔ وہ اس سے پہلے بھی کسی سرکس میں کام کر چکی تھیں... ڈینی ولسن نے تین چار بکرے آٹھ گدھے اور چار گھوڑے مہیا کیے تھے۔ یہ سب تربیت یافتہ تھے۔ عمران سفر شروع کرنے سے پہلے ہی اُن کی کارکردگی سے مطمئن ہو چکا تھا۔ ڈینی کے ساتھ گیارہ شکاری بھی تھے۔ اور ان کے متعلق ڈینی نے عمران کو بتایا تھا کہ وہ بہترین قسم کے نشانہ باز ہیں۔ کوئی بُرا وقت آنے پر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

ڈھائی درجن خچروں پر مختلف قسم کا سامان بار تھا... وہ لوگ سرحد سے گزر گئے... یہاں تک تو وہ لوگ بہت آسانی سے ٹرینوں، جیپوں، لاریوں اور کاروں کے ذریعے آئے تھے... لیکن سرحد پار کر لینے کے بعد جب اصل سفر شروع ہوا تو کئی آدمیوں کی ہمتیں جواب دے گئیں۔ کیونکہ حد نظر تک خشک اور ویران پہاڑیاں ہی نظر آ رہی تھیں۔

ایکس ٹو کے پرانے ماتحت تو خاص طور پر ان شدت سے بیزار نظر آ رہے تھے... کیونکہ ان کی باگ ایک ایسے آدمی کے ہاتھوں میں دی گئی تھی جس کی وہ رتی برابر بھی پروا نہیں کرتے تھے۔ جولیا کا معاملہ کچھ یوں تھا کہ کبھی اُسے عمران پر پیار آتا اور کبھی دل چاہتا کہ وہ کسی بڑے پتھر سے اُس وقت تک اُس کا سر کچلتی رہے جب تک کہ اس کے خدوخال مسخ نہ ہو جائیں۔

صفدر سعید، لیفٹیننٹ صدیقی اور سارجنٹ نعمانی عمران کو بے حد پسند کرتے تھے۔ اس کے محیر العقول کارنامے اُن کے لیے نئی چیز تھے۔ لہٰذا وہ اُس کی قدر کرنے لگے تھے۔ تنویر، ظفر اور چوہان اُسے بہت دنوں سے جانتے تھے۔ اُس سے مرعوب بھی تھے لیکن اس کے باوجود بھی وہ خود کو اُس سے برتر سمجھنے پر مُصر رہتے تھے۔ وجہ جو کچھ بھی رہی ہو۔ ویسے یہی لوگ جب فون یا ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز سنتے تھے، تو اُن کی سانسیں اُکھڑنے لگتی تھیں۔ یہ بھی حالات کا عجیب مذاق تھا۔

آٹھوں کے پاس سفری ٹرانسمیٹر تھے۔ لیکن اُن کا حلقۂ عمل پچاس میل کے رقبے سے زیادہ نہیں تھا... وسیع حلقۂ عمل کا صرف ایک ٹرانسمیٹر عمران کے پاس تھا جس کے متعلق دوسروں کا خیال تھا کہ اس پر عمران ہیڈ کوارٹر سے ہدایات حاصل کرتا رہتا ہے... عمران نے یہاں بڑی ہی عقل مندی سے کام لیا تھا... اگر وہ اس قسم کا کوئی ٹرانسمیٹر اپنے قبضے میں نہ رکھتا تو شاید اُس کا بھانڈا پھوٹنے میں دیر نہ لگتی۔ وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے اس پر ایکسٹو سے ہدایات حاصل کرتا رہتا۔ ہیڈ فون اس کے سر پر چڑھا ہوا تھا... اس نے دوسروں کو یہ سمجھانے میں دیر نہ لگی تھی کہ وہ ایک ایک پل کی خبریں ایکسٹو کو دے رہا ہے۔ یقیناً یہ ایک دشوار کام تھا۔ اس کے لیے عمران کو کسی فلمی اداکار کی طرح اپنا رول ادا کرنا پڑ رہا تھا۔ مگر یہ عمران ہی کا حصہ تھا۔ اُس کی جگہ اور کوئی ہوتا تو اس سے اتنی دیر میں بے شمار حماقتیں سرزد ہوئی ہوتیں۔

وہ سب خچروں پر سوار تھے... لیکن عمران جانتا تھا کہ چالیس میل چلنے کے بعد انہیں خچروں سے اُترنا پڑے گا... لڑکیوں کے لیے اس نے پہلے ہی سے انتظام کر لیا تھا۔ چار بڑی بڑی ڈولیاں تھیں، جنہیں قلی اپنے کاندھوں پر اٹھائے چل رہے تھے۔

جولیا کو وہ ڈولیاں گراں گزر رہی تھیں۔ اس نے کئی بار عمران سے کہا کہ وہ ڈولی پر سفر جاری رکھنے سے بہتر یہ سمجھے گی کہ پیدل چلے۔

"ارے نہیں... یہ نازک نازک پاؤں اس قابل نہیں ہیں، جولی۔" عمران کہتا۔ "پیدل چلنے سے بہتر تو یہ ہو گا کہ

میں تمہیں اپنے کاندھے پر بٹھا کر لے چلوں۔ میرا پچھر کوئی مضبوط ہے آجاؤ۔۔۔" ایک بار تنویر نے اُسے یہ کہتے سُن لیا اور اُس کو غصہ آگیا۔

"دیکھو عمران!" اُس نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اس وقت تم ہی لیڈر ہو۔ ہم کسی نہ کسی طرح برداشت کر رہے ہیں۔ لیکن اگر تم نے جولیا کو پریشان کرنے کی کوشش کی تو ہم سے بُرا کوئی نہ ہوگا۔"

"تو تم ہی اُسے بٹھالو اپنے کاندھے پر۔" عمران نے عورتوں کی طرح ہاتھ نچا کر کہا۔ "وہ ڈولی میں بیٹھنا پسند نہیں کرتی۔"

"تم چپ چاپ چلتے رہو۔ غیر ضروری باتیں برداشت نہیں کی جائیں گی۔" تنویر نے کہا اور جولیا کی ڈولی کے برابر برابر چلنے لگا۔

عمران اپنے خچر کو آگے نکال لے گیا۔۔۔ راستہ پتھریلا ضرور تھا لیکن اتنا ناہموار نہیں تھا کہ برابر سے تین چار خچر نہ چل سکتے۔۔۔ عمران کا خچر ڈینی ویلس کے خچر کے قریب پہنچ کر اُس کے ساتھ چلنے لگا۔

"یس ماسٹر عمران!" ڈینی مسکرایا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ شکریہ! میں اس وقت بہت زیادہ نروس ہوں۔"

"کیوں ماسٹر عمران۔۔۔؟"

"اوہو۔۔۔ مجھے ٹریزا یاد آرہی ہے۔۔۔ ارر رے۔۔۔ چپ لاحول ولا۔۔۔ میں نے تمہیں نام کیوں بتادیا؟"

"یہ ٹریزا کون ہے؟"

عمران تھوڑی دیر تک چپ رہا، پھر بولا۔ "وہی لڑکی جس کے لیے لاکھوں روپے صرف کر کے ہم سفر کر رہے ہیں۔"

"ہاں ماسٹر! آپ نے اس کے متعلق مجھے تفصیل سے نہیں بتایا!"

"یہ اپنے ملک کے ایک بہت بڑے آدمی کا راز ہے۔ اس لیے میں مجبور ہوں ڈینی۔ ویسے تم یہ سمجھ لو کہ ہم ایک ایسی لڑکی کی تلاش میں جا رہے ہیں، جسے شنواریوں نے اغوا کیا ہے!"

"وہ بہت دولت مند آدمی ہوگا ماسٹر عمران! جس کی یہ لڑکی ہے؟"

"یقیناً ڈینی۔۔۔ ورنہ اتنے اخراجات برداشت کرنا ہم ایک کے بس کا روگ تو نہیں؟"

"خیر ماسٹر عمران میں تو آپ پر بھروسہ کرتا ہوں۔"

"اور میں نے تمہیں ہر موڑ پر بھی نہیں رکھا۔۔۔ میں نے تم سے یہ نہیں کہا کہ ہم جنت میں جا رہے ہیں۔ تم پہلے ہی سے جانتے ہو کہ شنکرال کتنی خطرناک جگہ ہے۔ اور یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ ہم وہاں کس تدبیر سے داخل ہوں گے۔"

"اوہو۔۔۔ ماسٹر عمران! یہ مطلب نہیں۔۔۔ اپنے اس قسم کا ذمہ دار میں خود ہوں مگر آپ مطمئن رہیے خود میرا اپنا کام بھی بہت اہم ہے۔"

"ہیرے۔۔۔" عمران اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بڑبڑایا "۔۔۔ دریائے مشرہیل کی وادی کے ہیرے تمہیں وہاں لے جا رہے ہیں۔"

"اوہ۔۔۔ میرے خدا۔۔۔" ڈینی ویلس کا منہ حیرت سے پھیل گیا۔

"میں اسی وقت سمجھ گیا تھا جب تم نے اپنے کام کا حوالہ دیا تھا۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "کیا اس سے پہلے بھی تم ہیروں ہی کے چکر میں میکسیکو کا سفر نہیں کر چکے ہو؟"

"ماسٹر عمران۔۔۔ مانتا ہوں۔۔۔ آپ جو کچھ بھی کہہ رہے ہیں بالکل درست ہے۔ میں کبھی کا اس مہم پر بھی روانہ ہو چکا ہوتا لیکن سرحد سے گزر جانے کی کوئی صورت نہیں پیدا ہو سکی تھی اور اب تو مجھے یقین ہے کہ کامیابی میرے قدم چومے گی۔۔۔ تم نے خود ہی ایک آدمی ایسا بھیج دیا جو مجھے بے خوف و خطر سرحد پار کرانے لگا۔"

"تم مجھے اچھی طرح واقف ہو۔۔۔ کیوں ڈینی؟"

"اچھی طرح ماسٹر عمران۔ کیوں۔۔۔ آپ نے یہ سوال کیوں کیا مجھ سے؟"

"کچھ نہیں یوں ہی۔ میں نے سوچا ممکن ہے تم کبھی بھول جاؤ کہ میں کیسا آدمی ہوں؟"

"ماسٹر عمران کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کو کسی موقع پر دھوکا دوں گا؟"

"تم بھی آدمی ہو فرشتے نہیں!"

"آپ یقین کیجیے۔ جو کچھ بھی ملے گا اس میں آدھا آپ کا اور آپ کی پارٹی کا۔"

"میں ہیروں کی بات نہیں کر رہا ڈینی۔ ہیرے تو سینکڑوں روزانہ میری جوتیوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں۔ میں اپنے متعلق کہہ رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے دریائے مشرہیل کے قریب پہنچنے پر تم اپنے وعدوں سے پھر جاؤ۔"

"اسی وقت گردن مروڑ دیجیے گا۔" ڈینی نے بڑے خلوص سے کہا۔

ٹھیک اُسی وقت عمران نے ہیڈ فون میں جولیا کی آواز سنی جو کہہ رہی تھی۔ "عمران خدا کے لیے۔۔۔ اس تنویر سے پیچھا چھڑاؤ۔۔۔ خواہ مخواہ مجھے بور کر رہا ہے۔"

عمران نے اپنے خچر کی لگام کھینچی وہ وہیں رک گیا۔

"کیا بات ہے ماسٹر؟" ڈینی نے مڑ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں! چلتے رہو۔" عمران نے اپنے خچر کو ہٹاتے ہوئے کہا۔

خچر اور مزدور گزرتے رہے۔۔۔ جب جولیا کی ڈولی قریب پہنچی تو عمران نے خچر آگے بڑھا دیا اور پھر اُسی کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ تنویر دوسری طرف تھا۔

"تم پھر آگئے!" تنویر غرایا۔

"پیارو! میں نے سوچا کہیں تم جولیا سے اظہار عشق نہ کر بیٹھو۔"

"کیا بکواس ہے؟"

"ہاں بکواس ہی کہتے ہیں اظہار عشق کو۔۔۔ تنویر ڈارلنگ کبھی مجھ سے اظہار عشق کر کے دیکھو۔ اسی لمحہ خود غرضی میں مبتلا ہو کر تمہارا کیریکٹر حصے میں الگ جائے گا۔"

"میں تم کو ہزار بار منع کر چکا ہوں کہ مجھ سے بکواس نہ کیا کرو!"

"میں نے جس دن تم سے اظہار عشق کیا زہر کھا اور مر جائے گی۔ بیوی بن جائے گی۔"

دفعتاً اُس کے ہیڈ فون میں صفدر کی آواز آئی۔ "عمران صاحب یہ تینوں لڑکیاں مجھے پریشان کر رہی ہیں۔"

"تم آنکھیں بند کر کے انہیں کہنے دو۔ ٹھیک ہو جائیں گی" عمران نے کہا۔

"آپ کہتے تو یہی ہیں وہ کہتی ہیں کہ ان مزدوروں کو ڈولیوں پر بٹھا دیں اور ہم پیدل چلیں گی۔"

"ان سے کہو کہ ان کے ہیڈ کوارٹر میں دوں گا۔ مگر ابھی اس میں [illegible]"

"اچھا میں آرہا ہوں۔" عمران نے کہا اور اپنے خچر کو دو چار

ٹہلیاں دسیدکیں وہ دوڑنے لگا۔

ٹی ٹی اُس نے تینوں یورپین لڑکیوں کا موڈ بہت خراب پایا۔ اُن میں سے ایک ذرا کچھ تیز واقع ہوئی تھی اور عمران کو بالکل ڈیوٹ ہی سمجھتی تھی۔ نام لزی تھا۔ صورت شکل کی بھی بُری نہیں تھی۔

"ہم ان سواریوں پر نہیں بیٹھ سکتے۔" اُس نے عمران کو دیکھتے ہی جھلا کر کہا۔

"پھر میں تمہارے لیے کار کہاں سے مہیا کروں۔ اگر کر بھی دوں تو کیا وہ یہاں آسکے گی۔۔۔ راستہ تو تم دیکھ ہی رہی ہو جیسا ہے۔" عمران نے فدویانہ انداز میں کہا۔

"ہم خچروں پر بیٹھیں گے۔"

"میں اس کا مشورہ ہرگز نہیں دوں گا۔ کیونکہ یہ خچر نہ تو انگریزی بول سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ تم کبھی اسٹاپ اور یہ کہیں گے سرپٹ۔ پھر جو کچھ بھی ہوگا ظاہر ہے۔ اور تم کی کھڈیں اتنی گہری ہیں کہ ہم کوشش کے باوجود بھی تمہاری ہڈیوں کا شمار نہیں کر سکیں گے۔"

"ہم آگے نہیں جائیں گے۔" لزی نے کہا۔

"تم سے جانے کو کون کہتا ہے۔ تم بس چپ چاپ ڈولیوں میں بیٹھی رہو۔ چلنے والے چلتے رہیں گے۔"

لزی نہ جانے کیا کیا بکنے لگی۔ آخر عمران نے کہا۔ "اگر تم نہیں جانا چاہتیں تو ہم تمہیں یہیں چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم لوگ شریف آدمی نہیں ہیں۔ مسٹر کس کا تو عشق بھاتا ہے۔ ورنہ ہم لوگ تو پاس پڑوس کے ملکوں میں لوٹ مار کرنے جا رہے ہیں۔" تینوں لڑکیاں زرد پڑ گئیں۔ ان کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا اور وہ سہم کر خاموش ہو گئیں۔

"تیز چلو۔۔۔" عمران نے چیخ کر اُن مزدوروں سے کہا جو ڈولیاں اُٹھائے ہوئے تھے۔ یہ مزدور دراصل تربیت یافتہ فوجی اور بہترین قسم کے نشانہ باز تھے۔ عمران نے ان کا تعاون حاصل کرنے کے سلسلے میں بہت احتیاط برتی تھی۔ لہٰذا اس کے ماتحت بھی ان کی اصلیت سے لاعلم تھے۔

تینوں ڈولیاں آگے بڑھ گئیں اور صفدر ہنستا ہوا بولا۔ "خواہ مخواہ ڈرا دیا آپ نے بیچاریوں کو۔"

"ہائیں! تو کیا میں نے غلطی کی۔" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"ارر۔۔۔ یہ مطلب نہیں ہے۔۔۔ میں کہہ رہا تھا۔"

"تو جلدی کہو۔۔۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔"

"آپ کو یہ نہ کہنا چاہیے تھا۔"

"پھر کیا کہتا! بتاؤ تاکہ اب کہہ دوں۔"

"اب کیا فائدہ....."

"پھر ختم کرو یہ تذکرہ۔"

یہ قافلہ دن بھر چلتا رہا اور شام ہوتے ہی وہ ایک مناسب سی جگہ منتخب کر کے وہیں اُتر پڑے۔ خیموں سے چھولداریاں کھینچ کر نصب کی گئیں۔ اور جگہ جگہ آگ روشن نظر آنے لگی۔ رات کے کھانے سے فارغ ہو کر عمران نے اپنے ماتحتوں کو اکٹھا کیا۔ چاروں ہی اُس کے ماتحت بُری طرح بیزار نظر آ رہے تھے۔ ہر ایک کے انداز سے یہی معلوم ہوتا جیسے موقع ملتے ہی عمران کو پھاڑ کھائے گا۔

"دوستو!" عمران نے انہیں مخاطب کیا۔ "میں نے محسوس کیا ہے کہ تم ان [illegible] لڑکیوں کو دن بھر گھورتے رہے ہو۔"

"اگر آپ [illegible] ہے تو کا الزام ہمارے سر رکھا تو اچھا نہ ہوگا" کیپٹن خاور غرایا۔

"میں [illegible] یہ کہنا چاہتا ہوں۔" عمران نے اُس کی طرف توجہ دیے بغیر [illegible] "اگر کسی کی ذات سے بھی ان لڑکیوں کو کوئی تکلیف پہنچی [illegible] بنے بُرا کوئی نہ ہوگا۔"

تنویر نے ایک ہذیانی سا قہقہہ لگایا اور پھر ایک ہنستا ہوا بولا: "لڑکیوں سے بھائی جان میں تمہاری اجازت حاصل کیے بغیر کسی قسم کا اقدام نہیں کروں گا۔"

عمران اسے بھی نظر انداز کر کے بولا۔ "ہم انہیں اپنے ساتھ لائے ہیں۔ اس لیے ان کی حفاظت کے بھی ذمہ دار ہیں۔"

"ارے یہ بھی کوئی بات ہے۔" لیفٹیننٹ چوہان ہاتھ ہلا کر بولا۔ "مجھے ان کا پہریدار بنا دیجیے۔ پھر کیا مجال کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا انہیں ہاتھ بھی لگا سکے۔"

"دوسری بات۔" عمران نے اپنی آواز اونچی کر کے کہا۔ "آپ صاحبان میں اگر کوئی صاحب پینے کے ساتھ شراب کی بوتلیں بھی لائے ہوں تو براہِ کرم انہیں ضائع کر دیں۔ یہ ایکسٹو کا حکم ہے۔"

تنویر کیپٹن خاور کو آنکھ مار کر مسکرایا اور لیفٹیننٹ چوہان اپنے ہونٹ چاٹنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"یہ ظلم ہے بھائی عمران۔ یہاں اس ویرانے میں تو ہمیں پینے دو۔ آخر اس موقع پر ایکسٹو کو حکم دینے کی کیا ضرورت تھی۔ دن بھر کی تھکن پھر کیسے دور ہوگی۔"

"کیا دُنیا کے سارے آدمی شراب ہی پی کر تھکن دور کرتے ہیں۔" عمران بولا۔

"ہم دُنیا کے سارے آدمی نہیں ہیں۔ اس لیے بکواس بند کرو۔" کیپٹن خاور غرایا۔

"جو کچھ میں نے کہہ دیا اُسے پتھر کی لکیر سمجھو۔" عمران نے [illegible] اور خاموش ہو گیا۔

اور پھر وہ ایک ایک کر کے اُس کی چھولداری سے نکلنے [illegible] عمران نے صفدر کو اشارے سے روکا۔ جب وہ چلے گئے تو [illegible] نے اس سے کہا۔ "ان پر نظر رکھنا۔"

"کس سلسلے میں؟"

"شراب اور لڑکیاں۔" عمران... ایک ایک لفظ پر [illegible] دیتا ہوا بولا۔

"کیا لڑکیوں میں جولیا بھی شامل ہے؟"

"نہیں وہ اپنی حفاظت خود کر سکتی ہے۔"

"یہ نہ کہیے! وہ تنویر سے بہت زیادہ خائف نظر [illegible] ہے۔" صفدر نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"تنویر اُسے دن بھر پریشان کرتا رہا ہے۔"

"اوہو... یہ بہت پرانی بات ہے۔ جولیا کی [illegible] ان لڑکیوں کی حفاظت ضروری ہے۔"

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" صفدر [illegible] "آپ ان کو کنٹرول نہیں کر سکتے تو ایکسٹو نے کیوں آپ [illegible] میں کیوں دی ہے۔"

"ایکسٹو میرا سوتیلا بھتیجا ہے۔ تم اس چکر میں نہیں [illegible] اب جاؤ....." صفدر چلا گیا۔ عمران نے جیب سے ایک [illegible] نکال کر زمین پر پھیلا دیا اور لیمپ کی روشنی میں اس کا [illegible]

✖

تنویر، خاور اور چوہان اپنی چھولداری میں داخل [illegible] خاور کا موڈ بُری طرح بگڑا ہوا تھا۔ چوہان خاموش [illegible] اور تنویر [illegible] رہا تھا۔

"میں سچ کہتا ہوں۔ اگر اس نے ذرا بھی معاملے [illegible] دخل دیا تو میں اس کا سر توڑ دوں گا۔"

"ختم کرو یار۔" چوہان ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم [illegible] پیچھے پڑ گئے ہو..... حالانکہ تم نے پہلے کبھی اس [illegible] سے گفتگو نہیں کی۔"

"سونو ڈیئر۔" تنویر سنجیدگی سے بولا۔ "کیا تمہیں توقع ہے کہ [illegible] سفر سے صحیح سلامت واپسی ہوگی۔ میں تو نہیں سمجھتا کہ ایسا [illegible] گا۔ لہٰذا ایٹ ڈرنک اینڈ بی میری..... جولیا کو میں [illegible] سالوں سے چاہتا ہوں..... لہٰذا مرنے سے پہلے۔"

"تم شاید پاگل ہو گئے ہو۔"

"چلو یہی سمجھو۔ نکالو..... بوتل..... لعنت ہے اس [illegible] بُری طرح تھک کر چُور ہو رہے ہیں۔"

"نہیں شراب نہیں....." خاور نے کہا۔

"یار میں تو کہتا ہوں کہ صفری اور ناشاد وغیرہ بہت اچھے [illegible]" تنویر بولا۔

"تو تمہیں بھی استعفیٰ دے دینا چاہیے تھا۔" خاور نے کہا۔

"ارے مری جان! تم اتنی جلدی بدل گئے۔ ابھی عمران کو [illegible] نے دوڑے تھے۔"

"شراب پر ایکسٹو نے پابندی عائد کی ہے..... عمران کی [illegible] ہے۔ اس پر مجھے یوں بھی تاؤ آیا کرتا ہے۔"

"اوہ..... میں بھی پیوں گا۔"

"لیکن اگر عمران نے تمہاری بے عزتی کی تو ہم ساتھ نہیں دیں گے۔" چوہان بولا۔

"تو کیا میں اس مسخرے سے کمزور ہوں۔ تم ہرگز [illegible] دو یار..... میں شراب پی کر جولیا کی چھولداری میں جاؤں گا۔ تم ہماری طرف سے جہنم میں جاؤ۔" چوہان نے لکڑی کے [illegible] اشارہ کیا جو ایک گوشے میں رکھا ہوا تھا۔ تنویر [illegible] سے رم کی بوتل نکالی۔ لیکن اُسے گلاس میں انڈیلتے [illegible] کی پیشانی پر شکنیں اُبھر آئیں۔ پھر اُس نے گلاس کو [illegible] اور ایک گھونٹ پینے کے بعد گلاس کو زمین پر [illegible]

"..... یہ تو پانی ہے۔ سادہ پانی۔"

چوہان اور خاور بیک وقت اُچھل پڑے۔

تنویر پھر [illegible] انداز میں دہاڑا اور صندوق [illegible] کر دیا۔ اُس میں تقریباً تین درجن بوتلیں تھیں۔ [illegible] ایک نکالتا۔ اُسے چکھتا اور اس کے منہ سے بُری [illegible] نکلتی۔ پھر کچھ دیر بعد اس کے ہاتھ [illegible] سا سحر زدہ نظر آیا جیسے وہ خفیہ کی ولادت میں [illegible]

[illegible] کے سعادت مند ماتحتوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی بیک کی پچھلی بوتلیں جو اس ناہنجار نے خالی اور دلچسپی پر انہیں واپس مل جائیں گی۔ ان بوتلوں میں نہایت شگفتہ اور میٹھا پانی ہے۔ ہو سکتا ہے اس سفر میں کہیں پر پانی نہ دستیاب ہو سکے لہٰذا اُس وقت تم اپنے افسر کو دعائیں دو گے۔ [illegible] ہوں تمہارا ہی خواہ

"ایکسٹو"

"لو دیکھو..... اس خبیث کو۔ اُس نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا....." تنویر کاغذ پھینک کر اپنے بال نوچنے لگا۔ خاور اور چوہان حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

⁂

صفدر رینگتا ہوا چھولداری کے پیچھے سے نکلا۔ کچھ دُور اسی طرح چلتا رہا..... پھر سیدھا کھڑا ہو کر بڑی تیزی سے عمران کی چھولداری کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران زمین پر ہرن کی کھال ڈالے اُس پر اسی طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے کسی سادھو نے آسن جما رکھا ہو۔

"کیا خبر ہے....." اُس نے صفدر کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ صفدر ہانپ رہا تھا..... اُس نے اپنی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "ان کے پاس بوتلیں تھیں لیکن تنویر بُری طرح اپنا سر پیٹ رہا ہے....."

"کیوں؟"

"بوتلوں سے شراب کی بجائے پانی برآمد ہوا ہے اور صندوق میں ایکسٹو کی تحریر ملی ہے..... جس کا ماحصل یہ ہے کہ ان کی بوتلیں اس سفر سے واپسی پر واپس کر دی جائیں گی۔"

عمران نے احمقوں کا سا قہقہہ لگایا پھر حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا: "یار یہ ایکسٹو کوئی جن ہے..... کیسے اُس نے جن کی بوتلوں میں گھس کر اُسے پانی کر دیا....."

"جن....." صفدر چونک کر عمران کو گھورنے لگا۔ "مگر میں نے آپ کو یہ کب بتایا کہ وہ جن کی بوتلیں تھیں؟"

عمران نے بے پروائی سے شانوں کو جنبش دی۔ "مجھے علم ہے کہ وہ جن کے علاوہ اور کوئی شراب نہیں پیتے۔"

"تنویر ایکسٹو کو گالیاں دے رہا ہے....." صفدر بولا۔

"اللہ نے چاہا تو اس کی زبان میں کیڑے پڑیں گے....."

عمران عورتوں کی طرح چٹک کر بولا..... پھر جماہی لے کر کہا۔ "اب جاؤ مجھے نیند آ رہی ہے۔"

رحم دل بن جائیے لیکن دوسروں کو سدھارنا آپ کے بس سے باہر ہو جائے گا۔ میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ لڑکیوں پر للچائی ہوئی نظریں ڈال رہے ہیں۔"

"خیر دیکھو تو... بوڑھا کیا جواب لاتا ہے۔"

دفعتاً عمران کو اپنے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔

"ہیلو..." اُس نے آہستہ سے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"اِٹ اِز بلیک زیرو سر۔"

"کیا بات ہے...؟"

"دو آدمیوں نے مل کر تیسرے کو مار ڈالا ہے۔"

"کیوں؟"

"پتا نہیں جناب..."

"تو اب وہ ہی باقی بچے ہیں؟"

"جی ہاں۔"

"اچھا تو دیکھو! ہم ایک بستی میں پہنچ گئے ہیں۔ توقع نہیں ہے کہ یہاں سے لوگ ہمیں آگے بڑھنے دیں۔ میں ابھی تک ان لوگوں کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکا۔ بہرحال . . . . کوشش کرو کہ وہ دونوں اس بستی میں نہ پہنچنے پائیں۔"

"میں کوشش کروں گا، لیکن آپ کو کامیابی کا یقین نہیں دلا سکتا۔"

"کیوں...؟"

"آپ ہی بتائیے کہ میں انھیں کس طرح روک سکوں گا؟"

"اب میں ہی یہ بھی بتاؤں... بلیک زیرو! آر اے ڈفر... یہاں اس ویرانے میں ہمارے ملک کا قانون لاگو نہیں ہوتا۔ اس لیے جب کہ اس وقت کمانڈ میرے ہاتھ میں ہے۔ حسبِ ضرورت قانون وضع کرنے کا پورا پورا حق رکھتا ہوں۔"

"میں نہیں سمجھا جناب!"

"وہ دونوں ایک آدمی کے قاتل ہیں۔ لہٰذا میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ اُن کی زندگیوں کا خاتمہ کر دو۔"

"ہاں یہ ممکن ہے۔"

"اور اس طرح تم انھیں اس بستی تک پہنچنے سے روک سکتے ہو۔ اوور اینڈ آل۔"

ڈینی عمران کو حیرت سے دیکھ رہا تھا، لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔

کچھ دیر بعد بوڑھا بھی واپس آ کر آہستہ سے بولا۔ "بہتر یہی ہے کہ تم واپس جاؤ۔ ابھی اور اسی وقت اس بستی میں کچھ شریر لوگ بھی ہیں۔ اس لیے تمھاری حفاظت کی ذمے داری نہیں لی جا سکتی۔"

کچھ دیر تک دونوں میں ردّ و قدح ہوتی رہی، پھر عمران واپسی پر رضامند ہو گیا۔ غالباً اُس کا یہ فیصلہ ڈینی کو شاق گزرا تھا، لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔ قافلہ اسی راستے پر مڑ گیا، جس سے وہ یہاں تک پہنچا تھا۔

"یہی مناسب تھا ڈینی!" عمران نے اُس کی تشفی کرنی چاہی۔

"سرکارِ والا آپ ہی ہیں، میں نہیں۔ اگر یہی مناسب تھا تو یہی سہی۔"

"دیکھو خیال رکھنا۔" عمران نے کہا۔ "بوڑھے نے بستی کے چند شریر آدمیوں کا تذکرہ کیا تھا۔"

"آپ مطمئن رہیے... مجھے ان لوگوں سے نپٹنے کا طریقہ معلوم ہے۔"

عمران نے خچر ہی پر بیٹھے بیٹھے نقشہ نکالا اور شاید کوئی دوسری راہ نکالنے کی فکر میں پڑ گیا۔

اس جگہ سے واپس ہونے کے سلسلے میں لوگ کبیدہ خاطر نظر آنے لگے تھے۔ خصوصاً ایکسٹو کے ماتحت تو بُری طرح جھلا گئے تھے۔

عمران نے تنویر اور خاور کو اپنے خچر روکتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ لوگ اس مسئلے پر اُس سے بحث کرنا چاہتے ہیں۔

عمران نے اپنے خچر کے قیمی رسید کی اور اُس کی رفتار بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد خاور اور تنویر اُس کے دائیں بائیں چل رہے تھے۔

"تم سب کا بیڑا غرق کرو گے۔" خاور جھلا کر بولا۔

"ذرا زبان سنبھال کر... میں ملّاح نہیں ہوں۔ اس وقت تمھارا آفیسر ہوں... اور تم خچر پر سوار ہو، بیڑے پر نہیں۔ ہوش میں آؤ... ایکسٹو نے تمھاری کمانڈ میرے ہاتھ میں دی ہے۔"

"کمانڈ کے بچے تم آخر اُن لوگوں سے دب کیوں گئے؟"

"ایکسٹو کا حکم۔"

"بکواس ہے... وہ سیکڑوں میل دور سے جھک رہا ہے۔"

"آہا سیکڑوں میل دور ہے... اگر ایک خبر سرزد ہوتی تو میں کہتا کہ تم لوگ گھاس کھا گئے ہو۔ کیا تم یہ سمجھے کہ وہی بیٹھا رہ گیا ہے۔ تم لوگ اچھی طرح کان کھول کر سن لو... وہ کسی وقت بھی تم سب کو سزائیں دے سکتا ہے۔"

تنویر نے قہقہہ لگایا، لیکن وہ کسی صحیح الدماغ آدمی کا قہقہہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"ایکسٹو... وہ یہاں آئے گا بُزدل... میں جہنم میں جھونک کر خود جیسے کسی بہار میں ہے۔" اُس نے چیخ کر کہا۔

"آہستہ تنویر آہستہ!" عمران نے خوف زدہ آواز میں کہا۔ "اگر اس نے تمھاری آواز سن لی تو تم کہاں ہو گے؟"

"بکواس بند کرو۔" خاور غرّایا۔ "ہمیں بہلانے کی کوشش نہ کرو۔ اُس سے بحث نہیں کہ ایکسٹو یہاں موجود ہے یا نہیں... لیکن ہم تمھیں حماقتیں نہیں کرنے دیں گے۔"

"اچھا خاور... تمھیں اُس کی موجودگی کا ثبوت مل جائے گا۔ ابھی اسی راہ میں تمھیں دو لاشیں ملیں گی اور ہم دیکھیں گے کہ وہ کون ہو سکتے ہیں؟"

"بیکار اپنا دماغ خراب نہ کرو۔" خاور تنویر کی طرف دیکھ کر بولا۔ "اس کے پیر کبھی زمین سے نہیں لگتے۔ اب تو جو حماقت ہم سے سرزد ہونی تھی، ہو ہی چکی۔"

"کیا حماقت سرزد ہوئی ہے؟" عمران نے بڑی سادگی سے پوچھا تھا۔

"یہی کہ ہم نے تمھارے انتخاب پر احتجاج نہیں کیا۔"

"واقعی تم سے زبردست غلطی ہوئی... مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔ چلو جاؤ... وہیں جاؤ جہاں تمھیں ہونا چاہیے۔"

خاور اور تنویر اپنے خچروں کو آگے بڑھا لے گئے۔

کارواں چلتا رہا۔ آخر دو میل چلنے کے بعد ڈینی جو سب سے آگے تھا رُک گیا۔ اُس کے ساتھ ہی پورا قافلہ ٹھہر گیا۔ نیچے کھڈ میں دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں، جن کی کھوپڑیوں سے بھیجا بکھر کر چٹانوں پر پھیل گیا تھا۔

عمران پیچھے تھا۔ ڈینی نے سفری ٹرانسمیٹر کے ذریعے اسے اس کے متعلق آگاہ کیا اور عمران بولا۔

"وہیں ٹھہرے رہو، میں آ رہا ہوں۔"

پھر وہ چلتے چلتے تنویر اور خاور سے مڈبھیڑ ہو گئی۔

"اب کیوں رُک گئے؟" خاور اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ میں یہاں ایکسٹو کی موجودگی ثابت کروں گا۔"

اس کے پیچھے اُن دونوں نے بھی اپنے خچر بڑھائے اور وہاں پہنچے جہاں دونوں لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ عمران کھڈ میں اُترا، بولا۔ "آؤ... آؤ... وہاں کیوں کھڑے ہو؟" وہ دونوں خچروں سے اُتر گئے اور عمران نے ڈینی سے کہا۔ "تم چلتے رہو، جہاں سے ہم اِدھر کے لیے مُڑے تھے، وہیں سے مشرق کی طرف مُڑ جانا، پھر میں کوئی راہ نکال لوں گا۔"

کارواں پھر چلنے لگا۔ خاور اور تنویر بھی کھڈ میں اُتر گئے۔ لاشیں دو کوہستانیوں کی تھیں، جن پر کوہستانیوں ہی کا لباس تھا اور چہرے پر گھنی داڑھیاں تھیں۔ عمران ایک پر جھک پڑا... اور کچھ دیر بعد بڑبڑایا۔ "یہ داڑھیاں سو فی صد مصنوعی ہیں۔" اور پھر وہ اُن کے چہروں سے گھنے بالوں کے جنگل صاف کرنے لگا۔ ذرا ہی سی دیر میں اُن کی اصلی شکلیں نمایاں ہو گئیں۔ وہ کسی سفید فام نسل سے تعلق رکھنے والے غیر ملکی تھے۔

"اب کیا خیال ہے؟ کہو تو امونیا سے ان کے چہرے بھی صاف کر دوں۔" عمران نے کہا۔ تنویر اور خاور کچھ نہیں بولے۔

عمران نے تھیلے سے لیکوئڈ امونیا کی بوتل نکالی اور اُن کے چہرے صاف کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اُس کے بیان کی سو فی صد تصدیق ہو گئی۔

تنویر اور خاور اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہے تھے۔

"بولو... اب کیا خیال ہے؟ تم دونوں خاموش کیوں ہو گئے؟"

"کچھ نہیں۔" خاور نے بے پروائی ظاہر کر کے...

"اب ہم مطمئن ہیں۔ ایکسٹو ہم سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہونے دے گا۔"

"تو یہ کہو نا۔" تنویر نے پھیکی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔ "کہ ہماری کمانڈ ایکسٹو کے ہاتھ میں ہی ہے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ چند لمحے ان لاشوں کو گھورتا رہا، پھر بولا۔

"ہمیں انھیں کسی غار میں ڈال کر اُس کا مُنہ بند کر دینا چاہیے۔"

تقریباً بیس منٹ بعد وہ پھر اپنے خچروں پر سوار ہو کر چل...

بٹے تھے۔ دونوں وائرلیس ایک غار میں چھپا دی گئی تھیں... تیسری وائرلیس کے متعلق عمران کو یقین تھا کہ بلیک زیرو نے اسے ضائع کر دیا ہوگا۔ اُس کے ماتحتوں میں وہ سب سے زیادہ ذہین اور زیرک آدمی تھا۔ اس نئے لفظ کو اس نے اپنے ماتحتوں سے پوشیدہ رکھا تھا لیکن یہ بھی اسی وقت عمل میں آیا تھا جب جعفری اور چوہان کو الگ کر کے اُن کی جگہ دوسروں کو دی گئی تھی۔
کچھ دیر بعد وہ قافلے سے جا ملے۔

▼ ▼

یہ اس سفر کی گیارہویں رات تھی اگر وہ راستہ نہ بھٹکتے تو شاید ساتویں رات ہوتی جب وہ منگولیا کی سرحد کے قریب تھے۔ ابھی تک انھیں کافی نقصان اُٹھانا پڑا تھا۔ دس خچروں اور پانچ مزدوروں کی جانیں ضائع ہو چکی تھیں۔ اس بستی سے چلنے کے بعد انھیں جو راستہ اختیار کرنا پڑا تھا، دشوار گزار تھا۔ ذرا سی بے احتیاطی زندگی کا خاتمہ کر سکتی تھی۔ ان راہوں پر لڑکیوں کو بھی پیدل چلنا پڑا تھا اور اُن کی حالت ابتر ہو چکی تھی۔ البتہ جولیانا فٹز واٹر خود کو بہت زیادہ سنبھالے ہوئے تھی۔
کبھی کبھی وہ اپنے تنگ و تاریک غاروں سے گزرتے تھے کہ دوسری بار روشنی دیکھ کر انھیں اپنے وجود پر یقین نہیں آیا تھا۔ ہوائیں چیختی چنگھاڑتی ہوئی تنگ دراڑوں میں گھستیں اور ان پر خبیث ارواح کا گمان ہونے لگتا۔
آج بھی انھیں بڑی مشکل سے ایک ایسی سطح چٹان مل سکی تھی جس پر وہ پڑاؤ ڈال سکیں لیکن آج اُن کے سروں پر... چھولداریوں کا سایہ نہیں تھا۔ چٹانوں میں میخیں گاڑنا آسان کام نہ تھا لہٰذا انھیں یہ رات آسمان ہی کے نیچے بسر کرنی تھی۔
یہ چٹانیں بالکل بے آب و گیاہ تھیں۔ اگر اُن کے ساتھ پانی کی چھاگلیں نہ ہوتیں تو زندہ رہنا محال ہو جاتا۔ لہٰذا وہ پانی بہت احتیاط سے استعمال کر رہے تھے۔
خچروں کے لیے البتہ دشواری آ پڑی تھی لیکن کسی نہ کسی طرح انھیں بھی تھوڑا بہت ملتا ہی تھا۔
غنیمت تھا کہ یہ سفر سردیوں کے موسم میں شروع ہوا تھا۔ ورنہ اس جگہ آدھے سے بھی کم آدمی نظر آتے۔
ویسے سردی سے بچنے کے لیے مزدوروں کے پاس بھی بہتر کمبل تھے۔ عمران نے اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ کسی موقع پر وہ کسی کو اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ وہ اس وقت ایک طرف کھڑا اُن دونوں کو دیکھ رہا تھا جو پہرے پر مقرر کیے گئے تھے۔ دفعتاً تینوں لڑکیوں نے اسے گھیر لیا۔
"کیا مطلب ہے تمہارا؟" مِس ... جو غصے میں بھری ہوئی تھی۔ "تم نے ہمیں دھوکا دیا۔ تم نے ہرگز نہیں بتایا تھا کہ سفر اتنا خطرناک ہوگا۔"
"کنفیوشس نے کہا تھا...."
"کنفیوشس کی ایسی کی تیسی۔" وہ چلّانے لگی۔ "دغاباز ہو تم۔"
"کیا فائدہ چیخنے سے۔ اچھا اگر تم واپس جانا چاہو تو میں تمھیں روکوں گا نہیں، شوق سے جاؤ۔"
اس پر تینوں لڑکیوں نے اس کا دماغ چاٹنا شروع کر دیا اور جولیانا بھی وہیں آ گئی۔
"تم دُلہن کی دولت کماؤ گی...." عمران نے کچھ کہنا چاہا، لیکن جولیانا نے اُسے روک دیا اور لڑکیوں کو سمجھانے لگی۔ بدقت تمام انھیں چپ کرا کے اُن کی جگہوں پر واپس بھیجا۔
"میں خود ہی تمھیں گولی مار دیتی.... مگر...."
"مجھ سے وہ کہنے لگی ہو... کیا تم محبت... کیوں...؟" عمران چہک کر بولا۔
"محبت آدمیوں سے کی جاتی ہے... جانوروں سے نہیں۔ مجھے سب سے محبت ہے۔" وہ قافلے والوں کی طرف ہاتھ اُٹھا کر بولی۔ "جو تھکن سے نڈھال ہو رہے ہیں، جو مستقبل کے خوف سے لرز رہے ہیں، جن کے ہونٹوں پر میں نے کئی دنوں سے مسکراہٹ نہیں دیکھی۔ مجھے اُن سے محبت ہے... تم سے نہیں، تم جانور ہو۔"
"کیوں، میں جانور کیوں ہوں؟"
"کیونکہ نہ تو تمہارے چہرے پر تھکن کے آثار ہیں اور نہ تم اُکتائے ہوئے ہو... میں نے تمھیں اُس وقت بھی ہنستے دیکھا ہے جب لوگ ناہموار راستوں پر گر رہے تھے، چیخ رہے تھے، کراہ رہے تھے۔ میں نے تمھیں ان اوقات میں شیو کرتے دیکھا ہے جب دوسروں کو اپنے چہروں پر ہاتھ پھیرنا بھی گراں گزر رہا تھا۔ تم آدمی نہیں ہو، جانور ہو۔"
"مگر تم مجھے گولی کیوں مار دیتیں؟"
"نہیں، میں تمھیں گولی نہیں مار سکتی۔"
"کیوں؟"
"اس کے خیال سے جس نے تمھیں آفیسری عطا کی ہے، لیکن کیوں عطا کی ہے؟ یہ میں اُس سے ضرور پوچھوں گی۔"
"اسی لیے کہ میں آدمی نہیں جانور ہوں، وہ سمجھتا ہے کہ آدمیوں پر جانوروں کی حکومت ہونی چاہیے.... ورنہ وہ تھکن سے نڈھال ہو کر زندگی کے سفر میں آگے بڑھ ہی نہ سکیں گے۔"
"تم... ذرا ادھر دیکھو! میری طرف۔" جولیانا آہستہ سے بولی۔
"میں تمہاری طرف دیکھ رہا ہوں، مگر اندھیرا ہے۔"
جولیانا آہستہ آہستہ اُس کی طرف بڑھی اور اُس کے شانوں پر دونوں ہاتھ رکھ دیے۔
"ارے باپ رے۔" عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹا۔
"تم ایکسٹو ہو۔" جولیانا کی سرگوشی دور تک پھیل گئی۔
"ارے... الگ ہٹو... ہشت... ڈیڈی... او... ممی۔" اُس کے حلق سے کچھ اس قسم کی آوازیں نکلیں جیسے کوئی خوف زدہ بچہ ڈیڈی اور ممی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہو۔
"تم ایکسٹو ہو... تمہارے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"
"ارے خدا کے لیے... ہٹو۔" عمران رو دینے والی آواز میں بولا۔
یہ شور شاید دوسروں نے بھی سُنا، لیکن کسی نے وہاں تک آنے کی زحمت نہیں گوارا کی۔ کیونکہ عمران کی آواز سبھی پہچانتے تھے۔ ممکن ہے انھوں نے سوچا ہو کہ کوئی حماقت ہی ہو رہی ہو گی اس لیے اُٹھنا بیکار ہے۔
"تم جھوٹے ہو! ایکسٹو تمہارے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا... میں تمھیں چاہتی ہوں۔ تمہارے لیے میں آگ میں بھی کود سکتی ہوں۔"
"لی... تم الگ ہٹ جاؤ۔" عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "ورنہ میں اس چٹان سے نیچے کود جاؤں گا۔"
"تم اعتراف کرو کہ تم ہی ایکسٹو ہو۔" جولیانا آہستہ سے بولی۔ "میں وعدہ کرتی ہوں کہ کسی سے نہ بتاؤں گی۔"
"میں ایکسٹو نہیں ہوں۔ کیا تم نے وہ دونوں لاشیں نہیں دیکھیں؟"
"مجھے اعتراف ہے کہ ایکسٹو ناممکنات کو ممکن بنا سکتا ہے۔"
"میں ثابت کر سکتا ہوں کہ میں ایکسٹو نہیں ہوں۔"
"تم ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔"
"ارے جاؤ... اگر تنویر نے کہیں یہاں تمھیں دیکھ لیا تو دونوں کو گولی مار دے گا۔"
"تنویر...." جولیانا تمسخر آمیز انداز میں ہنسی۔ "اب اس میں عشق کرنے کی سکت نہیں رہ گئی۔ وہ کسی جاسکٹے کی طرح اُونگھ رہا ہے۔ مگر تم اپنی بات کرو۔"
"میں اپنی باتیں تو ہر وقت کرتا رہتا ہوں۔ کبھی کبھی.... دوسروں کی بھی سُن لیا کرو۔ آخر تنویر میں کیا برائی ہے؟"
"میں تمہاری زبان سے یہ نہیں سُن سکتی۔"
"چلو آؤ میرے ساتھ.... تم بہت تھک گئی ہو۔"
"تو تم اعتراف نہیں کرو گے؟"
"ارے میں تمھیں کس طرح مطمئن کروں کہ ایکسٹو نہیں ہوں۔ آہا، ٹھہرو! ابھی تمھیں اس سے ملائے دیتا ہوں۔ تم خود اُس سے پوچھ لو۔"
"مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش نہ کرو۔ تم نے وسیع رینج والا ٹرانسمیٹر اسی لیے اپنے پاس رکھا ہے کہ خواہ مخواہ ایکسٹو کے پیغامات ہم تک پہنچاتے رہو۔ حالانکہ وہ پیغامات تمہارے ہی ہوتے ہیں۔"
"اچھی بات ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں ثابت کیے دیتا ہوں۔" عمران اُسے اپنے ٹھکانے پر لایا اور ٹرانسمیٹر کے ہیڈ فون کانوں سے لگا کر ماؤتھ پیس میں بولا۔ "ہیلو... ہیلو ایکسٹو پلیز...."
"یس سر!" دوسری طرف سے بلیک زیرو کی اونگھتی ہوئی سی آواز آئی۔
"ایکسٹو پلیز... یہ آپ کی ماتحت جولیانا فٹز واٹر آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہے۔"
"اوہ... اچھا جناب! آپ مطمئن رہیے۔ میں نے بہت مشق کی ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔
عمران نے ہیڈ فون اُتار کر جولیانا کے سر پر چڑھا دیا۔
"ہیلو...." جولیانا نے مردہ سی آواز میں کہا۔
"یس جولیانا کیا بات ہے؟" دوسری طرف سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی اور جولیانا کا چہرہ دھواں ہو گیا۔
"کچھ نہیں... جی... جناب!" وہ ہکلائی۔ "میں... میں... صرف آپ کی خیریت معلوم کرنا چاہتی تھی۔"
"میں بخیریت ہوں جولیانا.... اور کچھ...."
"نہیں جناب!" جولیانا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ہیڈ فون اُتار کر عمران کے سامنے ڈال دیا اور کچھ کہے سُنے بغیر اُٹھ گئی۔

پھر رات گئے بیسویں کے چاند نے اُفق سے سر اُبھارا اور دور تک بکھری ہوئی چٹانیں روشنی میں نہاتی چلی گئیں۔

عمران ابھی جاگ رہا تھا۔ حالانکہ اگر دوسرے سونے والے ذبح بھی کر دیے جاتے تو اُن کی آنکھیں نہ کھلتیں، وہ کچھ اسی طرح تھکے ہوئے تھے۔ البتہ وہ لوگ بڑی ہوشیاری سے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے، جنھیں پہرے داری سونپی گئی تھی۔ یہ ڈینی کے ساتھی تھے۔ انھیں شروع ہی سے ڈینی نے یہ کام سپرد کیا تھا۔ آدھے لوگ جاگتے تھے اور آدھے سوتے تھے۔ اسی طرح اُن کی راتیں بسر ہوتی آئی تھیں... اور عمران اُس وقت تک جاگتا تھا جب تک کہ نیند اُسے بے بس نہیں کر دیتی تھی۔ وہ اس وقت بھی چٹان کے سرے پر کھڑا مغربی اُفق میں دیکھ رہا تھا۔ کبھی کبھی سناٹے میں جھینگروں کی فرفراہٹ گونجتی اور پھر پہلے ہی کا سا سکوت طاری ہو جاتا۔ اکثر سونے والوں کی کراہیں بھی سنائی دیتیں، جو کروٹ بدلتے وقت بے اختیاری میں نکل جاتی تھیں۔

دفعتاً اُس نے کسی لڑکی کے رونے کی آواز سنی اور اُس طرف پلٹا، جہاں چاروں لڑکیاں سو رہی تھیں۔ راستے ہی میں اُس نے آواز پہچان لی۔ وہ جولیانا فٹنر واٹر ہی کی ہو سکتی تھی۔

پہلے وہ تیز آواز سے روئی تھی، مگر اب صرف سسکیاں باقی رہ گئی تھیں۔ دو پہرے دار بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ عمران نے ایک ہاتھ سے مشعل لے کر لڑکیوں پر روشنی ڈالی... وہ بے خبر سو رہی تھیں اور جولیانا بھی شاید خواب ہی میں رو رہی تھی اور اب بھی سسکیاں لے رہی تھی، مگر اُس کی آنکھیں بند تھیں۔ دفعتاً سسکیوں ہی کے دوران میں اُس کے ہونٹ اس طرح ہلے جیسے کچھ کہہ رہی ہو... عمران نے صاف سُنا۔ اُس نے یہی کہا تھا۔

"تم جھوٹے ہو... تم جھوٹے ہو... دل نہ توڑو۔"

اور پھر اُس نے ایک کراہ کے ساتھ کروٹ بدلی۔ وہ اب بھی سو رہی تھی۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر سر ہلاتا ہوا وہاں سے ہٹ آیا۔ ڈینی بھی جاگ رہا تھا۔ واپسی میں اُس سے ملاقات ہو گئی۔

"کیا بات تھی ماسٹر عمران؟" اُس نے پوچھا۔

"کچھ نہیں ڈینی! ایک لڑکی سوتے سوتے رو پڑی تھی۔"

"مجھے بہت افسوس ہوتا ہے انھیں دیکھ کر۔ بے چاریاں بہت خوف زدہ ہیں۔"

عمران کچھ دیر تک خاموش رہا، پھر بولا۔ "ڈینی! جوان ہو کر یہ لڑکیاں پاگل کیوں ہو جاتی ہیں؟"

"میں سمجھا نہیں ماسٹر۔"

"مطلب یہ کہ... کیا یہ ضروری ہے کہ انھیں کسی نہ کسی سے عشق ہو جائے؟"

"اوہ... ہاں ماسٹر... مگر یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ آپ دوسری قسم کے آدمی ہیں۔"

"میں ہر قسم کا آدمی ہوں ڈینی! مگر یہ پاگل پن آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔ خیر چھوڑو! کل شاید ہم شکرال کی حدود میں داخل ہو جائیں گے۔ لہٰذا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ کم از کم میرے ساتھی میک اپ میں ہوں۔"

"آپ بہت احتیاط برت رہے ہیں ماسٹر عمران!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔"

"کیا ہم لوگوں کے لیے بھی یہ ضروری نہیں ہے؟"

"نہیں، تم لوگ اپنی اصلی شکلوں میں رہو گے۔"

"بعض اوقات ماسٹر عمران کی منطق میری سمجھ میں نہیں آتی ہے۔"

"یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کے لیے ذہن پر زور دینا پڑے۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ پہلے ہم مر جائیں گے، پھر تمھارے آدمیوں پر آنچ آئے گی۔ تم عمران کو بہت دنوں سے جانتے ہو کیوں ڈینی؟"

"موت اور زندگی کی تو بات ہی نہ کیجیے۔ مجھے یا میرے آدمیوں کو اس کی قطعی فکر نہیں ہے۔ آپ بھی مجھے بہت دنوں سے جانتے ہیں ماسٹر عمران۔"

"اور اسی لیے میں نے تمھیں اس سفر کے لیے منتخب کیا تھا۔"

دوسری صبح سب سے پہلے عمران نے اپنے ساتھیوں کے حلیے تبدیل کیے اور انھیں کوہستانیوں جیسا لباس پہنایا۔ خود بھی ویسی ہی وضع قطع اختیار کی اور یہ کارواں پھر چل پڑا۔

عمران بار بار نقشہ دیکھتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ پہلے بھی کبھی ان سنگلاخ راستوں پر چل چکا ہو۔ اب اُس کے ساتھیوں کا یہ حال تھا کہ وہ اُس کے کسی معاملے میں دخل دینے کی ہمت نہیں کرتے تھے۔

اکثر تنویر خاور سے کہتا۔ "یہ وہ عمران تو معلوم نہیں ہوتا جس کے ساتھ ہم نے سفر کا آغاز کیا تھا۔"

خاور کی پیشانی پر سلوٹیں اُبھر آتیں، لیکن وہ خاموش ہی رہتا۔ لیفٹیننٹ چوہان پہلے بھی عمران سے اُلجھنے کی کوشش

نہیں کیا کرتا تھا۔ رہ گئے تینوں نئے تو وہ اُسی رات سے عمران کے قائل ہو گئے تھے، جب اُس نے ایک اچھا خاصا جال پھاڑ کر اُن غیر ملکی ایجنٹوں کے گروہ کا خاتمہ کیا تھا۔

اُدھیڑ عمر ڈیک جولیا ہی ایسی تھی جو اب بھی عمران سے بات بات پر اُلجھ پڑتی تھی۔ اُس نے پہلے تو میک اپ کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا، مگر جب عمران نے ایکسٹو کا حوالہ دیا تو اُس کی آنکھوں میں ایک بے بسی اضطرابی کی جھلکیاں نظر آئیں، لیکن اُس نے بے چون و چرا تعمیل کی۔

قافلے والوں کے قدم اب اس طرح اُٹھ رہے تھے جیسے وہ کسی ہولناک موت کے منہ میں جا رہے ہوں۔ اُن کے چہرے اُترے ہوئے تھے اور آنکھوں میں مُردنی تھی۔ عمران نے اُن کی حالت دیکھی اور سوچنے لگا کہ یہ تو ٹھیک نہیں ہے۔ اس طرح تو ہو سکتا ہے کہ اُن کے ہاتھ پیر ہی جواب دے جائیں۔ اُس نے ڈینی سے اس سلسلے میں مشورہ کیا۔

"آپ کم از کم میرے آدمیوں کی طرف سے تو مطمئن ہی رہیے۔" ڈینی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ان میں سے کوئی بھی ناتجربہ کار نہیں ہے۔ یہ سب پچھلی جنگِ عظیم کے مصائب جھیلے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ اپنی آنکھوں سے بہت بڑے بڑے معرکے دیکھ چکے ہیں، اس لیے ان کا سنجیدہ ہو جانا لازمی ہے۔ اسے آپ خوف پر محمول نہ کیجیے۔"

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا، پھر بولا۔ "میرے ساتھی بھی خائف تو نہیں معلوم ہوتے، مگر اُن کی بیزاری بڑھ گئی ہے۔"

"پروا مت کیجیے، جب آدمی کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب موت زیادہ دور نہیں ہے تو اُس کی بے دلی بھی بڑھتی ہے اور جدوجہد کی قوت بھی بیدار ہو جاتی ہے، مگر ماسٹر عمران... آپ کے ساتھیوں میں وہ لڑکی... عجیب ہے!"

"کون... کیا بات ہے؟" عمران اُسے گھورنے لگا۔

"سچ بتائیے! اس سے آپ کا کیا رشتہ ہے؟"

"کچھ بھی نہیں... میں نے کہا نا کسی زمانے میں وہ میرے آفس میں کام کیا کرتی تھی، مگر وہ عجیب کیوں ہے؟"

"میں نے اکثر دیکھا ہے جب بھی آپ اُس کے قریب سے گزرتے ہیں، تبھی تو وہ انتہائی غصے کے عالم میں آپ پر دانت پیستی ہے۔ اور کبھی ایسی نظروں سے دیکھتی ہے، جیسے آپ پر ہزار بار مر سکتی ہو۔"

"ارے... وہ پاگل ہے۔"

"نہیں، پاگل آپ ہیں ماسٹر عمران! اُس کے جذبات کی قدر نہیں کرتے۔"

"یہ سب مجھے آتا ہی نہیں ہے ڈینی۔"

"آپ عجیب ہیں ماسٹر عمران! میں آج تک آپ کو سمجھ نہیں سکا۔"

"کسی کو سمجھنے کی کوشش کرنا بیکار حرکت ہے۔ اچھا ڈینی! بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اپنے آدمیوں سے کہہ دو کہ اگر لڑائی بھڑائی کا کوئی موقع آ جائے تو ہاتھ چھوڑنے میں جلدی نہیں کریں گے۔"

"وہ سب آپ سے بہت زیادہ مرعوب ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ آپ ہی کی کمانڈ میں رہنا زیادہ پسند کریں گے۔ اس لیے اب مجھے آپ اس فرض سے سبکدوش کر دیجیے۔"

"چلو خیر یہی سہی۔ اچھا جاؤ آگے جاؤ۔ اب ہم شکرال کی حدود میں ہیں۔"

ڈینی آگے بڑھ گیا۔ آج انھوں نے ایک پہاڑی چشمے سے اپنی چھاگلیں پھر بھری تھیں اور نسبتاً تازہ دم تھے۔ جانوروں کی سستی بھی دور ہو گئی تھی۔

دفعتاً عمران نے ٹرانسمیٹر پر اشارہ محسوس کیا۔

"ہیلو... بلیک زیرو۔"

"یس سر! قافلے کی تنظیم جتنی جلدی ممکن ہو سکے کر ڈالیے۔ مشرقی ڈھلان سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں آ رہی ہیں۔"

"آلرائٹ... اچھا ہوشیار رہنا۔ کیا تم اُن کی تعداد کا اندازہ کر سکو گے؟... مگر ٹھہرو! تم انھیں دیکھ بھی سکے ہو یا نہیں..."

"میں ابھی دو منٹ کے اندر ہی اندر آپ کو اطلاع دوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ پھر جلد ہی خطرے کی اطلاع پھیل گئی اور سارے ٹرانسمیٹر ایک خاص قسم کے صندوق میں چھپا دیے گئے جس میں سرکس کا سامان بھرا ہوا تھا۔ اب عمران کے سر پر بھی ہیڈ فون نہیں تھا جس سے اُسے بلیک زیرو کی طرف سے کوئی اطلاع مل سکتی، لیکن اُس نے جلد ہی اُن سواروں کو دیکھ لیا۔ اُن کی تعداد یقینی طور پر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہو گی۔ ابھی وہ تقریباً آدھے میل کے فاصلے پر تھے... لیکن عمران کی ہدایت کے مطابق قافلہ بڑھتا ہی رہا۔ اچانک تین چار گولیاں نچلی چٹانوں سے ٹکرائیں۔

"اب رُک جاؤ۔" عمران نے ڈینی کو آواز دی۔ قافلہ بندی

پر تھا اور ایک ایک آدمی گھوڑوں کی شہ زوری شمار کیا جا سکتا تھا۔
"اپنے ہاتھ اوپر اُٹھا دو۔" عمران نے آواز دی، لیکن ڈینی دوڑتا ہوا اُس کی طرف آیا تھا۔
"یہ کیا ستم کر رہے ہو ماسٹر؟ اس طرح پہلے ہی سے شکست تسلیم کرنے کا کیا مطلب ہے؟"
"تو کیا تم چاہتے ہو کہ ہم میں سے کچھ لوگ کم ہو جائیں۔ نہیں ڈینی! میں اپنا ایک ایک پچڑ شکرال لے جاؤں گا۔"
"مگر کس طرح....؟"
"ملی! بس تم دیکھتے رہو، جو کچھ کہہ رہا ہوں کیا جائے۔"
جولیا اور ایکسٹو کے دوسرے ماتحت بھی عمران کے گرد اکٹھے ہو گئے تھے۔
"تم لوگ خود کو قابو میں رکھو گے۔" عمران انھیں گھورتا ہوا بولا۔ "میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں اُس کے لیے مجھے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اس کی ذمہ داری کسی اور پر نہیں ہے۔"
"لیکن ہم پہلے ہی شکست کیوں تسلیم کر لیں؟" جولیا نے کہا۔
سوار بہت قریب آ گئے تھے اور اب وہ نصف دائرے کی شکل میں تھے۔ غالباً اُن کا مقصد قافلے کو گھیرے میں لینا تھا۔
"ہاتھ اُٹھائے رکھو۔" عمران غرّایا۔
وہ دائرے کے اندر ہی اندر قافلہ سواروں کے درمیان گھر گیا اور وہ لوگ اپنے ہاتھ اُٹھائے رہے۔
آنے والے قد آور اور صحت مند تھے۔ اُن کے سروں پر بڑے بالوں والی سیاہ ٹوپیاں تھیں اور جسموں پر چمڑے کے جیکٹ۔ زیریں جامے اتنے چست تھے کہ رانوں پر منڈھے ہوئے لگتے تھے۔ جوتے گھٹنوں تک تھے۔ مگر اُن کی آنکھیں اس پھرتیلے پن کا ساتھ دیتی ہوئی نہیں معلوم ہوتی تھیں جو اُن کے جسموں پر ظاہر تھا۔ وہ اودھکی آنکھیں گہری اُداسی میں ڈوبی ہوئی تھیں۔
اُن میں سے ایک سوار نیچے اُتر آیا اور خاموشی سے ایک ایک کے چہرے کو گھورتا ہوا اُن کے گرد چلنے لگا۔ جس کے قریب سے وہ گزرتا اُس کی روح فنا ہو جاتی۔ لڑکیوں کی طرف اُس نے رُخ بھی نہیں کیا تھا۔ اِن سب کا جائزہ لینے کے بعد وہ ایک چٹان پر چڑھ گیا۔ اُس کے بائیں شانے پر رائفل لٹکی ہوئی تھی اور داہنے ہاتھ میں ریوالور تھا۔
"تم کون ہو؟... اور کہاں جا رہے ہو؟" اُس نے ایک بار پھر قافلے پر اچٹتی سی نظر ڈال کر کہا۔
عمران اور صفدر کے علاوہ کوئی بھی نہ سمجھ سکا۔ یہ سوال... شکرالی زبان میں کیا گیا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے ہوئے بولا۔ "ہم شاید بھٹک گئے ہیں۔ ہمیں سرخسان جانا ہے۔"
"کیا تم سرخسانی ہو؟"
"نہیں، مطلقاً...." عمران نے جواب دیا۔ "ہم سرکس والے ہیں اور ہمیں سرخسان طلب کیا گیا ہے۔"
سرکس! وہ نہ جانے کیوں ہنس پڑا اور اُس کی اُداس آنکھوں میں چمک سی لہرانے لگی۔ ویسی ہی جیسی اکثر کھیل تماشوں کے شائق بچوں کی آنکھوں میں اُس وقت نظر آتی ہے جب غیر متوقع طور پر اُن کے سامنے اُن کی کوئی پسندیدہ تفریحی چیز آ جائے۔
"میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ تم سرکس والے ہو۔" اُس نے کہا۔ "یہ تمہارے جانور ہیں؟" اُس نے ریچھوں اور بڑے بالوں والے کتوں کی طرف اشارہ کیا۔
"بڑی مہربانی ہوگی، اگر تم ہمیں سرخسان کا راستہ بتا دو۔" عمران نے لجاجت سے کہا۔
وہ کچھ دیر سوچتا رہا، پھر بولا۔ "ٹھہرو۔ میں ابھی جواب دیتا ہوں۔" پھر وہ چٹان سے اُتر کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا۔
"کیا کر رہے ہو تم؟" جولیا عمران کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولی۔
"بکواس مت کرو، خاموش رہو!" عمران غرّایا۔ جولیا سہم گئی۔ عمران نے آج تک ایسے لہجے میں اُس سے گفتگو نہیں کی تھی۔ وہ چپ چاپ پیچھے ہٹ گئی۔ دوسری طرف وہ آدمی اپنے ساتھیوں سے کچھ کہہ رہا تھا اور اُن میں سے کچھ رُک رُک کر [illegible] انداز میں سر ہلا رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ پھر اُسی چٹان کی طرف واپس آ گیا۔
"تم لوگ بغیر اجازت شکرال کی حدود میں داخل ہوئے ہو۔" اُس نے ہاتھ اُٹھا کر بلند آواز سے کہا۔ "اس لیے تمہیں اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔"
"مگر یہ بے خبری میں ہوا ہے سردار!" عمران نے روتی سی صورت بنا کر کہا۔ "اگر ہم شکرال کی حدود میں داخل ہو گئے ہیں، تو یقین کیجیے کہ ہم راہ بھٹکے ہیں... ویسے آپ مالک ہیں،

سزا چاہیں دیں۔"
وہ ہنسنے لگا اور بولا۔ "ڈرو نہیں، یہ سزا ایسی نہیں ہو گی جس کے لیے تمہیں رونا اور گڑگڑانا پڑے۔"
"آپ مالک ہیں۔" عمران نے بے بسی سے کہا۔
"ہم تمہیں... اپنی بستی میں لے جائیں گے اور تمہیں وہاں ہمارا دل بہلانا ہوگا۔"
عمران نے بڑے مغموم انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "مگر ہم صرف پیٹ کے لیے اپنی زندگیوں کو خطرے میں ڈالتے ہیں سردار!"
"اوہ... تمہیں بہت کچھ ملے گا۔ وہ یک بیک سرخسانی تمہیں کیا دیں گے۔"
"تب پھر ہم سر کے بل چلیں گے سردار!... میں نے شکرال کے سرداروں کی فیاضیوں کے تذکرے بہت سُنے ہیں۔"
"اچھا تو... بڑھاؤ... اپنے ساتھیوں کو۔" وہ دونوں ہاتھ ہلاتا ہوا چٹان سے اُتر آیا اور سواروں نے اپنی رائفلیں جھکا دیں۔
عمران نے اپنے ساتھیوں سے ہاتھ نیچے گرانے کو کہا۔ اور انھیں گفتگو کا ماحصل بتا رہا تھا اور اُن کے چہرے اُترے جا رہے تھے اور اب جو قافلہ چلا تو اُن کے قدم سُست ہو رہے تھے۔
سواروں کا سردار عمران سے گفتگو کرتا ہوا چل رہا تھا۔
"کیا سب مقامی ہیں؟" اُس نے پوچھا۔
"نہیں، صرف میں مقامی ہوں اور یہ لوگ مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے بڑی محنت سے یہ سب دیکھا ہے... بڑی محنت سے سردار... اپنی ساری [illegible] اسی چکر میں برباد کر دی... بس شوق ہی تو ہے۔"
"تم مالک ہو سرکس کے؟"
"جی سردار [illegible]"
[illegible]
"[illegible] شکرالی بہت اچھی طرح بول سکتے ہو۔"
"سردار! [illegible] کئی زبانیں بہت اچھی طرح بول سکتا ہوں۔ [illegible]"
"[illegible] کا کیا حال ہے؟ [illegible]"
"[illegible] ہوگا؟"
"[illegible] رکھتا ہے سردار؟"
"[illegible] میں نے بچپن میں اُسے دیکھا تھا۔"
"اُس وقت تو وہ شیر معلوم ہوتا رہا ہوگا؟"
"اس میں شک نہیں ہے۔"
"کیا میں سردار کا نام پوچھ سکتا ہوں؟"
"شہباز کوچی اور تمہارا....؟"
"میرے والدین نے میرا نام صفت شکن رکھا تھا مگر میں بہت ڈرپوک ہوں۔ مکھی بھی نہیں مار سکتا۔"
شہباز ہنسنے لگا۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں جھوٹ نہیں کہتا سردار! یہ حقیقت ہے۔"
قافلہ چلتا رہا۔ یک بیک شہباز کا گھوڑا آگے بڑھ گیا... اور عمران نے اپنے خچر پر چابکیاں برسانی شروع کر دیں۔ لیکن اُس کی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا۔ اس طرح ڈینی کی وہ آرزو پوری ہو گئی جو بہت دیر سے اُس کے سینے میں مچلے ہوئے تھی۔
"مانتا ہوں ماسٹر!" وہ دبے ہوئے جوش کے ساتھ بولا۔ "تم جگت استاد ہو، جو کچھ کہا کر دکھایا۔ ہم ایک پچڑ بھی ضائع کیے بغیر شکرال جا رہے ہیں۔"
"جہاں حکمت عملی سے کام بنتا ہو، وہاں طاقت نہ صرف کرنی چاہیے بلکہ اُسے کسی دوسرے موقع کے لیے احتیاط سے رکھنا چاہیے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"
"نہیں ماسٹر! تم بعض اوقات مجھ جیسے پرانے شکاری کو بھی متحیر کر دیتے ہو۔"
"اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے ڈینی! یہ بڑی اچھی بات ہے کہ تم لوگ شکرالی نہیں بول سکتے۔"
"یقیناً... اچھی بات ہے ماسٹر! پتا نہیں کب زبان سے کیا نکل جائے۔"
"اپنے آدمیوں سے کہہ دینا شکرالی عورتوں کے چکر میں نہیں پڑیں گے۔ وہ بہت شوخ اور منہ زور ہوتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارے آدمی کسی غلط فہمی کا شکار ہو جائیں۔ وہ زندہ دل ضرور ہوتی ہیں مگر آوارہ نہیں۔"
"میں انھیں تاکید کر دوں گا، لیکن آپ کے آدمی بہت مغرور معلوم ہوتے ہیں۔"
"خیر... انھیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ غلط اُٹھا ہوا قدم شکرال میں قبر ہی کی طرف لے جاتا ہے۔"
پچھلے دنوں کے دشوار گزار اور تنگ راستوں میں دو بیل بے کار ہو گئی تھیں اور انھیں چھپی غاروں میں احتیاط سے چھپا دیا تھا مگر دلچسپی کے سفر میں بشر اسباب کام آ سکیں۔

پوچھا۔ "غار والا کون ہے؟"

"ایک عفریت جس کے جسم میں شیطان کی روح موجود ہے۔"

"بُرا آدمی ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"بہت بُرا... اُسے کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا، پھر بھی اُس کے سامنے دولت کے انبار لگے رہتے ہیں... نہ وہ مویشی پالتا ہے، اور نہ کبھی گھوڑے پر بیٹھتا ہے۔ اس کے باوجود بھی اُس کے سامنے کھالوں کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔"

"جادوگر ہے؟"

"جادوگر ہی سمجھو... میں تمہیں بتاؤں اُس نے ہمیشہ نفرت کے ٹکڑے توڑے ہیں۔ آج سے پانچ سال پہلے ہم اُس پر ترس کھا کر اُس کا پیٹ بھر دیا کرتے تھے اور وہ ہمیں ترقی و خوشحالی کی دُعائیں دیا کرتا تھا، پھر اچانک وہ ہم سب سے زبردستی اپنا حق وصول کرنے لگا۔ نہ جانے کیسے اُس نے شکرال کے چھٹے ہوئے بدمعاشوں سے ساز باز کر لی۔ وہ اُس کی حفاظت کرتے ہیں اور وہ شکرال کے سارے علاقوں سے خراج وصول کرتا ہے۔ اُس کے آدمی کہتے پھرتے ہیں کہ اُس کی مٹھی میں موت و حیات ہے... اُس کی برکت سے شکرال میں مائیں نر بچوں کو جنم دیتی ہیں اور اُس کا غصہ موت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اُس کے قبضے میں آسمان پر چمکنے والی بجلی ہے۔ وہ جب چاہے، جس وقت چاہے پوری پوری بستیوں کو تباہ کر سکتا ہے۔"

"واہ بھئی! خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا ہے۔" عمران بڑبڑایا۔

"نہیں، وہ کہتا ہے کہ خدا نے اُسے بُرائیاں دُور کرنے کے لیے دُنیا میں بھیجا ہے۔"

"آہا تو پیغمبر ہے۔"

"کوئی بھی ہو، لوگ اُس سے خوف کھانے لگے ہیں۔ اُس سے نہیں بلکہ اُن پُراسرار قوتوں سے جو اُس کے قبضے میں ہیں... ہم شکرالی صرف گھوڑے کی پُشت پر مرنا پسند کرتے ہیں خواہ ہمارے ہاتھ میں بندوق ہو خواہ تلوار... ہم ہر وقت موت کے استقبال کے لیے تیار رہتے ہیں، مگر وہ موت ہمیں پسند نہیں ہے جو غار والے کی طرف سے ہم پر نازل ہوتی ہے۔"

"وہ موت کیسی ہوتی ہے دوست؟" عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

"یہی کہ آدمی رات کو سوئے اور اُسی بستر سے اُس کی لاش اُٹھانی پڑے۔"

"کیا ایسا اکثر ہوتا ہے؟"

"ہاں! جس پر بھی غار والے کا عذاب نازل ہوتا ہے اُس کا یہی حشر ہوتا ہے۔"

"یعنی، وہ اُسے پہلے ہی سے اُس کی موت کی اطلاع دے دیتا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں، وہ کہتا ہے کہ تم فلاں دن کا سورج نہ دیکھ سکو گے اور پھر تم سچ مچ اُس صبح کا سورج نہیں دیکھ سکو گے، دوسروں کو تمہیں تمہارے بستر سے اُٹھانا پڑے گا۔"

"کیا آج تک کوئی بھی نہیں بچ سکا؟ میرا مطلب ہے، ایسا آدمی جس کے متعلق اُس نے پیشین گوئی کی ہو۔"

"دوسروں کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا، لیکن ایک بار میں ہی بچ سکا ہوں۔"

"وہ کیسے؟"

"ارے تم تو دماغ چاٹنے لگے۔" شہباز جھنجلا گیا۔ "بس اب خاموش رہو، گھر پہنچ کر بتاؤں گا۔"

عمران خاموش ہو گیا۔ وہ دونوں گھر پہنچے کھانا کھایا... شہباز چلنے کے لیے پانی رکھ کر مسکراتا ہوا عمران کی طرف مُڑا۔ "یار صف شکن! تم مجھے اکثر یاد آیا کرو گے۔ پتا نہیں کیوں میں تم سے بہت مانوس ہو گیا ہوں۔"

"یہی حال میرا بھی ہے سردار شہباز!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "مگر تم ایک بار غار والے کی بددُعا سے کیسے بچ نکلے؟"

"میں نے وہ رات بستر کی بجائے گھوڑے کی پیٹھ پر گزاری تھی۔"

"پھر... اس کے بعد کیا ہوا؟"

"کچھ بھی نہیں... پھر وہ شاید اس کے متعلق بھول ہی گیا۔"

"لیکن اُس نے تمہیں بددُعا کیوں دی تھی؟"

"میں نے ایک کتائی والے کو مار ڈالا تھا۔"

"کتائی والا؟... میں نہیں سمجھا۔"

"ابھی جو تم سے چائے اینٹھ کر گیا کتائی والا ہی تھا۔ ہر بستی میں دو چار کتائی والے رہتے ہیں۔ یہ دراصل غار والے کے آدمی ہیں۔ تم نے دیکھا تھا کہ نہیں؟ اُس نے ایک چھلا نکال کر مجھے دکھایا تھا، وہی کتائی ہے... کا نشان۔ لوگ کتائی والوں سے ڈرتے ہیں، اگر دو آدمی لڑ رہے ہوں اور کوئی کتائی والا پہنچ جائے تو وہ ایک دوسرے سے الگ ہٹ جائیں گے جیسے کسی نے بجلی کی... الگ کر دیا ہو۔ ہاں تو ایک بار میں بھی ایک آدمی... ایک کتائی والا ہماری طرف بڑھا۔ پہلے میں نے اُس [illegible] پھر اُس دوسرے آدمی کی ٹانگیں چیر ڈالیں۔ تم شراب نہیں پیتے کیا؟"

"نہیں۔" عمران بولا۔ "کیا شراب تمہیں آسانی سے مل جاتی ہے؟"

"شراب تو شکرال میں ہی بنتی ہے۔ وہ ہمیں باہر سے نہیں منگوانی پڑتی، بلکہ ہم خود باہر والوں کو شراب دیتے ہیں اور اس کے عوض اُن سے بندوقیں، کارتوس اور ریوالور لاتے ہیں۔ شکرال کی سی شراب تمہیں ساری دُنیا میں نہیں ملے گی۔ وہ پھٹے ہوئے دودھ کے پانی اور انگور کے ملاپ سے تیار کی جاتی ہے۔"

"مجھے اُس غار والے کے متعلق بتاتے رہو شہباز!"

"کیا اُس کا تذکرہ تمہیں اچھا لگتا ہے؟" شہباز نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں، اُس سے نفرت معلوم ہوتی ہے، مگر وہ مجھے عجیب لگتا ہے۔ کیا تم عجیب قسم کی باتیں سننا پسند نہیں کرو گے؟"

"اگر وہ نفرت انگیز ہوں تو میں انھیں سننا پسند نہیں کروں گا۔"

عمران خاموش ہو گیا۔ پھر کچھ دیر بعد شہباز جانے... عمران سوچ رہا تھا کہ مطلب کی گفتگو چھیڑے یا نہ چھیڑے۔ لگتا ہے شہباز بھی اس سازش کا سرغنہ ہو جس کی کڑیاں... ملک میں ملی تھیں اور جن کی بنا پر اُسے شکرال کا سفر کرنا پڑا تھا۔

آخر شہباز خود ہی بولا۔ "میں اُس کا نفرت انگیز تذکرہ کروں گا۔ تاکہ اس وقت تک میرے سینے میں اُس کے خلاف آگ بھڑکتی رہے۔ عجب نہیں کہ میں اُسے مار ہی ڈالوں... وہ فرنگیوں کا دوست ہے صف شکن!... اور ہم نے آج تک اپنی زمین پر کسی فرنگی کا ناپاک وجود برداشت نہیں کیا۔ اب یہاں آتے ہیں اور اُن کے پاس کتالیاں ہوتی ہیں اور اُن کتالیوں کی وجہ سے کوئی اُن پر ہاتھ اُٹھانے کی ہمت نہیں کرتا۔ فرنگیوں... نے اُسے پیش کی ہیں۔ اُس کے پاس کئی فرنگی عورتیں... کے ساتھ غار میں رہتی ہیں۔"

[illegible] کی دلچسپی بڑھ گئی تھی۔ اُس نے کہا۔ "اور واقعی! وہ [illegible] کو ناپاک کر رہا ہے۔ میں نے شکرال کے متعلق سُنا [illegible] لوگ بڑے غیور اور خود دار ہیں۔ مگر اب تمہاری [illegible] چھن گئی۔"

[illegible] شہباز چلنے کی بجائے فرش پر پیر رکھ کر کھڑا [illegible] ہاتھ ریوالور کے دستے پر تھا۔

"[illegible] ہو رہا ہوں جہاں فرنگیوں کے قدم جاتے ہیں، وہاں بدچلنی اور آوارگی پھیلتی ہے۔ عورتیں ننگی ہو کر ناچنے لگتی ہیں اور مرد ڈر کے مارے اپنا منہ پھیر کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔"

"خاموش! تم اپنا منہ بند کرو، ورنہ...!" اُس نے ریوالور ہولسٹر سے کھینچ لیا۔

عمران کے سکون اور اطمینان میں کوئی فرق نہ آیا۔ اُس نے مظلوم لہجے میں کہا۔ "دوست! تم میرے دوست ہو، میں تمہارا ہی نہیں بلکہ پورے شکرال کا دوست ہوں۔ مجھے بھی اُن فرنگیوں سے بڑی نفرت ہے جو عورتوں کو دوغلے بچے پیدا کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ میں نے سُنا ہے کہ شکرال میں فرنگی آنے لگے ہیں تو میں اب یہاں سے زندہ واپس نہیں جاؤں گا۔ شہباز! اسے رکھ لو، میرے سینے میں دل کی بجائے ایک بہت بڑی چٹان ہے۔"

شہباز چند لمحے اُسے گھورتا رہا، پھر اُس نے ریوالور ہولسٹر میں رکھ لیا۔ عمران اطمینان سے چائے پیتا رہا۔ شہباز اپنا ہونٹ دانتوں میں دبائے فرش کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"پروا نہ کرو... اگر تم اسی وقت اُس کے غار میں گھسنا چاہو تو میں تمہارا ہاتھ بٹانے کے لیے تیار ہوں۔" عمران نے کہا۔

شہباز نے اُسے غور سے دیکھا اور بولا۔ "ہم دو آدمی کیا کر لیں گے؟ میرے پاس پچاس آدمی ہیں جو میرے ایک اشارے پر آندھیوں کے رُخ موڑ سکتے ہیں، لیکن اُن میں سے کوئی بھی اُس کے علاقے میں داخل ہونے کی ہمت نہیں کرے گا۔ وہ بھی اَن دیکھی موت سے ڈرتے ہیں۔"

"کیا انھوں نے تمہیں موت سے بچتے نہیں دیکھا تھا؟"

"دیکھا تھا، مگر وہ اسے محض اتفاق سمجھتے ہیں۔"

"اور تم کیا سمجھتے ہو؟"

"میں یہ سمجھتا ہوں کہ اُس سؤر کے پاس غیبی قوتیں نہیں ہیں۔ وہ جسے بھی بددُعا دیتا ہے اُسے زہر دلوا دیتا ہے۔ میں نے اُس دن کچھ بھی نہیں کھایا پیا تھا، جس دن مجھے اُس کی بددُعا کی اطلاع ملی تھی اور رات بستر پر بسر کرنے کی بجائے گھوڑے پر بسر کی تھی۔"

"میں تم سے سو فی صد متفق ہوں۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "فرنگیوں کے ہتھکنڈے اسی قسم کے ہیں، مگر شہباز! تم بہت چالاک ہو اور مجھے یقین ہے کہ غار والا تمہارے ہی ہاتھوں سے مارا جائے گا۔"

شہباز کا چہرہ کسی ایسے بچے کی طرح کھل اُٹھا جسے کوئی غیر متوقع خوشخبری ملی ہو۔

"تم آدمیوں کی پروا نہ کرو۔" عمران کہتا رہا۔ "میرے پاس

بھتیجوں قسم کے تعلیم یافتہ آدمی ہیں، جو کسی موقع پر بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ فرنگیوں سے کس طرح جنگ کرنی چاہیے۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت تمہارا ساتھ دوں گا۔"

"نہیں ۔۔۔" شہباز کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں... دوست... مرد کی زبان ایک" عمران اُس کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہوا بولا۔ شہباز اُس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر کھڑا ہو گیا۔

"اچھا دوست! تم دیکھو گے کہ میں کس طرح شکرال کے لیے جان کی بازی لگاتا ہوں... میں اُس ضرغام کا ہی بیٹا ہوں جس سے سارا شکرال تھر تھر کانپتا تھا کہ افغان مقلاق اور خراسان والے اُس کے نام سے کانپتے تھے۔ تمہارے تیور کہتے ہیں کہ تم بھی صف شکن ہی ثابت ہو گے۔ تمہارے باپ کا کیا نام تھا؟"

"سنجیدہ خان مقلاق... وہ بہت احتیاط سے سارے کام کرتا ہے اور کسی دن احتیاط سے مر جائے گا۔"

"میں نے آج تک مقلاق کے کسی سنجیدہ خان کا نام نہیں سنا۔"

"نہ سنا ہوگا۔ وہ کوئی مشہور آدمی نہیں ہے۔ لیکن [illegible] کے ضرور بڑے فخر سے کہہ سکیں گے کہ وہ صف شکن کے بیٹے ہیں۔"

"اچھا دوست!... اب مجھے نیند آرہی ہے۔" شہباز تکیہ پر ہاتھ رکھ کر جماہی لیتا ہوا بولا۔

عمران کچھ نہیں بولا۔ وہ اب خود بھی اپنے بستر پر لیٹ چکا تھا۔ ان کا بستر بھی عجیب تھا فرش پر ایک پلنگ کی جگہ گھیرے ہوئے لکڑی کی ایک ایک فٹ اونچی دیواریں کھڑی تھیں اور اُن کے درمیان میں گھاس کے گدے بچھے ہوئے تھے۔

+

پتا نہیں کیوں یک بیک رات عمران کی آنکھ کھل گئی حالانکہ کمرے میں داخل ہونے والے بہت احتیاط سے داخل ہوئے تھے یہ تعداد میں چار تھے اور اُن کے ہاتھوں میں ریوالور بھی موجود تھے

عمران اُچھل کر بیٹھ گیا۔

"خبردار... چپ چاپ پڑے رہو!" ایک نے گرج کر کہا۔

شہباز بھی جاگ پڑا... اور اس کی بھی وہی حالت ہوئی جو عمران کی ہوئی تھی۔

"تم تو بالکل ہی خاموش پڑے ہو۔" ایک آدمی نے اپنی جیب سے لوہے کا چھوٹا سا حلقہ نکال کر اسے دکھاتے ہوئے کہا۔ جس کے ریوالور کا رخ شہباز کے سینے کی طرف تھا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟" شہباز آنکھیں نکال کر بولا۔

"ہمارے غار والے کے پاس لے جائیں گے... اگر تم مل دو گے تو ہمیں یہی حکم ملا ہے کہ تمہیں قتل کر دوں۔"

"ارے یار کیوں ڈرتے ہو؟" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ "کل رات کی چائے تم چاروں میں برابر تقسیم کر دوں گا۔"

"چپ رہو!" شہباز دھاڑا۔ "تم مجھ سے پوچھے بغیر اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کر سکتے۔"

"غار والا تم لوگوں کی طرح چائے کا محتاج نہیں ہے۔" اُسی آدمی نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "تم اجنبیوں کو یہاں کیوں لائے ہو؟"

"غار والا اجنبیوں کو یہاں کیوں بلاتا ہے؟" شہباز نے گرج کر پوچھا۔

"تم غار والے پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ وہ مالک ہے..."

"ہمارے ہی ٹکڑوں پر پلنے والا بھکاری! آج ہمارا مالک بن گیا ہے۔ وہ کیڑے پڑے خارش زدہ کتوں کا مالک ہوگا۔ میرا نہیں ہو سکتا۔ میں ضرغام کا بیٹا شہباز ہوں۔"

"اور میں..." عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"سنجیدہ خان مقلاق کا... ب... ب... بچ..."

بچ کے ساتھ ہی اُس نے ایک کی ٹانگ پکڑ لی اور وہ جھکا... عمران نے بڑی پھرتی سے اُسے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر دوسروں پر اچھال دیا۔ تین فائر بیک وقت ہوئے اور اس ہوتے آدمی کا جسم چھلنی ہو گیا۔ شہباز کے لیے اتنا ہی موقع کافی تھا۔ دوسری طرف سے اُس نے اُن پر چھلانگ لگا دی۔

اس غیر متوقع حملے نے انھیں بوکھلا دیا اور پھر اُن میں سے صرف ایک کے ہاتھ میں ریوالور رہ گیا۔ اُس نے عمران پر فائر کیا لیکن گولی چھوس کی چھت میں جا گھسی اور پھر اُسے دوسرے فائر کا موقع نہ مل سکا۔ عمران نے نہ صرف اُس کا ریوالور [illegible] بلکہ خود اُسے سر سے اونچا کر کے اس زور سے دے [illegible] اُس کی دوسری چیخ نہ نکل سکی۔

دوسری طرف وہ دونوں شہباز سے لپٹے ہوئے تھے۔ عمران نے اُن میں سے ایک کی ٹانگ پکڑ لی اور اُس کا [illegible] خنجر ہوا جو دوسرے کا ہوا تھا۔ پھر شہباز نے چوتھے کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔

"اوئے... صف شکن... اوئے صف شکن! [illegible]" کو نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا بولا۔ "یار تو [illegible]" وہ آگے بڑھ کر عمران کا بازو ٹٹولنے لگا... اور پھر [illegible]

"تو بھی شیرے باپ کا بیٹا معلوم ہوتا ہے۔"

"نہیں میرا باپ ساڑھے چار فٹ کا آدمی ہے۔"

"تب پھر اُس کی روح بہت بڑی ہوگی۔"

"اِن کا کیا ہوگا؟" عمران نے لاشوں کی طرف اشارہ کیا۔

شہباز نے قہقہہ لگایا۔ دیر تک ہنستا رہا، پھر بولا۔ "میں انھیں شارع عام پر ڈال دوں گا... اور ان لاشوں کے پاس ایک ایک آدمی ڈھول بجا بجا کر کہے گا کہ انھیں ضرغام کے بیٹے شہباز نے مار ڈالا ہے۔ یہ غار والے کے آدمی تھے۔ ان کے پاس منحوس کنالیاں تھیں... ہاہا... وہ کہے گا کہ ضرغام کا بیٹا شہباز ان آسمانی بلاؤں سے نہیں ڈرتا جو غار والے کے قبضے میں ہیں۔ ایک دن وہ اُسے بھی اسی طرح مار کر اُس گڑھے میں پھینک دے گا، جس میں مُردہ مویشی پھینکے جاتے ہیں۔"

"اس سے کیا ہوگا شہباز؟"

"میں دراصل اِن بستی والوں کے دلوں سے غار والے کا خوف نکالنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے، لیکن اگر وہ تمہارے مخالف ہو گئے تو...!"

"مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔"

"تم غلطی پر ہو دوست! تمہارا مقابلہ اُس آدمی سے ہے، جو فرنگیوں کا دوست ہے اور تم نہیں جانتے کہ فرنگی کتنے مکار ہوتے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"پھر تمہیں بھی لومڑی کی طرح چالاک اور شیر کی طرح نڈر ہونا چاہیے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"سنو دوست!" عمران اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "میں یہ نہیں کہتا کہ تم شجاعت کے جوہر نہ دکھاؤ لیکن ذرا احتیاط [illegible]..."

"صف شکن! مجھے پہیلیاں بوجھنا نہیں آتا۔ صاف صاف بتا کیا کہنا چاہتا ہے؟"

"میں بالکل صاف صاف کہوں گا اگر تم سنتے جاؤ۔ فرض کرو، [illegible] میں آگ بھر دیں اور [illegible] کہیں کہ اس [illegible] ضرغام کا بیٹا [illegible] تو [illegible] لو گے؟"

"میں اپنے باپ کا نام اونچا رکھنے کے لیے ضرور کود... پڑوں گا۔"

"ہاہاہا!" عمران نے قہقہہ لگایا۔ "تب تو وہ بھی کریں گے اور شکرال کی عورتیں رنڈاپے [illegible] بچے..."

"چپ رہو! چپ رہو... ورنہ میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔"

"اگر تم مر گئے تو یہی ہوگا جو میں کہہ رہا ہوں۔"

"پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"چالاک بنو!... اگر تم بھیڑیے ہو تو بھیڑ کی کھال پہن لو۔ شجاعت اُس وقت دکھاؤ جب اُس کی ضرورت ہو۔ اس طرح اگر دشمن تم سے زیادہ طاقت ور ہو، تب بھی تم اُسے مار لو گے۔"

شہباز تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا، پھر بولا۔ "تم ٹھیک کہہ رہے ہو، پھر ان لاشوں کا کیا کیا جائے؟"

"آؤ... ہم انھیں دفن کر دیں۔"

"اوہا..." وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "زمین کھودنی پڑے گی۔"

"تم فکر مت کرو، میں صبح ہونے سے پہلے ہی پہلے انھیں دفن کر دوں گا۔"

*

دوسری صبح عمران وہیں پہنچ گیا، جہاں اُس کے ساتھی اور دوسرے قافلے والے مقیم تھے۔ اُن کا خوف کسی حد تک کم ہو گیا تھا۔ عمران نے وطن پہنچنے میں جلدی اس لیے بھی کی تھی کہ کہیں قافلے والے بھی اسی طرح کسی واقعے سے دوچار نہ ہوئے ہوں جیسا کہ پچھلی رات اُسے پیش آچکا تھا۔ مگر اُسے وہاں کوئی بھی اس طرح نہیں ملی۔

ایکسٹو کے پرانے ساتھیوں نے اُسے گھیر لیا۔

"یہ بڑی غلط بات ہے عمران!" جولیا نے کہا۔ "تم ہمیں یہاں چھوڑ کر اُس کے ساتھ چلے جاتے ہو۔"

"کیوں؟ کیا یہاں میری موجودگی ضروری ہے؟"

"قطعی ضروری ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ اب میں یہیں رہوں گا۔"

جولیا اُسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ عمران نے کچھ دیر بعد کہا۔ "ہمیں بہت محتاط رہنا چاہیے۔"

پھر اُس نے پچھلی رات کا واقعہ بتاتے ہوئے اُس پُراسرار غار والے کی کہانی بھی سُنائی۔

"آہا! تو" جولیا بولی۔ "تو ہم اس سازش کے سرغنہ تک پہنچ

بتا پر قاعدے کی رو سے اُس پر سینڈل ہی ٹوٹنے چاہئیں لیکن
... اپنی طرف کی عورتیں سینڈل کی حجت شروع کر دیتی ہیں خیر... ملکہ؟
تو آخر تم میں سے کسی میں بھی دم ہو تو ہو جائے غلط فہمی میں مبتلا۔
کئی دنوں کا آخر میں اپنا ہوں۔ ایک بار پھر کان کھول کر سن لو کہ
اگر کسی نے بھی کوئی غلط قدم اُٹھایا تو وہ پورے قافلے کی موت کا
ذمے دار ہو گا۔"

کوئی کچھ نہ بولا... اور وہ سب منتشر ہو گئے۔ اب شام کے
سرکس شو کے لیے تیاری کرنی تھی، لیکن عمران صرف ایک زیرو کے
متعلق سوچ رہا تھا۔ اس نے اس وقت سے شام تک تقریباً
بار بار اس سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن
کامیابی نہ ہوئی۔ شام ہوتے ہی شہباز بھی آ گیا، لیکن ہمیشہ کی
طرح اس وقت بھی اس کا چہرہ پُرسکون ہی نظر آ رہا تھا... اور
آنکھوں کی بھی وہی اُداس سی کیفیت تھی۔

عمران نے اُس سے کہا: "سردار شہباز! میرا ایک آدمی کل
سے غائب ہے۔ کہیں اُسے غار والے ہی کہیں نہ پہنچا دیا ہو؟"

"ممکن ہے۔" شہباز نے بے پروائی سے جواب دیا، پھر کچھ
دیر خاموش رہ کر بولا: "تم آج بیکار انتظار کر رہے ہو۔"

"کیوں...؟"

"آج بستی کا کوئی حارث زدہ تماشا بھی سرکس دیکھنے نہیں آئے
گا۔ بستی والوں کو اس کا علم ہو گیا ہے کہ غار والا اس سرزمین پر
سرکس والوں کا وجود پسند نہیں کرتا۔"

"پھر کیا ہو گا؟"

"اپنے آدمیوں سے کہو ہر وقت تیار رہیں۔"

"وہ ہر وقت تیار رہیں گے۔ تم اس کی فکر نہ کرو دوست۔"

"اور اب میں یہیں رہوں گا۔" شہباز نے کہا: "اگر اُس تنور
کے آدمیوں نے حملہ کیا تو..."

"ٹھہرو دوست!" عمران ہاتھ اُٹھا کر بولا: "مجھے یہ بتاؤ کہ
شکرال کی کتنی بستیاں اُس کے ساتھ ہیں؟"

"ایک بھی نہیں۔ سب اُس سے نفرت کرتے ہیں لیکن آسمانی
بلاؤں سے ڈرتے ہیں۔"

"میں یہ پوچھ رہا تھا کیا شکرال کی بستیاں کسی جنگ میں بھی
اُس کا ساتھ دے سکیں گی یا نہیں۔"

"اگر وہ آسمانی بلاؤں کی دھمکی دے تو ایسا بھی ممکن ہے۔"
شہباز بولا: "لیکن میری سنو، شکرال کیا اگر ساری دنیا بھی اُس
کے ساتھ ہو تو ضرغام کے بیٹے کا ہاتھ اُس کے خلاف ہی اُٹھے گا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے دلیر سردار! مگر..." عمران کسی سوچ میں
پڑ گیا۔

"پچھلی رات تم نے کیا کیا تھا؟" دفعتاً شہباز غصیلی آواز
میں غرّایا۔

"میں نے کیا کیا تھا؟ میرے آدمی تمہارے ساتھ ہیں۔"

"پھر اب تم بزدلوں کی طرح سوچ میں کیوں ڈوبنے لگے ہو؟"

"ضرغام کے بیٹے! میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ غار
والے کے ساتھ فرنگیوں کی عقل ہے۔ اس لیے میں اپنی اُس عقل
کو آواز دینے کی کوشش کر رہا ہوں جو فرنگیوں کی عقل کا مقابلہ
کر سکے۔"

"بہادری کی آواز دو بھگوڑے، میں اس بستی کے پاگل دستوں کی شکلیں
دیر تک نہیں دیکھنا چاہتا۔"

"میں نہیں سمجھا اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟"

"وہ میری نہیں سنتے۔ میں اپنی چھاتی پر ہاتھ مار کر کہتا ہوں
کہ میں اُس تنور کی بددعاؤں کے باوجود بھی زندہ ہوں۔ تم اُن
سے نہ ڈرو... لیکن وہ میری نہیں سنتے۔ تم انھیں پاگل نہ
کہو گے اور کیا کہو گے؟"

"اچھا تو آؤ... اب سنو! میرے پاس ایسے آدمی ہیں جو
پوری قوت سے کسی مشکل کا سامنا کر سکتے ہیں۔"

"اوہ... پھر... پھر ہمیں قطعی دیر نہ کرنی چاہیے۔" شہباز نے
کہا: "ہم سیدھے غاروں پر چڑھ دوڑیں... بالکل ٹھیک...
تمہارے ساتھ صرف تین گھوڑے ہیں۔"

"اور وہ بھی بالکل بیکار!" عمران سر ہلا کر بولا: "وہ سرکس
کے گھوڑے ہیں، سواری کے نہیں۔ فائروں کی آواز سن کر اُن کا دم
ہی نکل جائے گا۔"

"اچھا تو گھوڑے..." شہباز خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا، پھر
تھوڑی دیر بعد بولا: "میں انتظام کر دوں گا۔ تم بے فکر رہو
مگر اس کے لیے تمہیں رات گئے تک یہاں ٹھہرنا پڑے گا۔"

"مگر میرا خیال ہے کہ تمہارے پاس صرف دو گھوڑے..."
عمران نے کہا۔

"ایسے تو نہیں کہتے۔" وہ آہستہ سے بولا۔ اس کی
آنکھیں چمکنے لگی تھیں اور ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ
تھی۔ وہ چند لمحے اسی انداز میں خاموش رہا... جیسے کچھ یاد
کرنے کی کوشش کر رہا ہو، پھر بولا: "میں ان پاگلوں کے لیے

آسمانی بلا بن جاؤں گا جو اُس تنور سے ڈرتے ہیں۔"

"اب تم بھی پہیلیاں بجھانے لگے!" عمران اُکتا کر بولا۔

"سنو! میں ان بھوتوں کے اصطبل خالی کرا دوں گا... وہ
گھوڑے بھی ساتھ لے چلوں گا جن کی ضرورت نہ ہو۔"

"بہت اچھے!" عمران نے اُس کے شانے پر ہاتھ مار کر
قہقہہ لگایا۔ "ہاں اب تمہاری عقل بھی فرنگیوں کی عقل کا مقابلہ
کرنے کے قابل ہوتی جا رہی ہے لیکن یہ تو سوچو اگر اس سے
پہلے ہی ہم پر حملہ ہو گیا تو..."

شہباز پھر سوچ میں پڑ گیا۔ عمران بھی خاموش ہو گیا تھا۔
کچھ دیر بعد شہباز بولا: "اچھا تو سنو! تم اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ
تیار ہو جائیں۔ اندھیرا ہوتے ہی میں انھیں ایک محفوظ مقام پر پہنچا
جاؤں گا... مگر تمہارے ساتھ چار عورتیں بھی ہیں۔ تم انھیں
میرے مکان میں چھوڑ سکتے ہو۔"

"کیا وہ وہاں محفوظ رہیں گی؟"

"قطعی محفوظ رہیں گی۔ یہاں عورتوں پر کوئی ہاتھ نہیں اُٹھاتا۔"

"پھر ان عورتوں کے ساتھ کسی مرد کو بھی چھوڑنا پڑے گا؟"

"ہاں... ہاں چھوڑ دو، لیکن اُس سے دوبارہ ملاقات
نہیں ہو سکے گی۔ دوسری دنیا میں۔"

"شاید عورتیں تنہا رہنے پر تیار نہ ہوں۔"

"تب پھر اُن سے کہو کہ ایک دوسرے کو گولی مار دیں۔"

"کیوں نہ انھیں بھی ساتھ لے چلیں؟"

"ضرور لے چلو! لیکن اس صورت میں ضرغام کا بیٹا تمہارے
ساتھ نہیں ہو گا۔ تم نہیں جانتے ایسے معرکوں میں عورتوں کو ساتھ
لیے پھرنا ہم شکرالیوں کے لیے کتنی بڑی گالی ہے۔"

"اوہ... ایسا بھی ہے۔"

"سنجیدہ خان مرشال کے بیٹے! تم باتوں میں بہت وقت
برباد کرتے ہو۔"

"ٹھہرو دوست! تم یہیں ٹھہرو! میں اپنے ساتھیوں کو
تیاری کا حکم دے کر ابھی واپس آتا ہوں۔"

عمران سیدھا جولیا کی چھولداری میں آیا اور اُسے حالات
سے آگاہ کرنے کے بعد بولا: "مناسب یہی ہے کہ تم ان لڑکیوں
کے ساتھ شہباز کے مکان میں قیام کرو۔"

"یہ ناممکن ہے۔"

"ضد نہ کرو! ورنہ تمہارے انجام پر مجھے بھی افسوس ہو گا۔
کیا بتاؤں! اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ ہم اتنی آسانی سے شکرال
میں داخل ہو سکیں گے تو میں اتنا لمبا چوڑا ڈھونگ کبھی نہ
رچاتا۔ میرا مطلب یہ کہ عورتوں کو ساتھ نہ لاتا۔ مگر اب بہتری
اسی میں ہے کہ میرے کہنے کے مطابق عمل کرو۔"

"کبھی نہیں۔" جولیا جھکی کی طرح چیخی۔ "تم لڑکیوں کو
وہاں بھیج دو، میں ہرگز نہیں جاؤں گی۔ تم مجھے اس طرح
تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔ میں ایکسٹو کا حکم بھی ماننے سے انکار کر
دوں گی۔ البتہ تم مجھے گولی مار دو جیسا کہ اس وحشی نے کہا ہے۔"

"تمہاری وجہ سے حالات پیچیدہ ہو جائیں گے۔" عمران
سنجیدہ انداز میں بولا۔ "میں صرف اسی وجہ سے تمہیں ان...
لڑکیوں کے ساتھ چھوڑنا چاہتا تھا کہ تم انھیں اپنے کنٹرول میں
رکھو۔ ہم انھیں اپنے ساتھ لائے ہیں اس لیے اُن کی حفاظت
ہم پر لازم ہے۔"

"تم ان لڑکیوں کے لیے مجھے یہاں چھوڑ رہے ہو؟" جولیا
نے شکایت آمیز اور محبوبانہ انداز میں کہا۔

"ارے باپ رے!" عمران نے اردو میں کہا اور پھر
انگریزی میں بولا: "تم ایک ذمے دار آفیسر ہو جولیا۔ اس سفر
میں ضرور مجھے تم پر حاکم بنایا گیا ہے لیکن اس کے بعد تمہارے
مقابلے میں میری حیثیت بھی وہی ہو گی جو دوسروں کی ہے۔
لہٰذا تمہیں ایسی غیر ذمے دارانہ گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔"

"تم اگر اس کا اعتراف کر لو کہ تم ہی ایکسٹو ہو تو شاید میں
اس پر تیار بھی ہو جاؤں۔"

"میں ایک غلط بات کا اعتراف کیسے کر لوں... خیر... اگر تم
اس پر تیار نہیں ہو تو میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔" وہ اُس کی
چھولداری سے نکل کر ڈرنی کی طرف چلا گیا۔

***

پھر جولیا کسی نہ کسی طرح عمران کی تجویز سے متفق ہو گئی۔
دوسری لڑکیوں کو یہ نہیں بتایا گیا کہ انھیں دوسری جگہ کیوں
منتقل کیا جا رہا ہے۔ جولیا کے ساتھ اُس نے ایک مختصر سا
... کا ٹرانسمیٹر بھی رہنے دیا جو پچاس پچاس میل کے فاصلے
کے لیے لازمی طور پر کارآمد تھا۔

شہباز کی پیشین گوئی غلط نہیں ثابت ہوئی۔ آج ایک
آدمی بھی سرکس دیکھنے کے لیے ادھر نہیں آیا۔ بہرحال شہباز کچھ
غیر مطمئن سا نظر آ رہا تھا۔

"آدھی رات کو ہم گھوڑوں کے لیے نکلیں گے۔" اُس نے
عمران سے کہا۔

"کیوں؟" شہباز چونک کر اُسے گھورنے لگا۔

"کام کی بات کرو! اس عارضی فتح پر پاگل نہ ہو جاؤ۔ یہ جشن اب ختم ہونا چاہیے۔ تم بار بار یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ فرنگی اُس کے ساتھی ہیں۔"

"اوہ... میں سب کو فنا کر دوں گا۔"

"اچھی بات ہے تو پھر مجھے اجازت دو کہ میں اپنے ساتھیوں کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا دوں۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ہو سکتا ہے کہ آج رات آسمانی بلائیں نازل ہو جائیں۔"

"صاف صاف کہو۔" شہباز جھلایا۔

"کیا اِدھر سے ہوائی جہاز بھی گزرا کرتے ہیں؟"

"کبھی کبھی... کیوں...؟"

"کیا کبھی کسی نے یہاں ہوائی جہازوں کو اُترتے بھی دیکھا ہے؟"

"ہاں ایک بار میں نے سنا تھا۔ اسی غار والے سے ملنے کے لیے کوئی آیا تھا۔"

"بس تو پھر تم لوگ یہیں شراب پی پی کر ناچتے رہو۔ صبح میں واپس آ کر تم لوگوں کی لاشیں دفن کرا دوں گا۔"

"اوہ... سنجیدہ خان کے بیٹے! میں تمہیں سر سے اونچا اُٹھا کر پٹخ دوں گا۔"

"تم مجھے نہ اُٹھا سکو گے۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "سنو! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ غار والا جھلاہٹ میں ہم لوگوں پر بمباری کرا دے۔"

"ارے..." شہباز مضحکہ اُڑانے والے انداز میں ہنسا۔ "تم بچہ ہے کیوں بوڑھے جا رہے ہو سنجیدہ خان کے بیٹے؟ اس وقت ہمیں چین سے عیش کرنے دو۔ صبح نہ جانے کیا ہو... ہم سب ہر وقت اپنی زندگی ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں۔ اسی توقع پر کہ رات کو گھر واپس جا کر عیش کریں گے۔"

"اچھا دوست! تم عیش کرو، عیش... ہمیں جانے دو۔ ہم رات بسر کرنے کے لیے کوئی غار تلاش کریں گے۔"

"جاؤ... جاؤ دفع ہو جاؤ... اس وقت نہ چھیڑو... ابھی تو یہاں کچھ بھی نہیں ہوا۔ ایسے موقعوں پر ہماری عورتیں بڑا شاندار ناچ ناچتی ہیں۔ ہم سب ناچتے ہیں۔ تم جاؤ... دفع ہو جاؤ۔"

وہ بڑی موج میں تھا۔ اُس نے کھڑے ہو کر عمران اور اُس کے ساتھیوں کا مضحکہ اُڑایا۔ بہکا ہوا مجمع بھی اُن پر آوازیں کسنے لگا۔ بعض نے تو یہ بھی کہا کہ ڈرپوکوں کو مار ڈالا جائے... لیکن شہباز نے کہا۔ "نہیں، یہ جو کچھ بھی کرتے ہیں کرنے دو۔ کیونکہ یہ ہمارے محسن ہیں۔"

عمران نے اپنے ساتھیوں کو اس نئے اندیشے سے مطلع کیا اور وہ بھی اُس سے متفق ہو گئے۔ پھر انھوں نے وہاں سے بھی نکل چلنے کی تیاری شروع کر دی۔ لڑکیوں کو شہباز کے مکان سے نکالا گیا۔ تینوں یوریشین لڑکیاں چیختی چلاتی رہیں۔ جب وہ جا رہے تھے تو شہباز پھر دوڑتا ہوا عمران کے پاس آیا۔

"تمہیں وہم ہو گیا ہے پیارے بھائی! آؤ ہمارے ساتھ عیش کرو۔"

"عیش سے ہمیں نفرت ہے۔ ہم تو تکلیف و مصائب کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔"

"اچھا! میں دو آدمی تمہارے ساتھ کر رہا ہوں۔ یہ تمہیں ایسے غاروں میں لے جائیں گے، جہاں تم جیسے دس بیس لوگ چین سے رات بسر کر سکیں۔"

کچھ دیر بعد وہ حقیقتاً ایسے ہی کشادہ قسم کے غاروں میں پہنچ گئے جہاں بہت اطمینان سے رات بسر کر سکتے تھے۔ یہ بستی سے زیادہ دور نہیں تھے۔

عمران غار کے دہانے پر آ بیٹھا۔ وہ سچ مچ اپنے اس اندیشے کے متعلق یقین رکھتا تھا کہ ایسا ضرور ہوگا اور یہ اندیشہ غلط نہیں نکلا۔ کچھ ہی دیر بعد ہوا کے جھونکے کے ساتھ ہوائی جہاز کی ہلکی سی آواز آئی... اور پھر یہ آواز قریب آتی گئی۔

"بمباری ضرور ہوگی۔" عمران مڑ کر اپنے ساتھیوں سے بولا۔ وہ قریب ہی تھے۔ قبل اس کے کہ وہ کچھ جواب دیتے دو دھماکے سنائی دیے اور پھر تو پے در پے دھماکوں کی آوازیں آنے لگی تھیں۔

"عمران!" جولیا کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "یہ کس مصیبت میں گھسیٹ لائے ہو تم... میرا خیال ہے کہ تمہاری شیطانی عقل تنہا بھی یہ کارنامہ انجام دے سکتی تھی۔"

"ارے، اُس ایکسٹو کے بچے سے خدا سمجھے!" عمران اپنا سر پیٹتا ہوا بولا۔ بمباری اب بھی جاری تھی۔ وہ بے شمار بھاگتے ہوئے آدمیوں کا شور سن رہے تھے جو قریب بڑھتا آ رہا تھا۔ غالباً بستی والوں نے بھی انھی غاروں کا رخ کیا تھا۔ عمران اور اُس کے ساتھی دہانے سے پیچھے ہٹ گئے۔

لوگ گرتے پڑتے غاروں میں گھس رہے تھے۔ اگر عمران کے ساتھیوں نے پہلے ہی سے مشعلیں نہ روشن کر رکھی ہوتیں تو شاید وہاں بھاگنے والوں کی بدحواسی کا شکار ہو گئے ہوتے۔

"خاموشی... خاموشی سے۔" عمران ہاتھ اُٹھا کر بولا۔

قرب و جوار کے سارے غاروں میں بستی والے شور مچاتے ہوئے گھس رہے تھے۔ اُسی شور میں عمران نے شہباز کی آوازیں سنیں جو باہر صفت شکن کو پکارتا پھر رہا تھا۔ عمران بھیڑ چیرتا ہوا غار کے دہانے کی طرف بڑھا، پھر اس نے شہباز کو آواز دی۔ اور وہ تیر کی طرح اُس کی طرف آیا۔

"اوہ... صفت شکن... میرے دوست... میرے بھائی!" وہ عمران سے لپٹ گیا اور اُسے بھینچتا ہوا بولا۔ "تیری نظریں وہ بھی دیکھ لیتی ہیں جس پر غیب کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔"

"تم سے بات کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ جانے نہیں اس وقت کتنے آدمی تمہارے اُس جشن کی بھینٹ چڑھ کر بھول گئے۔"

"میں کیا کرتا سنجیدہ خان کے بیٹے! بستی والے خود ہی جشن منانا چاہتے تھے۔"

"تم انھیں روک سکتے تھے۔"

"اب میں کبھی تمہاری ہنسی نہیں اُڑاؤں گا۔" شہباز بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تم بہت عقل مند ہو۔"

طیارہ ابھی تک بستی پر منڈلا رہا تھا مگر شاید بموں کا اسٹاک ختم ہو گیا تھا۔ وہ کچھ دیر تک فضا میں چکھاڑتا رہا، پھر اُس کی آواز آہستہ آہستہ دور ہوتی گئی۔

"شہباز!" دفعتاً ایک بوڑھے نے ہاتھ ہلا کر غصیلے لہجے میں کہا۔ "ہماری تباہی کا باعث یہی شخص ہے۔"

"نہیں! اپنی آواز پھر کبھی اُونچی کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اس تباہی کا باعث ہم خود ہی بنے ہیں۔ اگر ہم یہ جشن نہ کرتے یا دوسرے اس کا کہنا مان لیتے، جب اس نے غاروں میں گھسنے کا مشورہ دیا تھا تو ہماری یہ حالت نہ ہوتی۔ کیا ہم سب نے اس کا مضحکہ نہیں اُڑایا تھا۔" بوڑھے نے خاموش ہو کر دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

❖

دوسری صبح بستی والوں کے لیے بڑی اندوہناک تھی۔ شاید وہاں کوئی ایسا مکان رہا ہو جسے پچھلی رات بمباری سے نقصان نہ پہنچا ہو اور چاروں طرف عورتوں، بچوں اور مردوں کی لاشیں پڑی نظر آ رہی تھیں۔

اب عمران صرف اُس آدمی کے متعلق سوچ رہا تھا جسے یہ لوگ غار والے کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اُن کے بیان کے مطابق وہ محض ایک فقیر تھا اور آہستہ آہستہ اُس نے سارے شکرال پر سکہ جما لیا تھا۔

عمران نے کوشش شروع کی کہ شہباز کو جلد از جلد اُس بستی کی طرف کوچ کر دینے کے لیے آمادہ کرے جہاں اُس پُراسرار آدمی کا قیام تھا۔

شہباز نے کہا۔ "میں خود بھی اب بہت بے چین ہوں، لیکن یہ تو سوچو، اگر انھوں نے پھر ہماری عدم موجودگی میں بستی پر دھاوا بول دیا تو اس بار ساری عورتیں اور سارے بچے فنا ہو جائیں گے۔"

"پھر...؟" عمران نے سوال کیا۔

"میں نے دوسری بستیوں سے کچھ ایسے آدمی منگوائے ہیں جو یہاں رہ کر صرف عورتوں اور بچوں کی حفاظت کریں اور پھر اس بستی کا ایک ایک مرد تمہارا ساتھ دے گا۔"

عمران خاموش ہو گیا۔ اُس کے ساتھی بھی یہی چاہتے تھے کہ جلد سے جلد اس مسئلے کا تصفیہ ہو جائے، پھر خواہ وہ زندہ رہیں یا مر جائیں۔ اُمید و بیم کی کشمکش اُن کے لیے سوہانِ روح ہو رہی تھی۔

سہ پہر تک مختلف بستیوں سے تقریباً تین سو آدمی آ گئے اور جب انھوں نے عورتوں اور بچوں کی لاشیں دیکھیں تو انھیں سنبھالنا دشوار ہو گیا۔ اُن کا اصرار تھا کہ وہ بھی اس مہم میں ان کے ساتھ شریک ہو کر ان عورتوں اور بچوں کا انتقام لیں گے۔ شہباز انھیں بدقت تمام اس سے باز رکھ سکا۔ بہرحال انھوں نے قسمیں کھا لیں کہ وہ آخری سانسوں تک بستی کی حفاظت کریں گے۔

پھر ایک گھنٹے کے اندر ہی اندر ایک بار پھر زمین لرزنے لگی۔ تقریباً ڈھائی سو گھوڑے اپنی طوفانی رفتار سے آگے منزل کر رہے تھے۔

شاید انھوں نے بمشکل تمام پانچ یا چھ میل کی مسافت طے کی ہوگی کہ انھیں پھر طیارے کی گرج سنائی دی۔ عمران اور شہباز کے گھوڑے سب سے آگے جا رہے تھے۔

"وہ پھر آ رہا ہے۔" شہباز دانت پیس کر بولا۔ "اور یہاں چٹیل میدان میں کہیں سر چھپانے کی بھی جگہ نہیں ملے گی۔" دفعتاً عمران

سکابوں پر کھڑا ہو گیا۔ شانے سے رائفل اتاری۔ گھوڑے کی باگ اُس
نے چھوڑ دی تھی اور دونوں ہاتھوں سے رائفل تھامے ہوئے اُفق
کی سمت دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً پھر دُور پر طیارہ سفید بادلوں کے نیچے
دکھائی دیا۔ عمران نے نشانہ لیا اور فائر کر دیا اور پھر وہ زین میں بیٹھے
ہوئے رائفل سے پے در پے فائر کرتا ہی رہا... گھوڑا اُسی
رفتار سے دوڑتا رہا تھا اور عمران رکابوں پر کھڑا فائر کر رہا تھا۔
اچانک طیارے کے پچھلے حصے سے سفید دھوئیں کی لکیر
نکلنے لگی۔
"راسکالو... راسکالو!" عمران چیخا۔ "میں نے اُسے مار
لیا ہے۔"
شہباز نے بائیں جانب اپنا گھوڑا موڑ دیا اور پھر سب کے
رُخ اُدھر ہی ہو گئے۔ البتہ عمران کا گھوڑا اُسی سمت دوڑا جا رہا تھا
طیارہ اپنے اگلے حصے کے بل نیچے کی طرف گر رہا تھا۔ عمران نے
زین پر بیٹھتے ہی گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ وہ اور تیزی سے دوڑنے
لگا۔ پھر ایک زبردست دھماکا ہوا اور دُور دُور تک آگ پھیل
گئی۔ چھتری زمین سے ٹکرا کر طیارہ پاش پاش ہو چکا تھا۔ نہ جانے
کتنے گھوڑے اس خوفناک دھماکے سے بدکے اور نہ جانے کتنے
سوار نیچے گر کر روندے گئے۔ عمران بھی شاید موت کے منہ میں چلا
گیا ہوتا۔ لیکن اُس نے بڑی پھرتی سے خود کو سنبھالا اور گھوڑے
کو بے قابو نہ ہونے دیا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ
شکرالیوں ہی کی طرح گھوڑے کی پیٹھ پر زندگی بسر کرتا آیا ہو۔
اب اُس نے اپنا گھوڑا اُسی طرف موڑ لیا جدھر دوسرے
جا رہے تھے اور تھوڑی ہی دیر میں اُنھیں جا لیا۔ وہ آہستہ آہستہ
کترانے لگے تھے پھر اصل راہ پر آ رہے تھے۔ عمران کو دیکھ کر اُنھوں
نے خوشی کے نعرے لگائے۔
"میں تیری پیشانی کو سو بار بوسہ دیتا ہوں اصل نسل!"
شہباز چیخا۔ "کاش تو میرے اپنے کا بیٹا ہوتا۔"
"میں اپنے ہی باپ کا بیٹا ہو کر پچھتا رہا ہوں۔"
گھوڑے دوڑتے رہے۔ ٹاپوں کی آوازوں سے پتھریلا میدان
گونج رہا تھا۔ پھر عمران نے پیش گوئی کی اور شہباز نے اُسے
اُسی طرح سنا جیسے وہ بات آسمان سے اترتے ہوئے کسی فرشتے
نے کہی ہو۔ اُس نے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ راستے ہی میں دشمن
سے مڈبھیڑ ہو جائے کیونکہ طیارے کے ٹوٹنے کی آواز دور تک
پھیل رہی ہوگی۔
اس کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ تقریباً بیس منٹ بعد
ہی مخالف سمت سے بے شمار سوار آتے ہوئے نظر آئے
... اور پھر دونوں طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی۔ دونوں
ہی طرف کے کئی آدمی گھوڑوں سے گرے۔ لیکن گھوڑوں کی رفتار
میں کوئی فرق نہ آیا۔ ایک بار پھر وہی پچھلے دن کی سی جنگجویانہ
کا منظر دکھائی دیا۔ قریب ہوتے ہی فریقین نے خنجر کھینچ لیے
اور عمران کے لوگوں نے کلہاڑیاں سنبھال لیں۔ یہ پہلا دستہ پچھلی
جنگِ عظیم میں افریقہ کے محاذ پر رہ چکا تھا۔ اور اس نے وہاں
خاص طور سے دست بدست جنگ کی ٹریننگ لی تھی۔
اسی ہنگامے میں عمران نے شہباز کی آواز سنی۔ وہ کہہ
رہا تھا "میں نے تجھے دیکھ لیا ہے... اُو... کمینے غنیم..."
لیکن شہباز اسے نظر نہیں آیا۔ اس کے دونوں ہاتھوں
میں خنجر تھے اور اُس نے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی تھی۔ اس کے
ساتھی اُسے گھیرے ہوئے تھے۔ دفعتاً اس کی نظر ایک لمبے تڑنگے
آدمی پر پڑی جس کے چہرے پر گھنی داڑھی تھی اور سر کے بڑے
بڑے بال اُلجھے ہوئے تھے۔ آنکھیں سُرخ تھیں۔ اس کے جسم
پر بھی شکرالیوں ہی جیسا لباس تھا۔ لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں
وہ شکرالیوں سے بہت زیادہ مختلف معلوم ہو رہا تھا۔ عمران
اُس تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ اب اُس نے شہباز کو بھی
دیکھا جو غالباً اُس آدمی تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران
سوچ رہا تھا کہ کہیں شہباز پہنچتے ہی اُسے ختم نہ کر دے...
وہ اُسے ہرگز پسند نہ کرتا۔ اگر اِن سازشوں کا سرغنہ وہی تھا تو اُسے
زندہ ہی پکڑنا زیادہ مفید ثابت ہوتا۔ شہباز، عمران سے قبل
ہی اُس تک پہنچ گیا۔ اُس نے اُس پر خنجر سے وار کیا... لیکن
طویل قامت سوار نے جھکائی دے کر اُس کی کلائی پر ہاتھ ڈال
دیا۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے اُس کی آنکھیں شعلے برسانے لگی ہوں۔
"خبردار!" عمران دہاڑتا ہوا اُس کی طرف جھپٹا۔ اتنی دیر میں
خود شہباز ہی نے کلائی چھڑا لی تھی۔ لیکن خنجر اب اُس کے ہاتھ
میں نہیں تھا۔ شہباز نے گھوڑے کی پشت سے اُس پر چھلانگ لگائی
لیکن عمران اُس کا حشر نہیں دیکھ سکا۔ ویسے اس نے اُسے
گھوڑے سے زمین پر گرتے ضرور دیکھا تھا کیونکہ اُس کے چھلانگ
لگاتے ہی دراز قد سوار نے بڑی پھرتی سے اپنا گھوڑا پیچھے ہٹا
لیا تھا۔
عمران کو اُس تک پہنچنے میں دشواری پیش آ رہی تھی کیونکہ
اُسے بھی اُس کے ساتھی گھیرے ہوئے تھے۔ لیکن وہ جگہ بنانے
کی کوشش کرتا ہی رہا۔ اب تک وہ نصف درجن دشمنوں کو

کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ دفعتاً عمران نے تیر بردار لوگوں کو آواز
دی۔ اُن میں سے چار فوراً ہی اُس کی مدد کو آ پہنچے۔
"راستہ صاف کرو!" عمران نے کہا۔ "اُس داڑھی والے لمبے
آدمی کو زندہ گرفتار کرنا ہے۔"
لوگ کلہاڑیاں چلاتے ہوئے آگے بڑھے۔ دشمنوں پر اُن
کی کافی دھاک بیٹھ گئی تھی۔ اُن میں پچھلے دن کے معرکے سے بھاگے
ہوئے لوگ بھی تھے۔ انھیں اِن خوفناک کلہاڑیوں کا اچھی طرح
تجربہ ہو چکا تھا۔ وہ کائی کی طرح پھٹنے لگے۔
دفعتاً اُس لمبے آدمی کی نظر عمران پر پڑی اور ایک لمحہ
کے لیے ایسا معلوم ہوا جیسے اُسے سکتہ ہو گیا ہو اور پھر اس نے
اپنے آدمیوں کو للکار کر وہ کلہاڑیاں چلانے والوں کو پیچھے دھکیل
لیں۔ ساتھ ہی اُس نے ریوالور سے عمران پر فائر کیا۔ عمران غافل
نہیں تھا۔ اس نے پھرتی سے [illegible] دوسرے جانب کے گھوڑے کی
پیٹھ خالی ہو گئی۔ پھر اس نے پے در پے کئی فائر عمران پر کیے
لیکن اب تو سبھی کلہاڑیاں چلانے والے عمران کے لیے راستہ
بنا رہے تھے۔
دراز قد سوار نے اپنے ساتھیوں کو للکارا اور ایک بار پھر
بڑے زور و شور سے جنگ شروع ہو گئی۔ عمران شہباز کے متعلق
ہی سوچ رہا تھا۔ پتا نہیں اُس کا کیا حشر ہوا ہو۔ بہرحال اُس
کے خیال کے مطابق وہ بھی کسی طرح کچلا گیا ہوگا۔
جنگ شدت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ اب تک تیر بردار...
لوگوں میں سے تین ہلاک ہو چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی
اُن کے جوش و خروش میں کمی نہیں واقع ہوئی تھی بلکہ اب پہلے
سے بھی تیز حملے کر رہے تھے۔ دوسری طرف دراز قد سوار کے آدمی
بھی اُس کی حفاظت کے لیے جانوں پر کھیل رہے تھے۔ جیسے ہی
ایک گرتا دوسرا اُس کی جگہ لے لیتا۔
عمران نے اپنا گھوڑا پیچھے ہٹا لیا۔ اب وہ دراصل ڈینی کی
تلاش میں تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اُسے مل گیا۔ لیکن اس حال میں کہ
وہ کئی دشمنوں میں گھر گیا تھا اور اُس کے ہاتھ شست پڑتے
جا رہے تھے۔ شاید وہ زخمی بھی تھا۔
عمران نے جھپٹتے ہی اُن دونوں پر حملہ کر دیا جو پہلے ہی بچے تھے۔
عمران کو دیکھتے ہی ڈینی نے پھر سنبھالا لیا۔ پانچ منٹ
بھی نہ گزرے تھے کہ دونوں وہاں تنہا رہ گئے۔
"میں شکریہ ادا کرتا ہوں ماسٹر عمران! دراصل تمھاری
[illegible] کی چیز نہیں ہے!" اُس نے کہا۔
"پرواہ مت کرو ڈینی! تم ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دے
رہے ہو۔ اگر تم نے یہ معرکہ سر کر لیا تو زندگی بھر اپنے اس
کارنامے پر فخر کرو گے۔ وہ جال دیکھو... اس وقت بھی تمھارے
پاس وہ جال موجود ہے یا نہیں جو تم ہمیشہ رکھتے ہو؟"
"ہے... ماسٹر... کیوں؟"
"مجھے اُس کی ضرورت ہے اور ڈینی... اگر اب تم الگ ہٹ
کر تھوڑی دیر سستا لو تو بہتر ہے۔"
"نہیں ماسٹر! میں اب اتنا بھی گیا گزرا نہیں ہوں۔" ڈینی
ہنس کر بولا اور زین سے لٹکے ہوئے شکار کے تھیلے سے جال
نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔
"شکریہ ڈینی!" عمران نے جال لے کر گھوڑے کو ایڑ لگائی
اور دشمنوں سے دور بھاگتا چلا گیا بالکل اسی انداز میں جیسے
گھوڑا بدک کر بے قابو ہو گیا ہو۔ اس کے ساتھیوں نے اُسے
حیرت سے دیکھا۔ لیکن اُن کے لیے ممکن نہیں تھا کہ وہ اُس کی مدد
کے لیے بھیڑ سے نکلتے۔ البتہ ڈینی نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا لیکن
پھر رک گیا۔ اگر عمران نے اُس سے جال نہ مانگا ہوتا تو شاید وہ
اُس کی مدد کے لیے دوڑ ہی پڑتا۔ لیکن اب اُسے سوچنے کے
لیے رکنا ہی پڑا۔ یہ پُراسرار آدمی آج تک اُس کی سمجھ میں نہیں
آ سکا تھا۔
دفعتاً اُس نے ایک دراز قد سوار کو مجمع سے نکل کر عمران
کے پیچھے جاتے دیکھا۔ یہ اُن شکرالیوں میں سے نہیں تھا... جو
ڈینی کے ساتھ آئے تھے۔ اُس کا حلیہ عجیب تھا۔ بے ترتیبی سے
بڑھی ہوئی گھنی داڑھی اور سر کے بالوں کا جھاڑ۔
ڈینی نے بے تحاشا اپنا گھوڑا اُس کے پیچھے ڈال دیا۔ اُس
نے سوچا کہیں یہی وہ پُراسرار فقیر نہ ہو، جس کے لیے اتنا خون
خرابہ ہوا ہے۔
تینوں گھوڑے کافی فاصلے سے دوڑتے رہے۔ پھر دفعتاً
ڈینی نے عمران کو پلٹتے دیکھا۔ دراز قد آدمی نے عمران پر فائر کیا۔
لیکن ڈینی اس فائر کا انجام نہ دیکھ سکا کیونکہ وہ اپنے ہولسٹر سے
ریوالور کھینچنے لگا تھا۔ اُس نے دراز قد آدمی پر فائر کیا۔ لیکن آواز
ہی نہ ہوئی۔ اُس کا ریوالور خالی ہو چکا تھا۔ پھر جتنی دیر میں ریوالور
کے چیمبر بھرتا، عمران نے دراز قد سوار کے پاس پہنچ کر فائر خالی
دے کر اُس پر جال پھینکا۔ مگر دراز قد آدمی کا گھوڑا بڑی پھرتی
سے اُسے بچا لے گیا۔ عمران نے پھر جال مارا لیکن شاید دراز قد
آدمی کا گھوڑا بھڑک ہی گیا تھا۔

" ڈینی! " عمران چیخا۔ " تم اپنے آدمیوں کے ساتھ رہو۔ میں اس سے نمٹ لوں گا۔ " اور پھر اُس کا گھوڑا دراز قد سوار کے بھاگتے ہوئے گھوڑے کے پیچھے دوڑتا چلا گیا۔

★★

جنگ کا فیصلہ ہونے میں دیر نہیں لگی کیونکہ جس کی پُراسرار قوتوں سے ڈر کر وہ شہباز کی بستی والوں سے لڑ رہے تھے... وہ خود ہی بھاگ نکلا تھا۔ اُس کے بھاگنے کے بعد ہی اُن کے پاؤں بھی اکھڑ گئے۔

وہ ان بھگوڑوں کو چُن چُن کر قتل کرتے رہے اور اُن کا تعاقب جاری رہا۔ ڈینی بھی پلٹ کر اُنھی میں آملا تھا۔ عمران کے حکم سے سرتابی کرنا اُس کے بس سے باہر تھا۔ ویسے اُس کا دل تو یہی چاہتا تھا کہ اُسے تنہا نہ چھوڑے۔

اُس نے شہباز کو دیکھا جس کا چہرہ حد درجہ خوفناک نظر آرہا تھا اور شاید اُس کی پیشانی زخمی تھی، جس سے خون بہہ کر سارے چہرے پر پھیل گیا تھا اور شاید اُس کا بایاں ہاتھ بھی بیکار تھا کیونکہ اُس نے گھوڑے کی لگام دانتوں سے پکڑ رکھی تھی۔ داہنے ہاتھ میں خنجر تھا جس کی پیاس بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ وہ بار بار اُٹھتا اور بھاگتے ہوئے آدمیوں کا لہو چاٹ کر دوسری بار کے لیے پھر تیار ہو جاتا۔

صفدر نے جوزان سے کہا جو بہت زیادہ زخمی تھا۔ " پتا نہیں یہ گرد و گمستال کدھر نکل گیا۔ اب میں ان لوگوں کو کس طرح روکوں؟ یہ تو ہوش ہی میں نہیں معلوم ہوتے ہیں۔ "

" بس کچھ نہیں۔ اسی طرح بھاگتے رہو۔ کہیں نہ کہیں موت نہیں بھی آد بوچے گی۔ " خاور اور صدیقی کو میں نے اپنی آنکھوں سے مرتے دیکھا ہے۔ "

" کیا وہ... کام آگئے؟ " صفدر تقریباً چیخ پڑا۔

" ہاں! " جوزان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور خاموش ہو گیا۔

صفدر کچھ دیر تک خاموش رہ کر بولا۔ " لیکن ان تمام پریشانیوں کے باوجود بھی میں عمران کے لیے بُرے خیال نہیں رکھتا۔ میرے خدا! وہ کتنا بے جگر آدمی ہے۔ "

" عمران کے لیے کوئی بھی بُرے خیالات نہیں رکھ سکتا۔ " جوزان بولا۔ " وہ نہ جانے کیا ہے۔ کس مٹی سے بنا ہے؟ بعض اوقات تو میں سوچنے لگتا ہوں کہیں وہ شکرال ہی کی مٹی سے نہ بنا ہو۔ وہ بہت عظیم ہے صفدر! اُس نے جو کچھ بھی کیا ہے، وہ کسی کے بس کا کام نہیں تھا۔ "

دفعتاً انھوں نے دیکھا کہ بھاگنے والے اپنی ٹوپیاں اُتار اُتار کر پھینک رہے ہیں اور ان کے گھوڑوں کی رفتار سست ہوتی جا رہی ہے... پھر وہ رُک ہی گئے۔ شہباز کے آدمیوں نے انھیں گھیرے میں لے لیا۔ وہ دونوں ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر کچھ کہہ رہے تھے۔ جیسے ہی وہ خاموش ہوئے، گھوڑے کی لگام شہباز کے دانتوں سے چھوٹ پڑی اور وہ چنگھاڑنے لگا۔

صفدر کی مدد سے جوزان معلوم کر سکا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔

" نہیں! تمھیں امان نہیں دی جائے گی۔ تم ظالم ہو... تم نے وہ کیا ہے جو شکرال میں کبھی نہیں ہوا۔ جاؤ! ہماری بستی میں دیکھو... تمھیں بے شمار بچوں اور عورتوں کی لاشیں ملیں گی۔ کیا تمھیں اپنی مائیں یاد نہیں... بلاؤ اُس خنزیر کی اولاد کو ہمارے لیے کوئی نئی آسمانی بلا بھیجے تاکہ تم محفوظ رہو... وہ کہاں گیا؟ "

اور پھر اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ " انھیں اتنی بیدردی سے قتل کرو کہ ان کی رُوحیں قیامت تک چیختی کراہتی پھریں۔ "

پھر جوزان کے ساتھیوں نے ایک دل ہلا دینے والا منظر دیکھا۔ اُن کے ہاتھ تو اب رُک گئے تھے۔ مرنے والے چیخ رہے تھے، بلبلا رہے تھے، رو رہے تھے... لیکن انھیں قتل کرنے والوں کے ہاتھ کسی طرح نہ رُکے... اور پھر انھوں نے اُن کی لاشیں بھی گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالیں۔ تنویر وغیرہ کو ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ زندگی کی آخری حدوں پر کھڑے سامنے پھیلی ہوئی بیکراں تاریکی میں اپنے لیے جگہ تلاش کر رہے ہوں۔

حالانکہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا، مگر انھیں ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے دُنیا کا آخری دن ہو۔ زمین کسی سیارے سے ٹکرا گئی ہو۔ سورج کے پرخچے اُڑ گئے ہوں۔ شکرالی وحشی جو گھوڑوں پر دَم بخود بیٹھے اپنی ہمیشہ اُداس رہنے والی آنکھوں سے بکھری ہوئی لاشوں کو دیکھ رہے تھے اور پھر یک بیک ہوا تیز ہو گئی۔

★★

عمران دراز قد آدمی کا تعاقب کر رہا تھا، مگر چونکہ اس کا گھوڑا بے قابو ہو کر بھاگ رہا تھا، اس لیے اُسے پا لینا آسان کام نہیں تھا۔ دراز قد آدمی گھوڑے کی گردن سے چمٹا ہوا تھا اور اب تک شاید اُس کی ہڈیاں سُرمہ ہو چکی ہوتیں اگر پھر بھی گھوڑے کی یہی کوشش تھی کہ وہ کسی طرح اُسے اپنی پیٹھ پر سے اُچھال دے۔

لیکن عمران کا اندازہ تھا کہ گھوڑا اپنے کسی جانے پہچانے ہی راستے پر دوڑ رہا ہے۔ وہ خاموشی سے تعاقب کرتا رہا... پہلے تو اُس نے سوچا تھا کہ اس گھوڑے کو ہی ہلاک کر دے لیکن پھر یہ ارادہ ترک کر دیا کیونکہ اس طرح شاید وہ سوار کو زندہ نہ پا سکتا۔

یہ تعاقب تقریباً آدھے گھنٹے تک جاری رہا اور پھر سورج مغربی اُفق میں جھکنے لگا۔ دفعتاً عمران نے دراز قد آدمی کے گھوڑے کو ایک دراڑ میں گھستے دیکھا۔ عمران پہلے تو ہچکچایا، لیکن جب اُس کے کانوں میں دوسرے گھوڑے کی ٹاپوں کی آوازیں برابر آتی رہیں تو اُس نے بھی بے خوف ہو کر اپنا گھوڑا اُسی دراڑ میں ڈال دیا۔ یہاں بہت کم روشنی تھی اور وہ اپنے گھوڑے کو... دوسرے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز کے سہارے ہی آگے بڑھتا رہا تھا۔

پھر اُسے یک بیک زیادہ روشنی نظر آئی۔ یہ دراڑ کے دوسرے سرے سے آرہی تھی جس سے اگلا گھوڑا دوسری طرف نکل گیا تھا۔

یہ ایک کافی کشادہ جگہ تھی اور چاروں طرف اونچی اونچی چٹانوں سے اس طرح گھری ہوئی تھی کہ ان چٹانوں پر پہلی نظر میں دیواروں کا دھوکا ہوتا تھا۔

گھوڑا رُک گیا اور دراز قد آدمی نے اُس پر سے کودتے وقت پے در پے تین فائر کیے... اس وقت عمران کی تقدیر ہی یاور تھی... ورنہ وہ ڈھیر ہی ہو گیا تھا۔ پہلے فائر پر وہ غفلت سے چونکا تھا اور تیسرے فائر اُس نے اپنی کوشش سے بچائے۔ پھر اُس نے گھوڑے سے چھلانگ لگائی۔

دراز قد آدمی کا ریوالور شاید خالی ہو چکا تھا۔ اُس نے عمران پر وہی کھینچ مارا اور پھر وہ دونوں بھڑ گئے۔

دفعتاً بائیں جانب سے کسی عورت نے کہا۔ " یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ کون ہے؟ " اور عمران نے اُس کی آواز پہچان لی... وہ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔

" یہ فیصلہ ہو رہا ہے تھریسیا ڈارلنگ! " عمران نے دراز قد آدمی سے گتھے ہوئے کہا۔ " ورنہ یہ تمھارے سوا کسی پرانے خادم عمران کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟ " پھر سناٹا چھا گیا اور وہ جانوروں کی طرح لڑتے رہے۔

دفعتاً دراز قد آدمی چیخا۔ " تم کیا کر رہی ہو منحوس کی بچی! اس پر فائر کیوں نہیں کرتیں؟ "

" عورتوں کا ہاتھ عمران پر کبھی نہیں اُٹھ سکتا الفانسے ڈیئر! " عمران نے اُس کے پیٹ پر گھٹنا مارتے ہوئے کہا اور پھر تھریسیا کی آواز پھر کہتی ہوئی سنائی دی۔

" ذلیل کتے الفانسے! تیری یہ مجال کہ تھریسیا کی شان میں گستاخی کرے؟ "

" تھریسیا کی بچی ہوش میں آ... یہ وقت جھگڑے کا نہیں ہے! " الفانسے دہاڑا۔ شاید اُسی وقت عمران نے پھر اُسے رگڑا دیا تھا۔ وہ بُری طرح کراہا۔

" خاموش کتے! تھریسیا کا غصہ تجھے خاک میں ملا دے گا۔ " اُس کے جواب میں الفانسے نے اُسے ایک گندی سی گالی دی۔

" میں تیرا منہ توڑ دوں گا الفانسے! کیونکہ تو میرے سامنے تھریسیا کی توہین کر رہا ہے۔ "

تھریسیا اب سامنے آگئی تھی اور عمران کو اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی جیسے بیداری کی حالت میں کوئی خواب نظر آ گیا ہو۔

ایک بار الفانسے عمران کی گرفت سے نکل کر تھریسیا کی طرف جھپٹا۔ اُسی وقت عمران نے ایک پتھر سے ٹھوکر کھائی، لیکن جتنی دیر میں وہ سنبھلا الفانسے تھریسیا کو اُٹھا کر سر سے بلند کر چکا تھا۔ تھریسیا کی چیخ چٹانوں میں گونج اُٹھی، لیکن وہ دوسرے ہی لمحے میں عمران کے بازوؤں میں تھی۔ اُسے اپنے ہاتھوں پر روکتے وقت عمران کے گھٹنے زمین سے جا لگے اور اُن میں چوٹیں بھی آئیں۔ اُس نے تھریسیا کو بہت آہستگی سے ایک طرف اُتار دیا... اور پھر الفانسے کی طرف جھپٹا، جو زمین سے اپنی رائفل اُٹھانے کے لیے جھکا تھا۔ عمران کے قریب پہنچنے سے قبل ہی وہ پلٹ پڑا... پھر اگر عمران سنبھل کر ہٹ نہ گیا ہوتا تو لٹھ کی طرح چلائی جانے والی رائفل اُس کے سر ہی پر پڑی ہوتی۔ عمران دوسرے حملے کا منتظر تھا۔ تھریسیا مضطربانہ انداز سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔

" میں تم سے ریڈ اسکوائر کا نغمات کے ساتھ والی مُہر طلب کرتا ہوں۔ " عمران پُر وقار لہجے میں بولا۔

" ضرور... ضرور! " الفانسے سر ہلا کر بولا۔ " تمھیں یہاں تمھاری موت ہی لائی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنے کے لیے کہ ایک عبرت ناک واقعہ ہوگا... کہ تم مرنے کے لیے اتنی دور آئے تھے۔ "

ڈیتی اور اُس کے ساتھی تھریسیا کو وہی لڑکی سمجھتے رہے، جس کے حصول کے لیے عمران انھیں اس خطرناک مہم پر لایا تھا۔
حیدر اور صدیقی بہت زیادہ زخمی ہو گئے تھے۔ جوزف کو اُن کے متعلق غلط فہمی ہوئی تھی۔ اُس نے انھیں زخمی ہو کر گھوڑوں سے گرتے دیکھا تھا اور سمجھا تھا کہ شاید وہ کام آ گئے۔
"مگر... وہ فقیر...!" جولیا نے عمران سے پوچھا "کیا افغانے پیشہ سے یہیں رہتا تھا؟"
"نہیں... تھریسیا کے بیان کے مطابق یہاں ایک ایسے فقیر کا وجود تھا جس نے بھیک مانگتے مانگتے اپنی حکومت ہی قائم کر لی۔ افغانے یہاں آیا... اور اس فقیر کو قتل کر کے خود اُس کی جگہ لے لی۔ مقصد صرف یہی تھا کہ وہ شکرال کو چاہنے والوں کے خلاف سازش کا جال پھیلا سکے۔"
"یہاں سے واپسی کب ہوگی؟" جولیا نے کچھ دیر بعد پوچھا۔
"وہ... عمران سنجیدہ ہو گیا "یہاں سے اسی وقت واپسی ہو سکتی ہے جب تک نہ حیدر اور صدیقی سفر کے قابل نہ ہو جائیں۔"
یہ حقیقت ہے کہ اب عمران بڑی حد تک سنجیدہ ہو گیا تھا، اگر وہ ہنستا بھی تو لگتا ایسا محسوس ہوتا جیسے کوئی بہت بڑا مجرم کر رہا ہو۔ یہ کیفیت تین دن تک رہی پھر آہستہ آہستہ اُس کا ذہن پہلے کی طرح صاف ہوتا گیا۔
سب سے زیادہ افسوس جیک زیرو کے مرنے کا تھا۔ وہ بڑے کام کا آدمی تھا اور اُس کے مستقبل سے بہتیری اچھی توقعات وابستہ تھیں۔
تھریسیا نے بتایا کہ وہ بھٹکتا ہوا اسی علاقے میں آ نکلا تھا جہاں افغانے کا اڈا تھا۔
افغانے کے آدمیوں نے اسے پکڑ لیا۔ اُس کے پاس سے ایک ٹرانسمیٹر بھی برآمد ہوا تھا جسے اُس نے گرفتاری کے وقت ہی توڑ دیا تھا۔
افغانے نے اُسے بڑی اذیتیں دے کر ختم کیا، لیکن اُس سے کچھ بھی معلوم نہ کر سکا۔ اُس نے تھا، پانچ جوزف... کیسے تو شاید تک ان ہی سسکیوں کے لیے کھلے تھے۔ اسی دوران میں اُسے معلوم ہوا کہ شہباز پھر انھیں کو اپنے ساتھ بستی میں لایا۔ پھر وہیں سے وہ ہیبت ناک کہانی شروع ہوئی۔ افغانے شاید کسی دوسرے جگہ کے جاسوس وہاں قدم جما نا چاہتے ہیں۔ وہاں عمران کی موجودگی اُس کے خواب و خیال میں بھی

نہیں تھی... اور نہ ہی عمران نے کبھی یہ سوچا تھا کہ اس سازش کا سرغنہ افغانے ہوگا۔ وہ تو جنگ کے دوران میں دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا تھا، ورنہ اگر دونوں ہی ایک آپ میں رہتے!
"دوست... صرف شکریہ! میں زندگی بھر تمہارا احسان یاد رکھوں گا۔ مگر مجھے اس کا افسوس ہے کہ میں اُس بھک منگے کو اپنے ہاتھوں سے قتل نہ کر سکا۔" شہباز نے ایک دن عمران سے کہا۔
"کیا فرق پڑتا ہے؟" عمران سر ہلا کر بولا "میں خود کو تم سے الگ تو نہیں سمجھتا!"
"کیا تم آئندہ بھی کبھی شکرال آؤ گے؟"
"کیوں نہیں... سردار شہباز، مجھے ہمیشہ یاد رہے گا!"
"تم نے مجھے یہ سمجھایا کیوں تھا کہ تم اسی بھک منگے کے لیے یہاں آئے تھے؟"
"تمہیں یقین نہ آتا!" عمران سر ہلا کر بولا "تم یہی سمجھتے کہ تمہیں کسی قسم کا بڑا دھوکا دیا جانے والا ہے... کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"
شہباز تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا، پھر بولا "... تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں یہی سمجھتا کہ وہ غدار والا کسی دوسری تدبیر سے مجھے پھانسنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تم نے جو کچھ بھی کیا بہت اچھا کیا۔ تم عقل مند بھی ہو اور بہادر بھی۔ میں نے یہ دونوں صفتیں کسی ایک میں آج تک نہیں دیکھیں۔"
ڈیتی کے ساتھیوں میں سے صرف پانچ آدمی بچے تھے اور وہ بھی اپنی زندگیوں سے کچھ بیزار سے معلوم ہوتے تھے۔
"ڈیتی!" عمران نے اُس سے کہا "ابھی تمہارا کام باقی ہے!"
"کیسا کام ماسٹر؟" اُس نے اپنی اُداس آنکھیں اوپر اٹھائیں۔
"وادیٔ شرجیل کے ہیرے!"
"ہیرے!" وہ پاگلوں کی طرح ہنسا اور پھر بولا "ہیرے آدمی کے لیے بڑی کشش رکھتے ہیں لیکن جب کوئی آدمی اپنی زندگی کی بے وقعتی کا احساس ہو جانے تو پھر ہیرے کیا؟... اب میں بھی تمہاری طرح کہا کروں گا کہ دن بھر میں لاتعداد ہیرے میری ٹھوکروں کے پیچھے نکل جاتے ہیں!"
"تم جاؤ! میں تو تیار ہوں!"
"نہیں ماسٹر شکریہ! مجھے اس سفر میں ایک ایسا ہیرا ملا ہے جس کا مقابلہ شاید کوہِ نور یا اس سے بھی بڑا کوئی ہیرا نہ کر سکے!"
"اوہو... عمران نے حیرت سے کہا "میں نہیں سمجھا!"
ڈیتی نے فوراً ہی جواب نہیں دیا۔ وہ کچھ سوچنے لگا تھا۔ پھر

افغانے نے رائفل پھینک کر خنجر کھینچ لیا۔
"آؤ... آؤ...!" عمران سر ہلا کر بولا "میں تمھیں اسی طرح ماروں گا، جیسے تم نے ابھی تھریسیا کے لیے کوشش کی تھی!"
افغانے جھپٹ پڑا... لیکن دوسرے ہی لمحے میں اُس کے حلق سے ایک طویل کراہ نکلی۔ تھریسیا بس اتنا ہی دیکھ سکی تھی کہ اُس کا خنجر والا ہاتھ عمران کی گرفت میں آ گیا تھا... لیکن پھر اُسے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ افغانے منہ کے بل کس طرح گر پڑا تھا۔
... اور اب عمران کا ایک پیر اُس کی گردن پر تھا اور خنجر والا ہاتھ اس طرح مروڑا جا رہا تھا کہ افغانے کی چیخیں نکلی پڑ رہی تھیں۔
"مہر کہاں ہے؟" عمران دھاڑا۔
"نہیں بتاؤں گا!"
"تم کس ملک کے لیے کام کر رہے ہو؟"
"نہیں بتاؤں گا!"
"اچھا..." عمران نے اُس کے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور خنجر دُور جا پڑا۔
"تھریسیا! تو دیکھ رہی ہے؟" افغانے دھاڑا۔
"ہاں!" تھریسیا پُر سکون آواز میں بولی "میں یہ دیکھ رہی ہوں کہ یہ اتنی دُور سے مرنے آیا تھا... مگر غلط تھا... اور شیخی خورہ افغانے اُس کے پیروں کے نیچے دم توڑے جا رہا ہے... ٹھیک یہ دیکھ رہی ہوں کہ جس نے کچھ دیر پہلے ایک عورت کو زمین پر جھٹکنے کے لیے سر سے بلند کیا تھا، وہ اب بے بس کیچوے کی طرح بے بس پڑا ہے۔ عمران! تم نے ابھی کیا کہا تھا... اپنا کام جلد ختم کرو... میں تمھیں سب کچھ بتا دوں گی۔ مہر بھی میرے ہی پاس ہے۔"
افغانے پھر تھریسیا کو گالیاں دینے لگا۔
عمران جھکا اور افغانے کی گردن دبانے ہوئے اُسے اپنے ہاتھوں پر اُٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔ افغانے اُس کی گرفت سے نکلنے کے لیے مچل رہا تھا، لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ عمران نے اُسے سر سے اونچا اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اُس کی آخری چیخ ایسی ہی تھی جیسے ہزاروں آدمی بیک وقت چیخے ہوں۔
تھریسیا نے زور دار قہقہہ لگایا اور عمران کی طرف دیکھتی ہوئی بولی "تمھیں یاد ہے... تم نے ایک رات مجھ سے رقص کرنے کی درخواست کی تھی... آؤ، ہم رقص کریں!" اور وہ زیرو ستی عمران سمیت رقص کرنے کی پوزیشن میں آ گئی۔ پھر وہ گانے لگی...

اور جو کچھ بھی وہ گا رہی تھی اُس کی دُھن پر وہ ناچتے رہے۔ تھریسیا کئی بار افغانے کی لاش پر بھی چڑھ گئی۔
"آج میری نجات کا جشن ہے!" وہ کہہ رہی تھی "میں بہت خوش ہوں... بہت خوش ہوں عمران... ایک ایسے آدمی سے مجھے نجات ملی ہے جس سے میں بے حد نفرت کرتی تھی!" اور پھر اُس نے اُسے بتایا کہ وہ کس ملک کے لیے کام کر رہا تھا۔ وہ اُسے ایک غار میں لے گئی۔ وہ خنجر اُسے دی جس کے لیے عمران نے ان راہوں سے اُلجھتا رہا تھا اور وہ کاغذات اُس کے بھروسے کے ثبوت سے یہ ثابت ہو سکتا تھا کہ افغانے کس ملک کے لیے کام کر رہا تھا۔
"اب تم مجھے گولی ہی مار دو تو مجھے کوئی پروا نہیں ہوگی۔" تھریسیا نے کہا "میری سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ میں زندگی ہی میں کسی طرح اس سے پیچھا چھڑا سکوں۔"
"تم نے ہی اسے کیوں نہیں مار ڈالا تھا!" عمران نے پوچھا۔
"میں ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ یہ اُس ہی کی تنظیم کی پابند تھی۔"
ٹھیک اُسی وقت شہباز اور اُس کے ساتھی غار میں داخل ہوئے اور عمران چیخا "مل گئی... وہ لڑکی مل گئی... جس کے لیے ... میں نے اتنی تکلیف اٹھائی تھی!"
"کیا مطلب؟" شہباز اُسے گھورنے لگا۔
"یہ لڑکی میرے سرکس میں کام کرتی تھی۔ ایک فرنگی اسے زبردستی اٹھا لایا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ اسے شکرال میں لے آیا ہے... اور یہی وجہ ہے کہ تم مجھے یہاں دیکھ رہے ہو!"
"سپید خان کے بیٹے؟" شہباز دہاڑا "پھر تم نے جھوٹ کیوں بولا تھا؟" "... مگر خیر اسے چھوڑو... میں اُس تھوڑی سی لاش دیکھ چکا ہوں... تم میرے بھائی ہو، میری ماں کے لال!"

❁

واقعات ایک بھیانک خواب کی طرح اُن کے ذہنوں پر مسلط رہے اور وہ کئی دنوں تک بالکل اسی طرح چلتے رہے جیسے اس میں اُن کے ارادے کو دخل نہ ہو۔ البتہ شکرالیوں کے متعلق اندازہ کرنا مشکل تھا کہ اُن پر ان حالات کا ذہنی ردِ عمل کیا ہوا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے سوا اور کوئی بھی غار والے کے راز سے واقف نہ ہو سکا۔ عمران نے افغانے کی لاش کا راز فاش نہیں کیا تھا۔ شکرالی اُسے وہی فقیر سمجھتے رہے جو اپنی چالاکی سے اُن پر حکمران ہو گیا تھا۔ شہباز نے اپنے عہد کے مطابق اُس کی لاش اُسی غار میں پھنکوا دی جس میں ضرورہ کوڑھی پھینکے جاتے تھے۔